عمران سیریز
مظہر کلیم ایم اے
ریڈ میڈوسا
WWW.PAKISTANIPOINT.COM
پاکستانی پوائنٹ

عمران سیریز

ریڈ میڈوسا

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران ----- محمد اشرف قریشی
---------- محمد یوسف قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ شہکار پرنٹنگ پریس ملتان

محترم قارئین! جاسوسی ادب میں یوں تو بے شمار کہانیاں آپ کی نظروں سے گزری ہوں گی۔ اور ہوسکتا ہے۔ کہ آپ یہ دعویٰ بھی کردیں کہ اب کوئی منفرد اور چونکا دینے والی کہانی نہیں لکھی جاسکتی۔ لیکن ریڈ میڈوسا ایک ایسی کہانی ہے جو آپ کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں کی سیر کرائے گی۔ یہ کہانی ایک ایسی خوف ناک تنظیم کی کہانی ہے جس کا انداز قطعی منفرد ہے۔ یہ تنظیم رحم، مروت۔ اور نرمی جیسے لفظوں سے واقف ہی نہیں ہے۔ یہ اپنے دشمنوں پر قہر خداوندی بن کر ٹوٹ پڑتی ہے۔ اور اس بار جب اس تنظیم نے پاکیشیا کا رخ کیا تو عمران اور سلیمان خون آشام قاتل زرد مکھیوں کی زد میں آ گئے۔

یہ دنیا کی سب سے خوف ناک گوشت خور مکھیاں ہیں جو چند لمحوں میں انسانی گوشت چٹ کر جاتی ہیں اور۔ ان کے شکار کو انسان سے ہڈیوں کا ڈھانچہ بننے میں صرف چند لمحے لگتے ہیں پھر اس کے ساتھ ساتھ غیر انسانی تشدد اس تنظیم کا خاصہ ہے۔ اور بد قسمتی سے جولیا کو اس غیر انسانی تشدد کے جہنم سے گزرنا پڑا ہے۔ نتیجہ یہ کہ اس کے خوب صورت گال مسخ ہو گئے۔ ایک پیر کا تمام گوشت تیزاب سے جلا دیا گیا۔ اور وہ خوب صورتی کی بجائے بدصورتی کا اشتہار بن کر

رہ گئی۔ ایکسٹو جسے تمام دنیا ناقابل شکست سمجھتی ہے۔ اس تنظیم کے ہاتھوں پشت میں گولی کھا کر زندگی کی سرحدوں سے موت کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اور دانش منزل جسے عمران نے ناقابلِ تسخیر سمجھ لیا تھا ریڈ میڈوسا کے مقابلے میں مٹی کا گھروندہ ثابت ہوئی۔ اور عمران ہزاروں خوف ناک مجرموں کی گردنیں توڑ دینے والا عمران۔ جب ریڈ میڈوسا کے مقابل آیا۔ تو پھر۔ ہو سکتا ہے اس مقابلے کا انجام آپ کی توقع کے برعکس ہو۔ ریڈ میڈوسا اور عمران خون آشام درندوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ اور یہ جنگ ایسی جان لیوا اور اعصاب شکن ثابت ہوئی۔ کہ کتاب کے بے جان صفحات بھی خوف سے لرز لرز اٹھے۔

اس کتاب کو ضرور پڑھیے لیکن اس وعدے کے ساتھ کہ آپ پڑھتے پڑھتے خوف زدہ نہیں ہو جائیں گے۔

والسلام

مخلص مظہر کلیم ایم اے

انتہائی خوب صورت انداز میں سجی ہوئی خواب گاہ کے آرام دہ بستر پر ایک نوجوان اور انتہائی خوب صورت لڑکی نائٹ پہنے گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔ ریشمی کمبل سے باہر صرف اس کا یونانی نقوش کا حامل چہرہ تھا لیکن ریشمی کمبل اس کے جسم پر کچھ اس طرح لپٹا ہوا تھا کہ جسم کے نشیب و فراز کمبل کے باوجود نمایاں تھے۔

بیڈ سے ملحقہ چھوٹی میز پر ٹیلیفون رکھا ہوا تھا۔ اور کمرے میں ہلکے نیلے رنگ کی مدھم لائٹ جل رہی تھی۔ اور کمرہ رومان پرور فضا میں ڈوبا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ دوسرے لمحے کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ گو دستک کی آواز بے حد مدھم تھی لیکن گہری نیند میں ڈوبی ہوئی لڑکی اس مدھم آواز کی بنا پر کسمسائی اور پھر جب دوسری بار اسی طرح مدھم سی دستک دی گئی تو اس نے یک لخت آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے اس نے کروٹ بدل کر تپائی پر موجود ٹیبل لیمپ کا بٹن دبا دیا اور کمرہ تیز روشنی سے بھر گیا۔ لڑکی نے بیڈ کے کنارے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر جب اس کا ہاتھ کنارے سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مائیک موجود تھا۔

"کون ہے؟" ——— لڑکی نے نیند میں ڈوبی ہوئی آواز میں مائیک کو منہ کے قریب رکھتے ہوئے پوچھا۔

"شازلین ہوں مادام" ——— مائیک میں سے ایک نسوانی آواز اُبھری۔

"اوہ تو کیا صبح ہو گئی ہے" ——— مادام نے آنکھیں پھاڑ کر کمرے کی دیوار پر لگے ہوئے جدید ترین کلاک پر نظریں ڈالتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"یس مادام سات بج گئے ہیں" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور مادام نے مائیک ہاتھ سے چھوڑ دیا جو سمٹ کر واپس بیڈ کے کنارے میں غائب ہو گیا۔ مادام نے کمبل ایک طرف ہٹایا اور پھر بیڈ سے اتر کر کھڑی ہو گئی۔ ایک لمحے کیلئے اس نے گہری نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر مطمئن ہو کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازے کی سائیڈ میں لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبا کر واپس مڑی اور اس سے منسلک ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔ کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھلا اور پھر ہاتھ میں ایک پلاسٹک کی بالٹی اور الیکٹرک کلینر پکڑے ایک نوجوان عورت اندر داخل ہوئی۔ اس نے بالٹی ایک طرف رکھی اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے کلینر کو قالین پر رکھ کر اس کا سوئچ پلگ میں لگا دیا دوسرے لمحے الیکٹرک کلینر سے اس نے کمرے میں بچھے ہوئے قیمتی قالین کی صفائی کرنی شروع کر دی۔ قالین پر موجود مٹی اور کاغذات کے ٹکڑے اور اس قسم کا فالتو سامان کلینر کی ٹوکری میں اکٹھا ہو گیا جو اس نے بالٹی میں ڈال دیا۔ اور پھر کاندھے پر رکھے ہوئے ڈسٹر سے اس نے انتہائی پھرتی سے کمرے کے سامان کو جھاڑنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں اس نے کمرے کو چمکا دیا۔ بستر درست کر کے اس نے بالٹی اور کلینر اٹھایا اور پھر کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

اس کے باہر جانے کے چند لمحوں بعد مادام ٹوائلٹ سے باہر نکلی اس نے

غسل کر کے نہ صرف لباس بدل لیا تھا بلکہ اس کے بال بھی خوب صورت انداز میں سیٹ ہو چکے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی بستر کے ساتھ رکھی ہوئی آرام کرسی پر آ کر بیٹھ گئی ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر اس نے ناشتہ بھیجنے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر ایک بار پھر مخصوص انداز میں دستک ہوئی۔

"کم ان" ——— مادام نے کہا دوسرے لمحے دروازہ کھلا ایک باوردی ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے مادام کے سامنے پڑی ہوئی میز پر ناشتے کا سامان سجایا۔ اخبار تہہ کر کے ایک طرف رکھا اور پھر ٹرالی دھکیلتا ہوا باہر نکل گیا۔

مادام نے ناشتہ شروع کیا اور ساتھ ہی ساتھ وہ اخبار کی سرخیوں پر بھی نظر دوڑا رہی تھی۔ ابھی اس نے ناشتہ مکمل نہ کیا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی ترنم آواز میں بج اٹھی۔ مادام نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس فیونا سپیکنگ" ——— مادام نے مترنم لہجے میں کہا۔

"کرنل زیڈ سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور مادام فیونا یکدم چونک پڑی۔

"یس باس" ——— مادام فیونا کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"ناشتہ کر لیا ہے تم نے" ——— کرنل زیڈ نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"یس باس" کر رہی ہوں" ——— مادام فیونا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ناشتہ کر کے مجھ سے ملو" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سے رابطہ ختم ہو گیا۔ مادام فیونا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے وہ کرنل زیڈ کا انداز بخوبی جانتی تھی۔ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے اور پچھلے ایک ماہ کی فرصت اب ختم ہونے والی ہے۔ اُس نے جلدی جلدی ناشتہ

ختم کیا اور پھر اٹھ کر تیزی سے الماری کی طرف بڑھی الماری کا ایک خفیہ
خانہ کھول کر اس نے ایک چھوٹا سا پستول نکال کر بلاؤز میں رکھا اور
پھر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ سامنے ایک
طویل راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک خوب صورت سا پورچ تھا۔
جس میں سُرخ رنگ کی جدید ماڈل کی خوب صورت سپورٹس کار موجود
تھی۔ مادام فیونا نے کار کا دروازہ کھولا اور سٹیرنگ پر بیٹھ گئی۔ دوسرے
لمحے کار تیزی سے چکر کاٹ کر مڑی اور پھاٹک کی طرف دوڑتی چلی گئی۔
جیسے ہی کار پھاٹک کے قریب پہنچی۔ پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور
مادام فیونا کار لئے باہر مین روڈ پر آگئی۔ مین روڈ پر ٹریفک کا ایک سیلاب
بہہ رہا تھا۔ صبح کے وقت سب لوگ اپنے کام کاج پر جا رہے تھے۔
اس لئے ٹریفک بے پناہ تھا۔ مادام بڑی مہارت سے کار دوڑاتی ہوئی آگے
بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بہت
بڑے کمرشل پلازا کی باؤنڈری میں مڑ گئی۔ یہ پلازا بیس منزلہ تھا اور
یہاں بے شمار کاروباری دفاتر تھے۔ اس نے پلازا کے وسیع پارکنگ
میں کار پارک کی اور پھر نیچے اتر کر مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔
مین گیٹ کے ساتھ چار لفٹیں کام کر رہی تھیں۔ اور بے شمار لوگ آ جا
رہے تھے۔ مادام فیونا بھی ایک لفٹ کے سامنے لگی ہوئی طویل قطار
میں شامل ہو گئی۔ قطار آہستہ آہستہ سکڑتی چلی گئی اور پھر دس منٹ بعد
اُسے لفٹ میں جگہ مل گئی۔ لفٹ بوائے نے مطلوبہ تعداد پوری ہوتے
ہی دروازہ بند کیا اور لفٹ اوپر چڑھانے کا بٹن دبا دیا۔ لفٹ ہر منزل
پر رکتی۔ اور پھر لفٹ بوائے دروازہ کھول دیتا اور اس منزل پر جانے

والے لوگ باہر نکل جاتے۔ اٹھارویں منزل پر جیسے ہی لفٹ رکی مادام
فیونا باہر آگئی۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی۔ وہ طویل برآمدے کے
آخری حصّہ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا
دروازہ تھا جس پر "راجا سٹر پرائزز" کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ مادام فیونا
نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا
جس میں مختلف میزوں پر مختلف لوگ کام کرنے میں مصروف تھے۔ ہال
کے آخری شمالی کونے میں اندھے شیشے کا ایک کیبن سا بنا ہوا تھا جس
کے باہر منیجنگ ڈائریکٹر کی تختی لگی ہوئی تھی دروازے کے باہر ایک
چھوٹی سی میز کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی فون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی
تھی۔

"ہیلو ٹالیڈ" ۔۔۔ مادام فیونا نے اس کے قریب رک کر
مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو مادام ۔۔۔ باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں" ۔۔۔ ٹالیڈ
نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوکے" ۔۔۔ مادام نے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر دروازہ کھول کر
اندر داخل ہو گئی۔

کیبن ایک جدید ترین دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بڑی سی
میز کے پیچھے ایک قوی الجثہ بڑی بڑی سفید مونچھوں والا ادھیڑ عمر
شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عقاب جیسی چمک تھی۔

"آؤ فیونا بیٹھو" ۔۔۔ اس نے مادام کو اندر داخل ہوتے دیکھ
کر ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور مادام فیونا اس

آرام کرسی میں دھنس گئی۔

ادھیڑ عمر شخص نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"مس ٹالیڈ ـــــ تا اطلاع ثانی تمام ملاقاتیں منسوخ سمجھی جاویں"۔

اور پھر بٹن آف کر کے اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی یہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف بن گیا اب اندر ہونے والی گفتگو کسی صورت میں بھی باہر سے نہ سنی جا سکتی تھی۔

یہ دفتر اور کاروباری ادارہ دراصل ایک آڑ تھی۔ عام حالات میں کون یہ تصور کر سکتا تھا کہ "راجر انٹرپرائزز" جو کہ ماچسوں کی امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتا تھا۔ جیوش لینڈ کی ٹاپ سیکرٹ سروس کا دفتر تھا۔ ادھیڑ عمر شخص جیوش ٹاپ سیکرٹ سروس کا سربراہ کرنل زیڈ تھا۔ جیوش لینڈ میں سیکرٹ سروس کا دوہرا انتظام تھا۔ ایک تو سیکرٹ سروس تھی۔ جس کا تمام عملہ اور دفاتر علیحدہ تھے۔ یہ ادارہ ملک میں آنے والے بین الاقوامی مجرموں اور دوسرے ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹوں سے نپٹتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور خفیہ ادارہ بنایا گیا تھا۔ جسے سرکاری طور پر ٹاپ سیکرٹ سروس یا ٹی۔ ایس۔ ایس کے کوڈ نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کا سربراہ کرنل زیڈ تھا۔ یہ ادارہ اہم ترین معاملات میں ہاتھ ڈالتا تھا۔ اور صرف صدر مملکت کو جواب دہ تھا۔

اس کے تحت مختلف چھوٹی چھوٹی تنظیمیں بنی ہوئی تھیں۔ جن کے علیحدہ علیحدہ نام تھے۔ یہ تنظیمیں عام طور پر غیر ممالک میں اہم ترین مسئلوں پر کام کرتی تھیں۔ اس کے ممبر صرف وہ لوگ بنائے جاتے تھے۔ جن کی چالاکی۔ عیاری۔ ذہانت اور پھرتی مسلم ہوتی تھی۔ انہیں بے شمار

کڑی آزمائشوں سے گزرنے کے بعد ٹی۔ ایس۔ ایس کا ممبر بنایا جاتا تھا۔ اس لئے ٹی۔ ایس۔ ایس کا ہر ممبر ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اور تھا بھی ایسا ہی۔ آج تک کوئی ایسا مشن نہ تھا جس میں ٹی۔ ایس۔ ایس کو ناکامی ہوئی ہو۔ ٹی۔ ایس۔ ایس کی ایک اہم ترین ذیلی تنظیم کا نام ریڈ میڈوسا تھا۔ اور مادام فیونا ریڈ میڈوسا کی سربراہ تھی۔ اور مشن کے دوران مادام ریڈ میڈوسا کہلاتی تھی۔ مادام فیونا ٹی۔ ایس۔ ایس کی سب سے قابل اعتماد ایجنٹ سمجھی جاتی تھی۔ ریڈ میڈوسا میں پانچ مرد اور پانچ عورتیں کام کرتی تھیں۔ ان کے متعلق کرنل زیڈ کو بھی علم نہ تھا۔ صرف مادام فیونا ہی ان کے متعلق جانتی تھی۔ کرنل زیڈ اہم ترین مشن کے لئے ہی ریڈ میڈوسا کو حرکت میں لاتا تھا۔ اس لئے آج جیسے ہی کرنل زیڈ کا پیغام ملا مادام فیونا سمجھ گئی کہ کوئی اہم ترین مشن اسے سونپا جانے والا ہے۔

"مادام فیونا ـــــ ایک دلچسپ مشن میں نے تمہارے لئے تجویز کیا ہے"۔ ـــــ کرنل زیڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے ہر مشن دلچسپ ہوتا ہے کرنل ـــــ بہرحال فرمائیے"۔ مادام فیونا نے جواب میں دھیرے سے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ فائل دیکھو"۔ ـــــ کرنل زیڈ نے میز کی دراز سے ایک فائل نکال کر مادام فیونا کے سامنے ڈالتے ہوئے کہا اور مادام فیونا نے فائل اٹھا کر کھولی۔ فائل میں بیس کے قریب صفحات تھے۔ وہ ان کے مطالعے میں مصروف ہو گئی۔ تقریباً دس منٹ بعد اس نے فائل بند کرتے ہوئے ایک طویل سانس لی۔

"کرنل یہ تو ایک عام سا مشن ہے میرے خیال میں ریڈ میڈوسا کے علاوہ کوئی بھی ٹی۔ ایس۔ ایس کی تنظیم اسے نپٹا سکتی ہے"۔۔۔۔۔ مادام فیونا کے چہرے پر ناامیدی کے اثرات نمایاں تھے۔ جیسے اُسے مشن کی اہمیت کے بارے میں خاصی مایوسی ہوئی ہو۔

"یہ تم نے کیسے اندازہ لگا لیا"۔۔۔۔۔ کرنل زیڈ نے مُسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کرنل پاکیشیا کی اُس لیبارٹری کو ہی اڑانا ہے جہاں وہ ایٹم بم کی تیاری میں مصروف ہیں۔ فائل میں لیبارٹری کی نشاندہی محل وقوع اور ممکنہ حفاظتی انتظامات کی تفصیلات دی ہوئی ہیں۔ پاکیشیا ایک پس ماندہ سا ملک ہے۔ ٹی۔ ایس۔ ایس کی کوئی بھی تنظیم بڑی آسانی سے وہاں جا کر اس مشن میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ ریڈ میڈوسا کو تو کوئی ایسا کام دیجئے جو باقی سب کے لئے ناممکن ہو"۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مادام فیونا ۔۔۔۔۔ تم مجھے احمق سمجھتی ہو۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ یہ عام سا مشن ہے۔ ایسی بات نہیں مادام ۔۔۔۔۔ یہ ایک ایسا مشن ہے جس کی کامیابی کے امکان ریڈ میڈوسا کے لئے بھی ففٹی ففٹی ہیں۔ تمہیں پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس دنیا کی خوفناک ترین سیکرٹ سروس سمجھی جاتی ہے۔ ایک ایسی سیکرٹ سروس جس کے متعلق پوری دنیا میں مشہور ہے کہ وہ لوگ کوئی انسان نہیں بلکہ مافوق الفطرت معلوم ہوتے ہیں۔ آج تک بڑی سے بڑی مجرم تنظیم وہاں سے کامیاب ہو کر نہیں لوٹی۔ کوئی

سیکرٹ ایجنٹ یا سیکرٹ سروس ایسی نہیں جو وہاں سے اپنے مشن میں کامیاب لوٹی ہو۔ خاص طور پر ایک شخص وہاں ایسا ہے۔ جو دنیا کا خطرناک ترین آدمی سمجھا جاتا ہے اس کا نام علی عمران ہے۔ بظاہر ایک سیدھا سادھا۔ عام سا بے ضرر۔ اور احمق سا نوجوان ہے۔ لیکن در اصل وہ انتہائی چالاک۔ عیار اور ذہین شخص ہے۔ بڑے بڑے مجرموں کی گردنیں اس کے ہاتھوں سے ٹوٹ چکی ہیں سینکڑوں ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ اس کے ہاتھوں زمین میں دفن ہو چکے ہیں اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آج کل اس لیبارٹری کی نگرانی براہ راست سیکرٹ سروس کے کنٹرول میں ہے۔ اس لئے مادام یہ مشن ریڈ میڈوسا کا ہی مشن ہے۔ اور اس مشن کے دوران ریڈ میڈوسا کو اپنی اصل صلاحیتوں کے آزمانے کا موقع ملے گا"۔۔۔۔۔ کرنل زیڈ نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

مادام فیونا حیرت بھرے انداز میں بیٹھی یہ سب کچھ سُن رہی تھی۔ حیرت کی زیادتی سے اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔ وہ کرنل زیڈ کے مزاج کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اُسے بخوبی معلوم تھا کہ کرنل زیڈ جیسا آدمی کسی کی تعریف کرنے کا قائل ہی نہیں اور اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس احمق نوجوان کی اس حد تک تعریف کر رہا ہے۔ تو پھر یقیناً یہ سیکرٹ سروس کوئی انتہائی خوفناک قسم کی چیز ہو گی۔

"کیا یہ علی عمران سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے"۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے چند لمحوں کے سکوت کے بعد پوچھا۔

"یہی تو اس کا دل چسپ پہلو ہے۔ سیکرٹ سروس کا سربراہ کبھی سامنے نہیں آیا۔ وہ ہمیشہ پردے کے پیچھے رہتا ہے۔ اس کا نام ایکس ٹو ہے۔ دنیا بھر کی سیکرٹ سروسز نے اس کے چہرے سے پردہ اٹھانے کی کوششیں کر ڈالی ہیں۔ لیکن بے سود۔ آج تک کسی کو یہ پتہ نہیں چل سکا کہ دراصل ایکسٹو کون ہے۔ اور علی عمران براہِ راست سیکرٹ سروس سے متعلق بھی نہیں ہے۔ لیکن ایکسٹو جب چاہے اس سے کام لے لیتا ہے۔ کرنل زیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس مشن کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے علی عمران کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔ اس کے بعد مشن کا آغاز کیا جائے"۔۔۔۔ مادام فیونا نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ یہ ضروری ہے میرے خیال کے مطابق جب تک علی عمران زندہ ہے مشن کی کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کرنل زیڈ نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"کیا اس علی عمران کا کوئی فوٹو آپ کے پاس ہے"۔۔۔۔ مادام نے پوچھا۔

اور کرنل زیڈ نے میز کی دراز سے ایک فوٹو نکال کر مادام کے سامنے ڈال دیا۔ مادام نے فوٹو اٹھا کر دیکھا یہ فوٹو کسی ہوٹل کے سامنے اتارا گیا تھا۔

ہوٹل کے گیٹ سے ایک درمیانے قد اور سڈول جسم کا خوبصورت سا نوجوان باہر نکل رہا تھا۔ اس نے ٹیکنی کلر سا لباس پہنا ہوا تھا۔ چہرے پر حماقتیں ہی حماقتیں نظر آ رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی

الو کو پکڑ کر دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا ہو۔

"تو یہ ہے علی عمران ۔۔۔ ہوں ۔۔۔ یہ بھلا ریڈ میڈوسا کے سامنے کیسے ٹھہر سکتا ہے"۔۔۔ مادام نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حقارت تھی۔ اور کرنل زیڈ کے لبوں پر معنی خیز سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"ٹھیک ہے تم خود نپٹ لینا۔ میں نے بہرحال تفصیلات تمہیں بتا دی ہیں۔ اس کی رہائش کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ۲۰۰ میں ہے۔ پوری بلڈنگ نئی تعمیر شدہ ہے۔ پرانی بلڈنگ خوفناک بم کے دھماکے سے تباہ ہو گئی تھی۔ یقیناً یہ بھی کسی سیکرٹ ایجنٹ کا کارنامہ ہے[1] یہ وہاں ایک باورچی کے ساتھ رہتا ہے"۔۔۔ کرنل زیڈ نے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ کرنل میں یہ کیس چیلنج کے ساتھ قبول کرتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ مشن کی کامیابی کے بعد آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق اپنے خیالات پر ضرور شرمندہ ہونا پڑے گا"۔۔۔

"وش یو گڈ لک"۔۔۔ کرنل زیڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ کمرہ دوبارہ عام حالت میں آ گیا اور پھر مادام فیونا فائل سنبھالے تیزی سے مڑی اور دروازہ کھول کر باہر نکلتی چلی گئی۔

[1]۔ اس کے لئے مظہر کلیم ایم اے کا ناول "عمران کی موت" پڑھیے۔

عمران نے کار آہستہ کی اور پھر سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے ایک ادھیڑ عمر شخص کے قریب لا کر روک دی۔ تیز دھوپ میں وہ شخص نہ صرف شیروانی پہنے کھڑا تھا۔ بلکہ اس نے گلے تک اس کے بٹن بھی بند کر رکھے تھے۔ چوڑی دار پاجامہ اور سر پر جوگوشیہ ٹوپی پہنے وہ ہاتھ میں چھڑی لئے سڑک کے کنارے یوں اطمینان سے کھڑا تھا جیسے تیز دھوپ کی بجائے وہ کسی سایہ دار جگہ پر ہو۔ عمران نے اُسے دور سے ہی دیکھ لیا تھا اور چونکہ موجودہ زمانے میں اس لباس کو اس انداز میں استعمال کرنے والے خال خال ہی ملتے تھے اور جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ عمران کو بے حد پسند تھے کیونکہ وہ قدیم کلچر اور روایات سے ذہنی طور پر بُری طرح چمٹے ہوتے تھے۔ اور اس لحاظ سے عمران کے لئے دل چسپ شخصیت بن جاتے تھے۔

"حضرت آپ کو دھوپ میں کھڑے رہنے سے سردی لگ رہی ہوگی اس لئے تشریف رکھیئے میں آپ کو کسی گرم جگہ پر چھوڑ آؤں" عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کار کا دروازہ

کھول دیا۔

"اوہ صاحبزادے آپ کو خواہ مخواہ تکلیف ہوگی" ——— اس شخص نے بڑے تکلفانہ انداز میں کہا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ تیزی سے کار میں بھی بیٹھ گیا۔ شاید اُسے خطرہ تھا کہ کہیں عمران تکلف میں ہی کار آگے نہ بڑھا لے جائے۔

"اجی تکلیف تو ضرور ہوتی ہے لیکن خواہ مخواہ نہیں ہوتی۔ بس اپنے آپ ہو جاتی ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہو ——— ذرا اپنی نبض دکھائیے میں ابھی بتا دیتا ہوں کہ آپ کو کیا تکلیف ہے" ——— اس شخص نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"سٹیرنگ پر ہاتھ رکھیئے" ——— عمران نے ان کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو کھینچ کر سٹیرنگ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"سٹیرنگ ——— اجی حضرت میں نبض کی بات کر رہا ہوں" ——— اس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"حضرت میں کار کی تکلیف کی بات کر رہا تھا اس لئے سٹیرنگ پر ہاتھ رکھ کر ہی آپ بتا سکیں گے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ——— معافی چاہتا ہوں میں سمجھا آپ اپنی تکلیف کی بات کر رہے ہیں" ——— ان صاحب نے شرمندہ ہو کر ہاتھ پیچھے کھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کہاں چھوڑ آؤں؟" ——— عمران نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"لب گور" ——— ان صاحب نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس بار حیران ہونے کی باری عمران کی تھی۔

"آپ کی گور کون سے قبرستان میں کھودی گئی ہے؟" ——— عمران نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"اجی توبہ کیجیے میں تو اپنی رہائش گاہ کی بات کر رہا ہوں۔ اس کا نام "لب گور" ہے؟" ——— ان صاحب نے بُرا مانتے ہوئے کہا۔

اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کا انتخاب درست نکلا تھا۔ صاحب واقعی صاحب ذوق تھے۔ ورنہ عام آدمی اپنی رہائش گاہ کا نام "لب گور" رکھنے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

"چلیے ایسا ہی سہی ——— مگر یہ ہے کہاں؟ کچھ اتہ پتہ بتائیے تو میں شاید یہ پہیلی بوجھ سکوں؟" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہو آپ نہیں جانتے حکیم چھٹن المعروف دولہا میاں کی رہائش گاہ نہیں جانتے جب کہ مستقبل میں پیدا ہونے والے بچے بھی اُسے جانتے ہیں؟" ——— حکیم صاحب نے مزید بُرا مانتے ہوئے کہا۔

"میں مستقبل میں نہیں بلکہ ماضی میں پیدا ہوا ہوں۔ اس لئے نہ جاننے کی گستاخی کر بیٹھا ہوں۔ معافی چاہتا ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"ٹھنڈی سڑک پر ہے؟" ——— حکیم صاحب نے پتہ بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ وہ

سمجھ گیا کہ ریلوے روڈ کو عرف عام میں ٹھنڈی سڑک کہا جاتا ہے۔

"آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا صاحبزادے؟" ——— حکیم صاحب نے عمران کو یاد دلاتے ہوئے کہا۔

"آپ جیسی عظیم شخصیت کے مقابل میرا تعارف کیا حیثیت رکھتا ہے حضرت۔ بہرحال آپ کے حکم پر گستاخی کر رہا ہوں۔ مجھ حقیر فقیر پُر تقصیر ہیچ منداں بنی نوع انسان نہ کوئی آن نہ کوئی شان نہ سان و گمان نہ ایمان مفصل نہ ایمان مجمل بندہ مخجل بے صورت بے شکل کو علی عمران ابن سر رحمان قوم پٹھان کہتے ہیں؟" ———

"ماشاء اللہ ماشاء اللہ چشم بد دور۔ کیا آداب ہیں۔ صاحبزادے کسی اصیل خاندان کے سپوت لگتے ہو۔ ورنہ آج کل کے بے حیا بے شرم اور بد اخلاق زمانے میں تم جیسے مؤدب صاحبزادے چراغ لے کر ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتے؟" ——— حکیم صاحب نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"حضرت چراغ کا زمانہ گزر گیا۔ اب تو مجھ جیسے صاحبزادے سڑک پر کھڑے کھڑے مل جاتے ہیں۔ بہرحال آپ نے اپنے عظیم تعارف سے بندے کو ابھی تک نہیں نوازا؟" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اجی ہم کیا اور ہمارا تعارف کیا بس بندے کو حکیم چھٹن المعروف دولہا میاں کہتے ہیں باقیات صالحین میں سے ہوں" ——— حکیم دولہا میاں نے بڑے انکسارانہ لہجے میں سر کو جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"مطب فرماتے ہیں آپ" ——— عمران نے پوچھا۔

"ہاں ——— کسی زمانے میں واقعی مطب فرماتا تھا۔ مگر اب اس زمانہ ناقدرشناسی میں کیا مطب اور کہاں کا مطب بس آسرا ہی رہ گیا ہے وقت کاٹنے کا" ——— حکیم صاحب رفتہ رفتہ انکساری کی آخری حدود میں داخل ہوتے جا رہے تھے۔

"کونسی قینچی آج کل زیر استعمال ہے۔ میرٹھ کی یا وزیر آباد کی" ——— عمران نے پوچھا۔

"قینچی ——— کیا مطلب میں سمجھا نہیں" ——— حکیم صاحب نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میرا مطلب وقت کاٹنے سے تھا کہ آپ کس قینچی سے وقت کاٹ رہے ہیں" ——— عمران اسی طرح سنجیدہ تھا۔

"اوہو ——— صاحبزادے مذاق کا بھی اچھا ذوق رکھتے ہو۔ شغل کیا ہے" ——— حکیم صاحب نے بڑے تکلف بھرے انداز میں ہنستے ہوئے پوچھا۔

"شغل باکاری" ——— عمران نے جواب دیا۔

"باکاری ——— یہ کیا شغل ہے" ——— حکیم صاحب کو چکر آنے لگے۔

"بے کاری اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ کار میرے پاس ہے اس لئے باکاری کہا ہے۔ بس یہی شغل ہے کہ کار چلاتا ہوں۔ گھومتا پھرتا ہوں جہاں پٹرول ختم ہو جاتا ہے۔ وہاں کار کھڑی کر کے پیٹرول کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"لیکن صاحبزادے پٹرول تو پیسوں سے ملتا ہے اور پیسے مفت نہیں ملتے" ——— حکیم صاحب نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اس کے لئے آپ جیسے بزرگوں کو تکلیف دیتا ہوں۔ دیکھئے پٹرول ختم ہونے والا تھا اس لئے آپ کو سوار کر لیا۔ اب میں آپ کو کسی ویرانے میں لے جاؤں گا۔ خنجر آبدار کی نوک آپ کے حلقوم پر رکھ دوں گا اور پٹرول کے پیسے مل جائیں گے۔ ویسے پٹرول اتنا مہنگا ہو گیا ہے کہ آپ جیسے دو چار بزرگوں کے حلقوموں پہ خنجر آبدار رکھے بغیر ٹینکی فل نہیں ہوتی" ——— عمران نے بڑے سرسری لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صاحبزادے کیوں مذاق کر رہے ہو" ——— حکیم صاحب کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران بیک مرر میں ان کے چہرے کے تاثرات کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔

"صاحب مذاق کیا میں بھلا آپ جیسے بزرگوں سے مذاق کر سکتا ہوں" عمران نے اچانک کار کو ایک سائیڈ پر کرتے ہوئے بریک ماری اور پھر پھرتی سے جیب سے ایک خنجر نکال لیا۔ سڑک ویران تھی۔

"مم ——— مم معاف کر دو۔ میرے پاس تو صرف دس روپے ہیں" حکیم صاحب کی حالت یک دم غیر ہو گئی۔ کیونکہ عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر کی چمک میں انہیں موت صاف دکھائی دینے لگی تھی۔

"اوہو ——— پھر تو یہ خنجر آپ کے پاس ہونا چاہئے تھا" ——— عمران نے خنجر واپس جیب میں رکھا اور کار جھٹکا کھا کر ایک بار پھر آگے بڑھ گئی۔ حکیم صاحب کی حالت بدستور خراب تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے

انہیں سکتہ سا ہو گیا ہو۔

"اپنی نبض دیکھئے حکیم صاحب آپ کو تکلیف شروع ہو گئی ہے" ——— عمران نے کار چلاتے ہوئے کہا۔

"مم ——— میں ٹھیک ہوں۔ مجھے یہیں اتار دو صاحبزادے" ——— حکیم صاحب نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں صاحب بھلا میں یہ گستاخی کر سکتا ہوں۔ اب تو آپ کو لب گور پہنچا کر ہی چھوڑوں گا" ——— عمران نے کہا اور حکیم صاحب بے اختیار ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگے۔ ان کی شاید سمجھ میں عمران کی ٹائپ نہ آ رہی تھی۔ جو بیک وقت انتہائی مؤدب بھی تھا اور ساتھ ہی خوفناک ڈاکو بھی جو خنجر گلے پر رکھ کر لوگوں کو لوٹ لیتا تھا۔

"اتنے میں عمران کی کار ٹھنڈی سڑک پر پہنچ گئی۔ اور عمران نے کار کو آہستہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"حضرت کہاں ہے آپ کی گور۔ اوہ معاف کیجئے گا لب گور" ——— عمران کا لہجہ اسی طرح مؤدب تھا۔

"یہ سامنے والی گلی کے سرے پر روک دیجئے" ——— حکیم صاحب نے پھٹی پھٹی آواز میں جواب دیا انہیں شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ عمران انہیں اتنی آسانی سے چھوڑ دے گا۔ اور جب عمران نے گلی کے سرے پر واقعی کار روک دی تو حکیم صاحب نے بڑی تیزی سے ہاتھ مار کر دروازہ کھولنا چاہا مگر گھبراہٹ میں ان سے دروازہ ہی نہ کھل رہا تھا۔ اس پر عمران نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا تو حکیم صاحب یوں تیزی سے باہر لپکے جیسے موت سے پیچھا چھڑا کر بھاگ رہے ہوں۔

"حکیم صاحب قبلہ ایک لمحہ توقف کیجئے" ——— عمران نے ان کا بازو تھامتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مم ——— میرے پاس دس روپے ہیں میں سچ کہہ رہا ہوں" حکیم صاحب نے انتہائی بے بسی کے عالم میں کہا۔

"یہ لیجئے رکھ لیجئے بھلا دس روپے جیب میں رکھ کر چلنا شریفوں کو زیب دیتا ہے" ——— عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکال کر حکیم صاحب کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائے لئے گیا۔ بیک مرر میں وہ حکیم صاحب کو ہاتھ میں نوٹوں کی گڈی پکڑے حیرت سے بت بنا کھڑا دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ کوئی ڈاکو لوٹنے کی بجائے اس طرح اتنی موٹی رقم انہیں پکڑا دے گا۔

اور عمران دل ہی دل میں ہنستا ہوا آگے کار بڑھائے لئے چلا گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جب حکیم صاحب اپنے اہل خانہ کو ڈاکو کی بابت بتائیں گے۔ تو خوب تماشا ہو گا۔ ویسے وہ ایسے وضع دار لوگوں کو اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ لوگ مر سکتے ہیں کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلا سکتے۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر بیس ہزار روپے انہیں پکڑا دیئے تھے۔

عمران نے ٹھنڈی سڑک کے اگلے چوک پر پہنچتے ہی کار دائیں طرف کنگ روڈ پر موڑ دی۔ وہ اب جلد از جلد اپنے فلیٹ پر پہنچنا چاہتا تھا۔ آج صبح سے ہی وہ آوارہ گردی کر رہا تھا۔ کام تو تھا کوئی نہیں سیکرٹ سروس آج کل اٹیمک لیبارٹری کی خفیہ نگرانی میں مصروف تھی اس لئے عمران بھی بس بے کار ہی پھر رہا تھا۔

عمران نے کار فلیٹ کے سامنے روکی اور پھر سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اُسے حکیم دولہا میاں کی مدد کر کے واقعی خوشی ہو رہی تھی۔ کہ چلو اس کی آج کل کی آوارہ گردی کسی کے کام تو آ گئی۔ فلیٹ کا دروازہ خلافِ توقع کھلا ہوا تھا۔ اور پھر عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ سامنے صوفے پہ انتہائی خوب صورت غیر ملکی لڑکی بڑے اطمینان سے بیٹھی ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی۔ عمران کے اندر داخل ہونے کی آواز سنتے ہی اس نے چونک کر رسالہ ایک طرف رکھا اور پھر غور سے عمران کو دیکھنے لگی۔

"مم ـــــ مم ـــــ یقین کیجئے۔ غیر شادی شدہ ہوں خالص کنوارہ"۔ ـــــ عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔ اور لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔ عمران کو اس کی ہنسی سن کر یوں محسوس ہوا جیسے دور کہیں مندر میں کانسی کی گھنٹیاں بج رہی ہوں۔

"آپ علی عمران ہیں"۔ ـــــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے سے یوں اطمینان جھلک رہا تھا جیسے وہ اپنے گھر میں بیٹھی ہو۔

"علی عمران ارے نہیں صاحب میرا نام تو سلیمان ہے۔ عمران تو اندر باورچی خانے میں ہو گا۔ عمران ارے ارے عمران بھئی ادھر آؤ۔ انہیں جلوہ تو دکھاؤ"۔ ـــــ عمران نے زور سے ہانک لگاتے ہوئے کہا اور لڑکی کے چہرے پہ الجھن کے تاثرات اُبھر آئے۔

"مگر وہ تو کہہ رہا تھا کہ اس کا نام سلیمان ہے۔ اور یہ فلیٹ علی عمران کا ہے"۔ ـــــ لڑکی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اجی توبہ ـــــ نام میں کیا رکھا ہے۔ اب آپ جیسی خوب صورت لڑکی

کا نام بدصورت بھی ہو سکتا ہے"۔ ـــــ عمران نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے جواب دیا اُسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوا۔

"یہ آپ اپنے آپ کو آوازیں کیوں دے رہے تھے"۔ ـــــ سلیمان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اپنے آپ کو اوہ ویری سوری مسٹر سلیمان غلطی ہو گئی۔ میں سمجھا میں سلیمان ہوں۔ بس یہ دماغ ہی سالا غوطہ کھا جاتا ہے۔ فرمائیے محترمہ آپ کی تشریف آوری کیسے ہوئی ویسے اس فلیٹ میں کسی خوب صورت لڑکی کا آنا ہمیشہ خطرے کی گھنٹی بلکہ خطرے کا بم ہی ثابت ہوتا ہے"۔ عمران نے اظہار بڑے سنجیدہ لہجے میں کیا۔

"مجھے فیونا کہتے ہیں میرا تعلق سائیڈان سے ہے۔ میں آپ کے ملک میں اپنی پارٹی سمیت آئی ہوں۔ ہوٹل البانیہ سے ہمارا معاہدہ ہوا ہے ـــــ ڈانس کے لئے"۔ ـــــ لڑکی نے جو مادام فیونا تھی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا

"اوہ ـــــ ڈانس ـــــ ویری گڈ ـــــ مجھے یہ ڈانس بے حد پسند ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے انسان کو دس ہزار وولٹیج کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ میں اسے الیکٹرک شاک ڈانس کہتا ہوں۔ آپ کا کیا خیال ہے"۔ عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ اچھی مثال دی ہے آپ نے"۔ ـــــ مادام فیونا نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے سلیمان نے کافی کی دو پیالیاں لا کر ان کے درمیان موجود میز پہ رکھ دیں۔

"یہ محترمہ تھوڑی دیر پہلے آئی تھیں۔ کہنے لگیں مجھے ایک ضروری فون

کرنا ہے۔ چنانچہ انہوں نے فون کیا اور پھر پانی کی فرمائش کر دی۔ وہ فرمائش پوری کی تو فرمانے لگیں کہ اگر کافی مل جائے تو اچھا ہے"۔ ——— سلیمان نے یوں تفصیل بتائی جیسے کسی عدالت میں کھڑا گواہی دے رہا ہو۔

"چلو شکر ہے کوئی فرمائشیں کرنے والی ملی تو سہی"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس کے بعد میں کوئی فرمائش پوری نہ کر سکوں گا۔ میں نے آل پاکستان باورچی ایسوسی ایشن کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرنے جانا ہے"۔ ——— سلیمان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا وہ یوں بڑبڑاتا ہوا واپس چلا گیا۔ جیسے عمران کی فرمائشوں سے تنگ آ چکا ہو۔

"یہ آپ کا باورچی ہے"۔ ——— مادام فیونا نے جو خاموشی سے بیٹھی کافی کی چسکیاں لینے میں مصروف تھی۔ سلیمان کے جانے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا باورچی ——— ارے خدا کا خوف کیجئے۔ آہستہ بولیئے اس نے سن لیا تو ابھی وہ یہاں بیٹھا نظر آئے گا اور میں باورچی خانے میں۔ یہ اصل میں اس فلیٹ کا مالک ہے میں تو بطور پیئنگ گیسٹ یہاں رہ رہا ہوں"۔ ——— عمران نے خوف زدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں ——— بہرحال آپ دونوں بے حد دلچسپ آدمی ہیں۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے"۔ ——— مادام فیونا نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دونوں سے ——— کمال ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک نیام میں دو تلواریں کیسے رہ سکتی ہیں"۔ ——— عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا اور مادام فیونا مغرب سے تعلق رکھنے کے باوجود عمران کے اس ذومعنی فقرے پر یوں شرما گئی جیسے کسی کنواری مشرقی لڑکی کے سامنے اس کے ہونے والے شوہر کا نام لے دیا گیا ہو۔

"آپ کیا کرتے ہیں"۔ ——— مادام فیونا نے بات بدلنے کے لئے پوچھا۔

"کھاتا پیتا ہوں۔ سوتا ہوں اٹھتا ہوں۔ کپڑے پہنتا ہوں۔ کار چلاتا ہوں۔ اور اس فلیٹ میں رہتا ہوں"۔ ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ میرا مطلب کاروبار یا ملازمت سے تھا"۔ ——— مادام فیونا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بلیک میلر ہوں"۔ ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"بلیک میلر" ——— مادام فیونا نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں میرا ایک دوست یہاں کی انٹیلی جینس میں سپرنٹنڈنٹ ہے۔ وہ ہوٹلوں اور دوسرے اداروں سے رشوت وصول کرتا ہے۔ اور میں اُسے بلیک میل کر کے اپنا حصّہ وصول کر لیتا ہوں"۔ ——— عمران نے اپنے کام کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ میں تو ڈر گئی تھی۔ اچھا عمران صاحب آپ سے مل کر واقعی خوشی ہوئی ہے۔ میں یہاں سے گزر رہی تھی۔ کہ ایک ٹیلی فون کرنے

کی ضرورت پڑ گئی اردگرد کہیں ٹیلی فون نظر نہ آیا۔ میں نے آپ کے فلیٹ میں ٹیلی فون کی تاریں جاتی دیکھیں تو یہاں آ گئی۔ بہر حال اس سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ آپ جیسے دلچسپ آدمی سے ملاقات ہو گئی۔ ہماری پارٹی یہاں ایک ماہ رہے گی۔ آپ تشریف لائیے گا"۔۔۔۔ مادام فیونا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں خود تو شاید آجاؤں لیکن تشریف کو ساتھ لے آنا مشکل ہو گا۔ اب پتہ نہیں تشریف مانتے یا نہ ماننے۔ یہ اس کی مرضی ہے"۔۔۔۔ عمران نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"آپ اگر کہیں گے تو ضرور مان جائے گی"۔۔۔۔ اچھا بائی بائی"

مادام فیونا نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دروازہ سے باہر نکلتی چلی گئی۔ عمران چند لمحے کھڑا دروازے کو دیکھتا رہا۔ مادام فیونا کی اس طرح آمد اس کے حلق سے نیچے نہ اتر رہی تھی۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ معاملہ اتنا سیدھا سادھا نہیں جتنا کہ بتایا جا رہا ہے۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور تیزی سے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے ٹیلی فون کے تمام حصے کھول کر انہیں اچھی طرح چیک کیا کہ شاید کوئی ٹرانسمیٹر اس میں چھپایا گیا ہو۔ لیکن ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ لیکن عمران کا ذہن بدستور الجھا ہوا تھا۔ اس نے الماری سے گائیگر نکال کر پورے کمرے کو چیک کیا لیکن ہر چیز ٹھیک ٹھاک تھی۔ جب اسے پوری طرح تسلی ہو گئی کہ مادام فیونا نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جس سے اسے نقصان پہنچے تو اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ اور پھر ہوٹل البانیہ کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ ہوٹل کا منیجر اس کا واقف کار تھا۔

"ہوٹل البانیہ"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز گونجی۔

"شیرازی صاحب سے بات کرائیں میں علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ذہن میں موجود الجھن کی وجہ سے اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔

"ایک لمحہ توقف کیجئے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"شیرازی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ لہجہ بے حد کاروباری سا تھا۔

"بولتے رہو تمہیں روکا کس نے ہے اور پھر بولنے میں خرچ بھی تو کچھ نہیں ہوتا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ فرمائیے آج کیسے ہم یاد آ گئے"۔۔۔۔ شیرازی کے لہجے میں یکدم نرمی اور دلچسپی کا عنصر عود کر آیا۔

"آج کل بہت اونچے اڑ رہے ہو۔ یار سنا ہے کوئی غیر ملکی طائفہ تمہارے ہوٹل میں پروگرام کر رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارے آپ کو کیسے اطلاع مل گئی۔ ابھی کل ہی تو معاہدہ ہوا ہے۔ ابھی تو میں نے پبلسٹی بھی نہیں کی"۔۔۔۔ شیرازی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جن پٹاخوں کو تم نے بک کیا ہے۔ ان کے لئے بھلا پبلسٹی کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو خود چلتی پھرتی پبلسٹی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ نے انہیں کہاں دیکھ لیا۔۔۔۔ ویسے ہیں وہ واقعی ایسی ہی۔۔۔۔ ان کی گینگ ماسٹر مادام فیونا تو واقعی پٹاخہ ہے"۔۔۔۔ شیرازی نے

چٹخارہ لیتے ہوئے جواب دیا۔

"پہلا پروگرام کب ہے" ــــ عمران نے پوچھا۔

"سنیچر سے شو شروع ہو گا۔ آپ تشریف لائیں گے" ــــ شیرازی نے کہا۔

"دیکھو اگر موڈ بن گیا تو ضرور آؤں گا۔ ورنہ تشریف کو تو بھیج ہی دوں گا۔ خدا حافظ" ــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ جو پوچھنا چاہتا تھا وہ شیرازی نے خود ہی بتا دیا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ مادام فیونا نے جو کچھ بتایا ہے شاید درست ہی ہو۔ لیکن وہ اپنے شکی ذہن کا کیا کرتا۔ شروع سے ہی اس کے ذہن کی تربیت کچھ ایسی ہوئی تھی کہ سیدھا سادھا معاملہ ذہن میں فٹ بیٹھتا ہی نہ تھا۔ چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور پھر دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہو رہا ہے ایکسٹو صاحب" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ عمران صاحب آپ۔ میں نے کیا کرنا ہے میری قسمت میں تو بس ٹیلی فون سننا ہی رہ گیا ہے" ــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ممبران کی طرف سے رپورٹیں مل رہی ہیں" ــــ عمران نے پوچھا۔

"ہاں مسلسل کالیں مل رہی ہیں سب ٹھیک ہے" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران لیبارٹری کی نگرانی کے متعلق بات کر رہا ہے کیونکہ آج کل تمام ممبران اس کی نگرانی میں مصروف تھے۔

"پھر ایسا کرو کچھ فیلڈ میں بھی کام کر لو۔ تمہاری حسرت بھی پوری ہو جائے گی" ــــ عمران نے کہا۔

"ضرور ضرور عمران صاحب۔ واقعی میں فارغ بیٹھے بیٹھے تنگ آ گیا ہوں" ــــ بلیک زیرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل البانیہ میں سائیڈان کا ایک طائفہ آیا ہے۔ جس کی سربراہ مادام فیونا ہے۔ انتہائی خوب صورت لڑکی ہے۔ اس کی نگرانی کرو۔ چاہے خفیہ طور پر کرو یا اس سے تعلقات بڑھا کر ــــ یہ تمہاری مرضی ہے" ــــ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ کوئی کیس شروع ہو گیا ہے" ــــ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی شروع تو نہیں ہوا۔ لیکن میرا وجدان کہہ رہا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہو گا ضرور ــــ بہرحال کیس شروع ہو یا نہ۔ تمہاری تفریح تو ہو ہی جائے گی" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کے ــــ میں سمجھ گیا۔ بہت بہت شکریہ۔ میں آج سے ہی کام شروع کر دیتا ہوں" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"وش یو گڈ لک" ــــ عمران نے رسیور کو آنکھ مارتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"سلیمان ارے بھائی سلیمان کہاں غائب ہو گئے تم ــــ کہیں

سلیمانی ٹوپی تو نہیں پہن لی ——— بھائی کچھ پیٹ پوجا کا بندوبست کرو۔ پیٹ میں چوہے ہنڈرڈ میٹر ریس لگا رہے ہیں" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ فی الحال دو گھنٹے صبر کرنا پڑے گا" ——— دوسرے سے سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ سلیمان کی رگ رگ سے واقف تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ دو گھنٹے کا مطلب دو منٹ ہی ہوتا ہے۔
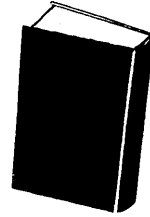
مادام فیونا نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے ٹوائلٹ میں گھستی چلی گئی۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا چپٹا سا ڈبہ نکالا۔ اور پھر اس کے کونے کو دبا کر اس میں سے ایک راڈ کھینچ کر باہر نکال لیا۔ راڈ کے باہر آتے ہی ڈبے میں سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ مادام فیونا نے ایک طرف ہٹ کر شاور کھول دیا۔ اور شاور سے پانی گرنے کی آواز بلند ہونے لگی اُسی لمحے ڈبے میں سے ایک مردانہ آواز اُبھری۔ مادام نے شاور اس لئے کھولا تھا کہ دوسری

طرف سے سننے والے کو یہی محسوس ہو کہ جیسے سمندر کے کنارے سے اسے کال کیا جا رہا ہے

"نمبر تھری سپیکنگ اوور" ——— بولنے والے کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"ریڈ میڈوسا اوور" ——— مادام فیونا نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس میڈم حکم فرمائیے" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"آدم خور مکھیوں کی کیا پوزیشن ہے" اوور" ——— مادام نے پوچھا۔

"وہ اپنے شکار پر جھپٹنے کے لئے تیار ہیں مادام اوور" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"سنو ——— کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ۲۰۰ میں آج رات بارہ بجے کے بعد انہیں بھیج دو میں نے لوشن وہاں لگا دیا ہے اوور" ——— مادام نے کہا۔

"اور کے مادام آپ بے فکر رہیں صبح آپ کو ان کی کارکردگی کا نتیجہ مل جائے گا اوور" ——— دوسری طرف سے بااعتماد لہجے میں جواب دیا گیا۔

"سنو کام انتہائی احتیاط سے کرنا ہے۔ وہاں ایک نوجوان علی عمران رہتا ہے۔ دراصل وہی ہمارا شکار ہے۔ پہلے تسلی کر لینا کہ وہ فلیٹ میں موجود بھی ہے یا نہیں اوور" ——— مادام نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام میں دیکھ لوں گا اوور" ——— نمبر تھری نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ مجھے صبح ہر قیمت پر کامیابی کی رپورٹ چاہیئے۔ ہر قیمت پر سمجھے اوور" ـــــ مادام کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا تھا۔

"میں سمجھ گیا مادام میری مکھیاں کبھی ناکام نہیں لوٹتیں۔ آپ بے فکر رہیں اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ مادام فیونا نے کہا اور پھر راڈ کو دبا کر واپس ڈبے میں غائب کر دیا۔ ڈبہ جیب میں ڈال کر اس نے شاور بند کیا اور پھر ٹوائلٹ سے باہر آ گئی۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ آدم خور مکھیاں اپنا کام بخوبی کر لیں گی۔ اور صبح عمران کا ڈھانچہ ہی فلیٹ سے ملے گا۔

"ہونہہ کرنل زیڈ خواہ مخواہ اس احمق کی تعریف کیے جا رہا تھا" مادام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ گئی۔

اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ مادام فیونا نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"مادام ایک صاحب طاہر الیاس نامی آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنا تعلق محکمہ ثقافت سے بتاتے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے کاونٹر مین کی آواز سنائی دی۔

"محکمہ ثقافت ـــــ اچھا ٹھیک ہے بھیج دو" ـــــ مادام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ محکمہ ثقافت کا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ویسے اس ٹائپ کا محکمہ اس نے پہلی بار سنا تھا۔ بہر حال وہ مطمئن تھی کیونکہ اس کے

تمام کاغذات بالکل درست تھے۔

چند لمحوں بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان" ـــــ مادام فیونا نے کہا۔ اور دروازہ کھلا اور ایک وجیہہ سا نوجوان جس نے گہرے رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ مادام بے اختیار اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ آنے والے کی وجاہت نے اُسے نہ چاہنے کے باوجود کھڑے ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

"تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں مادام ....." ـــــ آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مادام فیونا ـــــ تشریف رکھیئے" ـــــ مادام فیونا نے اپنا بتاتے ہوئے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ مادام فیونا ـــــ جیسا کہ کاونٹر مین نے آپ کو بتایا ہے۔ میرا تعلق محکمہ ثقافت سے ہے۔ میں مقامی انچارج ہوں۔ میرا نام طاہر الیاس ہے" ـــــ آنے والے نے جو بلیک زیرو تھا۔ اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ فرمائیے" ـــــ مادام نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ نے ہوٹل البانیہ سے شو کرنے کا معاہدہ کیا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ـــــ آپ کی اطلاع درست ہے" ـــــ مادام فیونا نے مختصر سا جواب دیا۔

"آپ کا معاہدہ غیر قانونی ہے۔ مقامی قانون کے مطابق آپ کے طائفے کو پہلے محکمہ ثقافت سے رجسٹرڈ ہونا ہوگا۔ ہم آپ اور آپ کے ساتھیوں کے متعلق آپ کے ملک سے مکمل تفصیلات منگوائیں گے۔ اس کے بعد ہی آپ کو رجسٹریشن سرٹیفکیٹ جاری کیا جا سکے گا۔ اور بغیر رجسٹریشن سرٹیفکیٹ کے آپ کوئی شو پیش نہیں کر سکتیں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

"اور مگر ہوٹل کے مینیجر نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔ اس طرح تو بہت وقت لگے گا۔ اور ہم اتنے طویل عرصے تک یہاں فارغ نہیں رہ سکتے۔"۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ زیادہ سے زیادہ دو ماہ لگ جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ تو بہت طویل وقت ہے۔ ہم اتنے عرصے تک یہاں بیکار نہیں رہ سکتے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم معاہدہ کینسل کر کے اس ملک سے ہی چلے جائیں"۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے مادام۔ میری خدمات حاضر ہیں۔ آپ کی خاطر میں دو ماہ کا کام ایک روز میں کرا دوں گا"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ٹھیٹھ عاشقانہ لہجے میں کہا۔

"آپ ایک روز میں تمام مطلوبہ معلومات کیسے حاصل کریں گے"۔۔۔۔۔ مادام نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"مادام اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ تو دفتری خانہ پری ہے۔ میں لکھ دوں گا کہ سب او۔کے ہے۔ اور سب او۔کے ہو جائے گا"۔۔۔۔۔

بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ تو سب اتھارٹی آپ کے پاس ہے"۔۔۔۔۔ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور میں آپ کا خادم ہوں آپ اطمینان سے اپنا پروگرام کریں کسی قسم کا فکر ذہن میں نہ لائیں۔ باقی کام مجھ پر چھوڑ دیں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اور اس کا معاوضہ آپ کیا لیں گے"۔۔۔۔۔ مادام نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"معاوضہ۔۔۔۔۔ کیا معاوضہ۔۔۔۔۔ معاف کیجئے مادام میں نے کبھی کوئی کام معاوضے کے طور پر نہیں کیا۔ مجھے آپ کی شخصیت پسند آگئی ہے۔ میں صرف آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ معاوضہ وغیرہ کچھ نہیں۔ بس اتنی مہربانی کر دیا کریں کہ کبھی مسکرا کر مجھ سے دو باتیں کر لیا کریں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مادام فیونا پر جی جان سے مر مٹا ہو۔

"اوہ آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں طاہر صاحب۔ آپ جیسے وجیہہ اور شکیل آدمی سے مل کر مجھے خود بے حد مسرت ہوگی۔ میرے دروازے آپ کے لئے ہر وقت کھلے ہوں گے"۔۔۔۔۔ مادام نے کہا اور بلیک زیرو نے سر جھکا کر باقاعدہ شکریہ ادا کر ڈالا۔

"مادام میں اکیلا آدمی ہوں۔ نوکروں وغیرہ کے جھنجھٹ میں پڑنا نہیں چاہتا اس لئے مستقل طور پر ہوٹلوں میں رہتا ہوں۔ اس وقت میری رہائش ہوٹل دل کشا میں ہے۔ لیکن اگر آپ اجازت دیں تو میں

جب تک آپ یہاں ہیں اسی ہوٹل میں رہائش رکھ لوں ۔ ویسے یقین کیجئے میں آپ کے لئے بوریت یا ذہنی دباؤ کا باعث کبھی نہ بنوں گا اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو یہاں کی زندگی کے ہر گوشے کی سیر کرا سکتا ہوں“ ـــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

”مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے طاہر صاحب۔ ہم تو پہلی بار اس ملک میں آئے ہیں۔ ہمیں تو کوئی اچھا اور دلچسپ ساتھی چاہیئے۔ آپ ضرور اس ہوٹل میں رہائش رکھ لیں“ ـــــــ مادام فیونا نے جواب دیا ۔ لیکن اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

”شکریہ مادام اب مجھے اجازت دیجئے۔ کل کسی وقت حاضر ہوں گا“ ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مادام نے بھی ان کے ساتھ اٹھ کر اُسے عزت دی اور پھر بلیک زیرو بڑے ادب سے مادام کے ہاتھ کی پشت چوم کر واپس مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی مادام نے انتہائی تیزی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”نیل ہاروے“ ـــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

”ریڈ میڈوسا“ ـــــ مادام نے کرخت لہجے میں کہا۔

”یس مادام“ ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکسر مؤدبانہ ہو گیا۔

”ابھی ابھی میرے کمرے سے ایک نوجوان نکلا ہے۔ لمبا قد۔

سڈول جسم ہے۔ گہرے رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے ہے۔ اس کی نگرانی کرو۔ اور مجھے رپورٹ دو“ ـــــ مادام نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس مادام“ ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور مادام نے رسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ جس انداز میں اس آدمی نے قریب رہنے کی پیشکش کی ہے۔ اس سے اس کی چھٹی حس نے اُسے خطرے کا الارم دینا شروع کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس کے سلسلے میں مطمئن ہونا چاہتی تھی۔

چند لمحوں بعد مادام نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر وہ ایک بار پھر ٹوائلٹ میں گھستی چلی گئی۔ اس نے پہلے جیسے انداز میں شاور کھولنے کے بعد جیب سے وہی چپٹا سا بکس نکالا اس کے کونے کو دبا کر اس میں سے راڈ باہر نکال لیا۔ اس راڈ کی پانچ منزلیں تھیں۔ وہ جس منزل تک وہ راڈ کھینچا تھا اُس منزل کے مطابق اس کی فریکوئنسی بدل جاتی تھی۔ نمبر تھری کو کال کرنے کے لئے مادام نے راڈ کو تین منزلوں تک کھینچا تھا۔ لیکن اس بار اس نے راڈ کو آخری حد تک کھینچ لیا۔ اور بکس سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”نمبر فائیو سپیکنگ اوور“ ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

”ریڈ میڈوسا اوور“ ـــــ مادام نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس مادام اوور“ ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا

لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"پوائنٹ مشن کو چیک کرو۔ اور اس کے سلسلے میں مکمل رپورٹ مجھے کل دو۔ اپنی رپورٹ میں ایسے امکانات کا جائزہ بھی لینا کہ ہم لوگ پوائنٹ مشن کے عملے میں شامل ہو سکیں اوور" ——— مادام نے کہا۔

"اوکے مادام میں ابھی اس سلسلے میں کام شروع کر دیتا ہوں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"تمہارے پاس پوائنٹ مشن کی فائل موجود ہے۔ اُسے اچھی طرح دیکھ لینا۔ لیکن ایک بات کا خیال رہے۔ کسی صورت میں اپنے آپ کو مشکوک نہ بنا دینا۔ پوائنٹ مشن کی نگرانی یہاں کی سیکرٹ سروس کر رہی ہے اور وہ لوگ بے حد چالاک اور عیار ہیں اوور" ——— مادام نے اُسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں مادام میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں اوور" نمبر فائیو نے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے اوور اینڈ آل" ——— مادام نے جواب دیا اور راڈ واپس تہہ کر کے باکس جیب میں ڈال لیا۔ شاور بند کر کے وہ ایک بار پھر کمرے میں آ گئی۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے کیونکہ اُسے یقین تھا کہ کل تک وہ اپنے مشن کا آدھا کام مکمل کر لے گی۔ نمبر تھری کی آدم خور مکھیوں کے بارے میں اُسے یقین تھا کہ ان کا وار کبھی خطا نہیں جاتا اور کرنل زیڈ کا علی عمران صحیح ڈھانچے کی صورت میں پڑا ہو گا۔ اور دنیا بھر کے ڈاکٹر مل کر بھی ان مکھیوں کا پتہ نہ چلا سکیں گے اور اگر چلا بھی لیں تو پھر مکھیوں کو ڈھونڈتے پھریں۔

جہاں تک نمبر فائیو کی کارکردگی کا تعلق تھا۔ اُسے اس پر مکمل اعتماد تھا۔ وہ اپنے کام میں مہارت کا درجہ رکھتا تھا اس لئے اسے یقین تھا۔ کہ کل اس کی رپورٹ ہر لحاظ سے جامع ہو گی۔ چنانچہ اس نے کپڑے تبدیل کئے اور پھر نائٹ بلب جلا کر وہ بستر پر لیٹ گئی۔
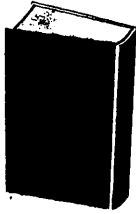
رات کے بارہ بجنے میں سے دس پندرہ منٹ باقی رہتے تھے کہ عمران نے ہاتھ میں تھامی ہوئی کتاب بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور پھر سونے کا موڈ بنانے لگا۔ سرہانے رکھا ہوا سفید بلب اس نے بجھا دیا اور نائٹ بلب کا سوئچ آن کر دیا۔ سلیمان شاید کافی دیر ہوئی سو چکا تھا۔ کیونکہ تقریباً گیارہ بجے اس نے عمران کو دودھ کا گلاس لا کر دیا تھا۔ اور اس کے بعد اس کی آمد نہ ہوئی تھی۔ اس لئے عمران سمجھ گیا کہ وہ سو چکا ہو گا۔ عمران کا بیڈروم سڑک کی طرف تھا۔ اور سڑک کی طرف ایک بڑی سی کھڑکی کھلتی تھی۔ اس کھڑکی میں مضبوط جالی لگی ہوئی تھی۔ اس لئے عمران رات کو سوتے وقت ہمیشہ کھڑکی کھول دیا کرتا تھا۔

عمران نے جیسے ہی نائٹ بلب جلایا۔ قریب رکھے ہوئے ٹیلی فون

کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر ریسیور اٹھالیا۔
"سیٹھ علی بھائی عمران بھائی سہلگے والے"۔۔۔۔عمران نے
جان بوجھ کر کہا۔
"لیکن انکوائری نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ آپ کا نام خالی علی عمران
ہے پھر یہ سیٹھ کا کیا مطلب ہوا"۔۔۔۔دوسری طرف سے ایک
منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔
"دن کو میں علی عمران ہی ہوتا ہوں۔ خالی خولی علی عمران لیکن رات
ہوتے ہی میں سیٹھ علی بھائی عمران بھائی بن جاتا ہوں۔ مگر جناب کو کیا
تکلیف ہوئی ہے"۔۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"آپ کے باورچی کی شکایت کرنی تھی میں نے سوچا کہ اس وقت تو وہ
سو چکا ہوگا۔ ورنہ جب بھی ٹیلی فون کرو وہی اٹھاتا ہے"۔۔۔۔
دوسری طرف سے جواب ملا۔
"اوہو کیا اس نے آپ سے ادھار سودا لے لیا ہے۔ اگر ایسی بات
ہے محترم تو پھر اُس سے بات کیجئے۔ اس نے آج تک میرا ادھار واپس
نہیں کیا آپ کو بھلا کیسے واپس دے سکتا ہے"۔۔۔۔عمران نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"نہیں صاحب ادھار کی بات نہیں۔ میرا فلیٹ آپ سے ملحقہ ہے
میں چند روز ہوئے یہاں منتقل ہوا ہوں۔ آپ کا باورچی میری نوجوان
لڑکی کو چھیڑتا ہے۔ میں عزت دار شریف آدمی ہوں۔ براہِ راست
بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے اس لئے فون پہ بات کر رہا
ہوں"۔۔۔۔دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد

عاجزانہ تھا۔
"اوہ۔۔۔۔ویری بیڈ۔۔۔۔آپ کا نام"۔۔۔۔عمران نے اس بار
سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ ویسے اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ سلیمان ایسا
کر سکتا ہے وہ سلیمان کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔
"میرا نام سعادت یار خاں ہے"۔۔۔۔دوسری طرف سے
جواب ملا۔
"میرا خیال ہے۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ ایسا آدمی نہیں ہے
بہرحال آپ بے فکر رہیں میں اُسے سمجھا دوں گا"۔۔۔۔عمران
نے جواب دیا۔
"بہت بہت شکریہ۔ تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں"۔۔۔۔
دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران
نے بھی ریسیور رکھ دیا۔
لیکن اس کے دماغ میں عجیب سی کھچڑی پک رہی تھی بات اس
کے حلق سے نیچے نہ اتر رہی تھی۔ سلیمان اور کسی لڑکی کو چھیڑے۔ اور
اس حد تک عملی اقدام کرے کہ بات لڑکی کے ماں باپ تک پہنچ جائے۔
ایسا اس کے خیال میں ناممکن تھا۔ سلیمان اس فطرت کا آدمی نہ تھا۔
پھر یہ رات کے بارہ بجے ٹیلی فون پر شکایت کیا معنی رکھتی تھی۔ عمران
بستر پہ لیٹا سوچتا رہا۔ لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ آخر اس نے
یہی فیصلہ کیا کہ وہ صبح پہلے سلیمان سے بات کرے گا اور پھر اس
سعادت یار خاں کی تلاش کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر
اچھی طرح دروازوں کے لاک چیک کئے اور پھر فلیٹ کے خفیہ حفاظتی

نتظامات کا بٹن آن کر دیا۔ کیونکہ اُس کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا تھا۔ کہ
ہیں ٹیلی فون کا مقصد فلیٹ میں اس کی موجودگی کا معلوم کرنا نہ ہو اور
برم کوئی واردات نہ کرنا چاہتا ہو۔ ان متوقع حملوں سے بچنے کے لئے
س نے فلیٹ میں ایسا حفاظتی نظام قائم کیا تھا کہ اس کا بٹن آن ہونے
کے بعد فلیٹ میں کوئی آدمی داخل ہونا تو کجا۔ فلیٹ پر اگر بم بھی
مارا جاتا تو بے سود رہتا۔

اس طرف سے اطمینان کرنے کے بعد وہ بستر پر لیٹا اور پھر اس نے
آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد وہ گہری نیند سو چکا تھا۔

لیکن اچانک جیسے کسی نے اُسے جھنجھوڑ کر جگا دیا ہو۔ اس نے
آنکھیں کھول دیں۔ ایک نظر کمرے کا جائزہ لیا۔ لیکن ہر چیز ٹھیک
ٹھاک تھی۔ اُسے اپنے اس طرح جاگنے کا مقصد سمجھ میں نہ آیا۔ یوں
لگتا تھا جیسے اس کے لاشعور نے کسی خطرے کا احساس کر کے اُسے
جگا دیا ہو۔ لیکن خطرہ کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ اس نے سرہانے کے نیچے
رکھی ہوئی گھڑی اٹھا کر دیکھی تو ساڑھے بارہ بجے تھے۔ اس کا مطلب
تھا کہ آدھے گھنٹے بعد ہی اس کی نیند کھل گئی تھی۔ دل میں ایک نامعلوم
سی بے چینی تھی۔ لیکن کوئی بات واضح نہ ہو رہی تھی۔

"میرا خیال ہے اب مجھے پاگل خانے کا چکر لگانا ہی پڑے گا"۔
عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔ اس نے
آنکھیں بند کر لیں۔ آہستہ آہستہ اس کے ذہن پر غنودگی سی چھاتی چلی گئی
لیکن چند لمحوں بعد ہی اُسے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں سنائی دیں
آوازیں تیزی سے بڑھتی جا رہی تھیں۔ عمران نے چونک کر آنکھیں

کھول دیں اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ بڑھا کر ٹیبل لیمپ آن کرتا۔ اس کے
چہرے پر بہت سی چھوٹی چھوٹی چیزیں آ کر چمٹ گئیں اور اُسے یوں لگا
جیسے اُس کے چہرے کو کسی نے جلتی ہوئی آگ میں جھونک دیا ہو۔ اس
نے تیزی سے ہاتھ مارے اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ٹیبل لیمپ کا بٹن
اس نے جلا دیا۔ اور دوسرے لمحے تکلیف کی شدت سے اس کے منہ سے
سسکی سی نکل گئی۔ پورا کمرہ زرد رنگ کی بڑی بڑی مکھیوں سے بھرا
ہوا تھا۔ اور ان کی زوں زوں کی آوازوں سے بے پناہ شور ہو رہا تھا۔
مکھیوں کی تعداد لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر وہ مکھیاں عمران پر
ٹوٹ پڑیں۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سارے جسم پر
کسی نے تیزاب انڈیل دیا ہو۔ وہ بُری طرح ہاتھ پیر مارتا ہوا تیزی سے
ملحقہ باتھ روم کی طرف بھاگا۔ مکھیوں نے اب اُسے ڈھانپ لیا تھا۔ اور
وہ اس کے جسم کے کھلے حصوں پر چمٹنے کے ساتھ ساتھ اب کپڑوں کے اندر
بھی تیزی سے گھستی چلی جا رہی تھیں۔ عمران کے دماغ پر اندھیرے سے
چھاتے گئے۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ قاتل مکھیاں اس کے
جسم کا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہی ہوں وہ لڑکھڑاتا ہوا باتھ روم میں
گھسا اور پھر اُس نے تیزی سے شاور کھول دیا۔ دوسرے لمحے شاور کی
دھاریں تیزی سے اس کے جسم پر گرنے لگیں۔ اور جہاں جہاں پانی گرتا
مکھیاں اڑ جاتیں۔ چند لمحوں بعد ہی مکھیاں اس کے جسم سے ہٹ گئیں۔
لیکن باتھ روم میں وہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں گردش کر رہی تھیں۔
ان کی خوفناک آوازوں سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جہنم کا
دروازہ کھل گیا۔ صرف پانی کے نیچے مکھیوں کی یورش نہ تھی۔ لیکن

عمران کب تک پانی کے نیچے کھڑا رہتا۔ مکھیاں مسلسل اس کے گرد گردش کر رہی تھیں۔ عمران نے ہاتھ آگے بڑھایا اور ساتھ رکھے ہوئے ٹب کی ٹونٹی کھول دی۔ اور باتھنگ ٹب میں تیزی سے پانی بھرنا شروع ہو گیا۔ مکھیوں کے ہٹ جانے کے باوجود عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پورے جسم میں آگ بھڑک اٹھی ہو۔ تکلیف کی شدت اس قدر تھی کہ عمران جیسے ٹھوس قوت ارادی کے مالک کو بھی چکر آ گئے تھے۔ ٹب میں پانی بھرتے ہی عمران نے کپڑوں سمیت پانی میں غوطہ لگایا اور پھر وہ پانی کے اندر بیٹھتا چلا گیا۔ اس نے سانس روک لیا تھا اور اب اس کے جسم کا کوئی حصہ پانی سے باہر نہ تھا۔ عمران کے عملی طور پر پانی میں ڈوبتے ہی باتھ روم میں موجود مکھیوں کی تعداد تیزی سے کم ہوتی چلی گئی۔ لیکن اس کے باوجود بے شمار مکھیاں ابھی تک باتھ روم اور ملحقہ کمرے میں گردش کر رہی تھیں۔

اور چند لمحوں بعد پانی کے اندر اس کے کانوں میں چیخنے کی مدہم آوازیں سنائی دیں۔ اور عمران چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے اپنا سر پانی سے باہر نکالا۔ اور اس کے کانوں میں سلیمان کی دردناک چیخوں کی آوازیں سنائی دیں ادھر جیسے ہی عمران نے پانی سے سر باہر نکالا۔ باتھ روم میں گردش کرنے والی مکھیاں اس پر جھپٹ پڑیں اور عمران نے تیزی سے ایک بار پھر سر اندر کر لیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ انتہائی تیزی سے پانی سے باہر نکلا اور شاور کے نیچے آگیا۔ اب سلیمان کی مسلسل چیخوں میں کمی آتی جا رہی تھی یوں لگتا تھا کہ سلیمان آہستہ آہستہ دم توڑتا جا رہا ہے۔

عمران جنونیوں کے انداز میں شاور سے نکل کر کمرے کی طرف

بھاگا۔ اور مکھیاں ایک بار پھر سینکڑوں کی تعداد میں اس کے جسم سے چمٹ گئیں لیکن عمران دانت بھینچتے ہوئے بھاگتا ہوا کمرے کے دروازے سے نکل کر راہداری میں بھاگتا ہوا سلیمان کے کمرے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ پورا فلیٹ مکھیوں سے بھرا ہوا تھا۔ لاکھوں کی تعداد میں مکھیاں اس کے جسم سے چمٹ گئی تھیں اور عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے چند لمحوں میں اس کے جسم سے گوشت غائب ہو جائے گا۔ مگر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا پوری قوت سے سلیمان کے کمرے کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ سلیمان چونکہ دروازہ بند کر کے سونے کا عادی نہ تھا اس لئے دروازہ کھلا ہوا تھا اور پھر اس نے دیکھا کہ سلیمان کمرے کے فرش پر تڑپ رہا ہے اور اس کے پورے جسم کو زرد رنگ کی مکھیوں نے ڈھانپ رکھا ہے۔ عمران نے پھرتی سے آگے بڑھ کر سلیمان کی ٹانگ پکڑ لی اور پھر اُسے انتہائی تیزی سے فرش پر گھسیٹتا ہوا واپس راہداری میں آیا۔ اب اس کے لئے آنکھیں کھولنا ناممکن ہوتا جا رہا تھا۔ قاتل مکھیوں کا زور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ مگر عمران سلیمان کو گھسیٹتا ہوا اپنے کمرے تک لے ہی آیا۔ اور پھر اُسے باتھ روم تک پہنچنے کے لئے ذہنی طور پر بے پناہ جدوجہد کرنا پڑی اس کا دماغ بار بار تاریک ہو جاتا اور وہ لڑکھڑا کر گرنے لگتا لیکن وہ سنبھل جاتا اور پھر وہ کسی نہ کسی طرح سلیمان کو گھسیٹتا ہوا شاور کے نیچے پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ شاور کے نیچے آتے ہی مکھیوں نے ان دونوں کو چھوڑنا شروع کر دیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ مکھیاں ان دونوں کے جسموں سے غائب ہوتی چلی گئیں۔ شاور کے نیچے پہنچتے ہی عمران

بے اختیار فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کی قوت ارادی اب تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ اور کسی بھی لمحے وہ بے ہوش ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ بار بار اپنا سر جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالتا کیونکہ اُسے علم تھا کہ بے ہوش ہونے کے بعد ان کے جسموں کا جو حصہ پانی سے باہر نکلا وہاں سے گوشت غائب ہو جائے گا۔

اب مکھیاں باتھ روم میں گردش کر رہی تھیں لیکن ان کے جسم شاور کے نیچے آنے کی وجہ سے ان کی یورش سے بچے ہوئے تھے۔ مسلسل پانی پڑنے کی وجہ سے سلیمان ہوش میں تو آ گیا تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں دہشت سے کھلی ہوئی تھیں اور یوں لگتا تھا جیسے اُسے سکتہ ہو گیا ہو۔ اس کے پورے چہرے اور ہاتھوں کا گوشت جگہ جگہ سے نچا ہوا تھا۔ اور چہرہ سوج کر کپا ہو گیا تھا۔ عمران کو معلوم تھا کہ اس کا اپنا حشر بھی یہی ہو گا لیکن وہ بے بس تھا پانی کے نیچے سے نکل نہ سکتا تھا۔ اور مکھیاں مسلسل گردش کر رہی تھیں۔ اب وہ ٹب میں بھی غوطہ نہ لگا سکتا تھا کیونکہ سلیمان کا سر پانی میں ڈبونے کا مطلب اُسے واقعی ہی ڈبونا تھا۔ اس لئے وہ مجبوراً شاور کے نیچے ہی بیٹھا رہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اُسے فلیٹ کے باہر سے سیٹی کی سی آواز سنائی دی۔ ایسی سیٹی جیسے بے شمار جھینگر مل کر سیٹیاں بجا رہے ہوں۔ اس سیٹی کی آواز گونجتے ہی مکھیاں تیزی سے غائب ہونی شروع ہو گئیں۔ آہستہ آہستہ باتھ روم مکھیوں سے خالی ہوتا چلا گیا۔ اور عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اب مکھیوں کی زوں زوں کی آوازیں کم ہوتے ہوتے غائب ہو گئی تھیں۔ اور عمران شاور کے نیچے

سے نکل کر دوڑتا ہوا کمرے میں آیا۔ وہ کمرہ بھی مکھیوں سے خالی تھا۔ اُسی لمحے اُسے باہر سڑک پر کسی کار کے سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران تیزی سے کھڑکی سے جا لگا۔ اور پھر اُسے ایک کار مڑ کر شمال کی طرف جاتی دکھائی دی۔ اور عمران کی نظریں کار کی ڈگی پر جم گئیں۔ اس نے کار کی ڈگی کے اوپر زرد رنگ کی چند مکھیوں کو بھی منڈلاتے ہوئے دیکھ لیا۔ جب کار اس کی نظر سے اوجھل ہو گئی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے اپنے کپڑے تیزی سے اتارے۔ اب صرف اس کے جسم پر ایک نیکر رہ گیا تھا۔ اس کا سارا جسم مکھیوں کی یورش کی وجہ سے زخمی ہو چکا تھا۔ پھر وہ باتھ روم میں گیا۔ اس نے شاور بند کیا اور سلیمان کو اٹھا کر بیڈ روم میں لے آیا۔ اور اس کے کپڑے تیزی سے اتارنے شروع کر دیئے۔

"عم ——— عمران صاحب میں مر رہا ہوں" ——— سلیمان نے پہلی بار مدھم سی سسکی لیتے ہوئے کہا۔

"ہمت سے کام لو سلیمان ابھی تم ٹھیک ہو جاؤ گے" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ بھاگتا ہوا اپنے مخصوص کمرے کی طرف گیا جہاں ایک الماری کھول کر اس نے ایک بڑی سی شیشی نکالی اور پھر دوبارہ بیڈ روم میں آ گیا۔ اُس نے شیشی کھولی اور پھر اس میں موجود سفید رنگ کا مرہم ہاتھوں پر مل کر اُس نے تیزی سے سلیمان کے چہرے اور ہاتھوں پر ملنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے اسے ایک خیال آ گیا۔

"یہ مرہم اپنے جسم پر ملو سلیمان جلدی" ——— عمران نے

شیشی سلیمان کو تھمائی اور پھر جھپٹ کر اس نے قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے ایکسچینج کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے وہ انچارج آپریٹر کو کال کر رہا تھا۔

"ہیلو انچارج آپریٹر" ——— فوراً ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو سپیکنگ" ——— عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے آپریٹر یکدم مؤدب ہو گیا۔

"فون نمبر ون زیرو ون ٹو تھری پر ابھی تھوڑی دیر بعد کال آئے گی۔ اس نمبر پر سے ریسیور نہ اٹھایا جائے گا۔ تم نے صرف یہ چیک کرنا ہے کہ وہ کال کون سے نمبر سے کی جا رہی ہے اور پھر سپیشل نمبر فائیو زیرو پر اطلاع کرنی ہے سمجھے" ——— عمران نے کہا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

سلیمان اب تیزی سے اپنے پورے جسم پر مرہم کی مالش کرنے میں مصروف تھا۔ اب اس کی آنکھوں میں زندگی کی چمک عود کر آئی تھی۔ عمران نے بھی شیشی سے مرہم نکالا اور پھر اپنے جسم اور چہرے پر تیزی سے اس کی مالش کرنی شروع کر دی۔ جہاں جہاں وہ مرہم لگتا وہاں بھڑکتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہوتی جاتی اور سکون

سا ہونے لگتا۔ اب سلیمان اور عمران دونوں مسلسل اپنے اپنے جسموں پر مرہم کی مالش میں مصروف تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ دوبارہ زندہ ہو گئے ہوں۔

اُسی لمحے پاس پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور عمران کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ لیکن اس نے ریسیور کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ گھنٹی کافی دیر تک مسلسل بجتی رہی۔ اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

"اور چھیڑو سعادت یار خاں کی لڑکی کو" ——— عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس بار اس کا لہجہ پہلے جیسے تھا۔

"سعادت یار خاں کی لڑکی" ——— سلیمان نے سوجی ہوئی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے سعادت یار خاں نے بارہ بجے فون کیا تھا کہ آپ کا باورچی سلیمان ان کی لڑکی کو چھیڑتا ہے" ——— عمران نے لہجے کو سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں لعنت بھیجتا ہوں سعادت یار خاں اور اس کی لڑکی پر" سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب بھیجتے ہو۔ جب اس نے مکھیاں واپس بلا لیں ورنہ تمہارے جسم کا ڈھانچہ کسی میڈیکل کالج کے شوکیس میں سجا ہوا ہوتا اور طالب علم دیکھ کر کہتے کہ کیسی ڈھیٹ ہڈیاں ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

جیسے ہی وہ وہاں پہنچا مخصوص فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے خفیہ دراز سے فون نکال کر اس کا ریسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ------ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جناب میں انچارج آپریٹر ٹیلی فون بول رہا ہوں۔ نمبر ون زیرو ون ٹو تھری پر ابھی ابھی کال پبلک بوتھ نمبر بارہ پر سے کی گئی ہے اور یہ پبلک بوتھ ہوٹل فور سٹار کی گیلری میں نصب ہے" ------ آپریٹر نے کہا۔

"تھینک یو ------ اور سنو اٹ از ٹاپ سیکرٹ۔ اب سب کچھ بھول جاؤ" ------ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب آپ بے فکر رہیں" ------ آپریٹر نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

اور پھر تیزی سے دانش منزل کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

چند لمحوں تک گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے ریسیور اٹھا لیا گیا۔

"ایکسٹو" ------ بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔ لیکن آواز سے ہی محسوس ہو رہا تھا کہ بلیک زیرو گہری نیند سے اٹھا ہے۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر" ------ عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب ------ خیریت اس وقت" ------ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں حیرت

کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"خیریت نام کی کوئی چیز بھلا ہمارے پاس رہ سکتی ہے۔ بس قسمت تھی کہ میں اور سلیمان بچ گئے ورنہ تمہیں میرے لئے جنت میں اور سلیمان کے لئے جہنم میں کال بک کرانی پڑتی۔ بہرحال تفصیل بعد میں بتاؤں گا۔ تم ایسا کرو کہ کار لے کر فوراً میرے فلیٹ کے بیک ڈور پر آجاؤ" ------ عمران نے کہا۔ اور پھر ریسیور رکھ کر وہ واپس بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ سلیمان کو کپڑے پہننے کے لئے کہے۔
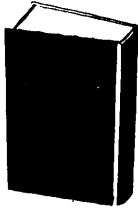
صفدر اور **شکیل** دونوں چرواہوں کے روپ میں بھیڑوں کا ایک بڑا سا گلہ ہنکاتے ہوئے پہاڑی سے نیچے اترے چلے جا رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بڑی بڑی لاٹھیاں تھیں۔ مٹیالے سے رنگ کے کپڑے پہنے سر پر رومال باندھے وہ بھیڑوں کو اس طرح ہنکار رہے تھے کہ انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ سیکرٹ سروس کے ممبر ہو سکتے ہیں۔ مقامی لہجے میں باتیں کرتے وہ بھیڑوں کو اس طرح ہنکائے چلے جا رہے تھے۔ جیسے آباؤ اجداد سے یہی کام کرتے چلے آ رہے ہوں۔ خفیہ لیبارٹری انہی پہاڑیوں کے اندر بنائی گئی

تھی۔ اور اس لیبارٹری کے قیام میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا تھا کہ چالاک سے چالاک جاسوس بھی ان پہاڑیوں میں گھومتے ہوئے ایک لمحے کے لئے بھی یہ محسوس نہ کر سکے کہ یہاں لیبارٹری قسم کی کوئی چیز ہو سکتی ہے۔ لیبارٹری کو زیر زمین اس انداز سے تعمیر کیا گیا تھا کہ اندر بھاری مشینوں کے چلنے کی آواز تو ایک طرف رہی ذرا سی لرزش تک محسوس نہ ہوتی تھی۔ اور اسے اس طرح بم پروف بنایا گیا تھا کہ اگر ان پہاڑیوں کو ایٹم بموں سے بھی اڑا دیا جاتا تب بھی لیبارٹری میں ان کا دھماکہ تک سنائی نہ دیتا۔ لیبارٹری اتنی وسیع وعریض تھی کہ پانچ پہاڑیوں کے نیچے تک چلی گئی تھی اور اس لیبارٹری میں کام کرنے والوں کے لئے لیبارٹری کے اندر ہی رہائش گاہیں بنائی گئی تھیں۔ صرف خاص آدمی ہی لیبارٹری سے باہر آ سکتے تھے یا اندر جا سکتے تھے۔ ان کے لئے بھی ایسا انتظام کیا گیا تھا کہ وہ جب باہر آتے تو کسی طور بھی یہ محسوس نہ ہوتا تھا کہ یہ شخص کسی طرح کسی لیبارٹری سے متعلق ہو سکتا ہے۔

لیبارٹری کی مکمل حفاظت کا انتظام کیا گیا تھا۔ لیکن یہ انتظام روایتی نہیں تھا۔ نہ ہی کہیں خاردار تار نظر آتی تھی اور نہ ہی نگرانی کرنے والی چوکیاں۔ نہ ہی باوردی پہرے دار نظر آتے تھے۔ پہاڑیاں سرسبز تھیں اور جگہ جگہ لکڑی کے بنے ہوئے عام سے مکان بکھرے ہوئے نظر آتے تھے۔ جن میں یا تو چرواہے رہتے تھے یا پھر عام سے مزدور پیشہ شخص، وہاں آنے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور نہ ہی کسی جگہ کو آنے جانے کے لئے ممنوع بنایا گیا تھا۔ وہاں

گھومتا پھرتا شخص کسی طور پر بھی یہ محسوس نہ کر سکتا تھا کہ یہاں کچھ مخصوص انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ اب یہ دوسری بات تھی کہ ان مکانوں میں رہنے والے چرواہے اور مزدور سب حفاظتی فوج سے متعلق تھے۔ ملٹری سیکرٹ سروس کے آدمی۔ جن کی تیز نظریں ہر شخص کا ایک نظر میں یوں جائزہ لے لیتی تھیں کہ اس کے دماغ میں ابھرنے والے تصور تک کو جان لیتی تھیں انہیں انتہائی اعلیٰ تربیت دی گئی تھی۔ اور جب سے ایک یہودی ملک نے ایک ملک کا ایٹمی ری ایکٹر تباہ کیا تھا اور پاکیشیا کے ایٹمی ری ایکٹر کی تباہی کی دھمکی دی تھی۔ حکومت نے ملٹری سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ ایکسٹو اور اس کی سیکرٹ سروس کی خدمات بھی حاصل کر لی تھیں۔ لیبارٹری میں کام انتہائی زور و شور سے جاری تھا اور کسی بھی وقت محب الوطن سائنسدان اپنے مشن میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ لیکن جیسے جیسے کام آگے بڑھتا جا رہا تھا ویسے ویسے خطرہ بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ اور ایک بار ایک آدمی کی ذرا سی غفلت سے اس جگہ کا نام بھی بین الاقوامی اخبارات میں آ گیا تھا۔ دراصل ایک غیر ملکی پریس رپورٹر یوں ہی گھومتا پھرتا وہاں آنکلا تھا۔ اور حفاظت پر متعین مزدور کے روپ میں ایک شخص اس سے الجھ پڑا۔ اور نہ صرف الجھ پڑا بلکہ اس نے اُسے اپنے مکان میں لا کر قید کر دیا۔ اور پھر اس پریس رپورٹر کو اس مکان سے ایک ایسی دستاویز مل گئی جس سے یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ یہاں پہاڑیوں کے نیچے کوئی خفیہ لیبارٹری موجود ہے۔ لیبارٹری کے اعلیٰ حکام

نے اطلاع ملتے ہی اس غیر ملکی رپورٹر کو وہاں سے نجات دلا دی تھی اور حتی الوسع یہ کوشش کی تھی کہ وہ رپورٹر یہاں سے مشکوک ہو کر نہ جائے لیکن اب انہیں کیا معلوم کہ وہ چالاک رپورٹر بہر حال ایک یقینی شے کو اپنے دل میں چھپائے جا رہا تھا۔ چنانچہ وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔ کچھ دنوں بعد غیر ملکی اخبارات میں ان پہاڑیوں کا ذکر آ گیا اور پھر اس پر خوب حاشیہ آرائی کی گئی۔ حتیٰ کہ کچھ منچلوں نے صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے ان پہاڑیوں کے نقشے تک اخبارات میں چھپوا دیئے۔ پاکیشیا کی حکومت نے سرکاری طور پر اس کی پرزور تردید کی اور وہ تردید میں اس حد تک چلے گئے کہ انہوں نے غیر ملکی سائنسدانوں کو کھلی دعوت دے ڈالی کہ وہ یہاں آ کر جیسی تحقیقات چاہیں کر کے دیکھ لیں۔ حکومت خود اس تحقیقات میں ان کی امداد کرے گی۔ لیکن لوگوں کو تو بس خبر ہی چاہیئے تھی تحقیقات کون کرتا پھرتا ہے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ تحقیقات کے لئے تو وہاں کوئی نہ آیا۔ اور آہستہ آہستہ یہ خبر بھی پس منظر میں چلی گئی۔ البتہ اس کا اثر یہ ضرور ہوا کہ حفاظتی افراد کی مزید چھان بین کی گئی اور ایسے افراد وہاں تعینات کئے گئے جو آئندہ ایسی غلطی نہ کریں۔

لیکن اخبارات سے یہ خبر غائب ہو کر دشمن ملکوں کی سیکرٹ سروس کی فائلوں میں پہنچ گئی۔ اور یہ خبر تھی جس نے جیوتش لینڈ کی ٹاپ سیکرٹ سروس میں ایک فائل کھلوا دی۔ جیوتش لینڈ وہی ملک تھا جس نے ایک عرب ملک کا ایٹمی ری ایکٹر اپنے مخصوص

جاسوس طیاروں کی مدد سے تباہ کر دیا تھا۔ لیکن پاکیشیا میں اس کے طیارے کام نہ آ سکتے تھے۔ پاکیشیا کا دفاعی نظام کچھ ایسا تھا کہ ایسے طیارے ایک لمحے میں چیک کر لیئے جاتے۔ اور پھر ان کا بچنا محال تھا۔ اس لئے جیوتش لینڈ کی اعلیٰ سطحی کانفرنس میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ پاکیشیا کی اس لیبارٹری کو اڑانے کے لئے طیاروں کی بجائے جاسوسوں کی ٹیم بھیجی جائے اور پھر طویل بحث مباحثے کے بعد قرعہ فال ریڈ میڈوسا کے نام نکلا اور اعلیٰ سطحی کانفرنس کے تمام ممبر ریڈ میڈوسا پر متفق ہو گئے۔ کیونکہ ریڈ میڈوسا ایک ایسی تنظیم تھی جس کی ناکامی کا کسی کو ایک فی صد بھی امکان نہ تھا۔ چنانچہ ٹاپ سیکرٹ سروس کے سربراہ کرنل زیڈ کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ وہ ریڈ میڈوسا کو اس مشن پر تعینات کرے۔ اور پھر مادام فیونا نے اس کیس کو چیلنج کے طور پر قبول کر لیا تھا۔ کرنل زیڈ نے البتہ اُسے مقامی سیکرٹ سروس کی کارکردگی اور خصوصاً علی عمران کے متعلق ہر بات سے آگاہ کر دیا تھا۔ لیکن مادام فیونا کو کرنل زیڈ کی ایک بات پر بھی یقین نہ آیا تھا۔ اس نے ایسے ایسے سپر جاسوسوں سے مقابلے کئے تھے کہ اس کی نظروں میں اس پس ماندہ ملک کی سیکرٹ سروس اور یہاں کا ایک احمق شخص بھلا کیسے کوئی جگہ پا سکتا تھا۔

چنانچہ وہی ہوا۔ اس نے یہاں پہنچتے ہی علی عمران پر اپنا پہلا خوفناک وار استعمال کر دیا۔ اور اسے یقین تھا کہ آدم خور قاتل مکھیوں سے بچ نکلنا کسی آدمی کے بس کی بات نہیں۔ ادھر اس نے

نمبر فائیو کو رپورٹ کے مطابق اس لیبارٹری کا جائزہ لینے کا حکم
دے دیا تھا۔ نمبر فائیو ایسے کاموں میں مہارت کا درجہ رکھتا تھا۔
اس لئے اُسے یقین تھا کہ اُسے جو رپورٹ ملے گی وہ اتنی جامع اور
مکمل ہوگی کہ اس کی مدد سے وہ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا کوئی
مؤثر منصوبہ تیار کرے گی۔

صفدر اور کیپٹن شکیل چرواہوں کے روپ میں لاٹھیاں اٹھائے
بھیڑوں کو ہنکاتے پہاڑی سے نیچے اترتے چلے جا رہے تھے۔ بظاہر
یہ عام سے چرواہے نظر آتے تھے۔ لیکن اب دیکھنے والے کو کیا معلوم
کہ وہ دراصل کیا ہیں۔ سیکرٹ سروس والوں نے اپنے کام اس
طرح بانٹ لئے تھے۔ وہ ان پہاڑیوں میں چاروں طرف پھیلے ہوئے
تھے اور انہوں نے مخصوص علاقے بانٹ لئے تھے۔ صفدر اور
کیپٹن شکیل اس سائیڈ پر تھے جہاں سے مین روڈ گزرتی تھی۔ جب کہ
تنویر نے پہاڑیوں کی پشت کی طرف ایک چٹان پر مست درویش
کے طور پر ڈیرہ لگایا ہوا تھا۔ نعمانی اور چوہان پہاڑی مزدوروں
کے روپ میں شمال اور جنوب کی طرف رہتے تھے۔ وہ لکڑیاں
کاٹتے۔ جڑی بوٹیاں اکھاڑتے اور جو بھی مزدوری مل جاتی کر لیتے
صدیقی نے پہاڑی کے درمیان میں ایک چھوٹی سی کریانے کی
دکان کھول رکھی تھی۔ جہاں سے ارد گرد کے دیہات کے لوگ اپنا
روزمرہ کا سامان خریدتے۔ اس طرح ان سب نے حفاظت کا ایک
ایسا جال پھیلا رکھا تھا۔ جو بظاہر نظر نہ آتا تھا۔ لیکن ان کا آپس میں
ہر وقت رابطہ رہتا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کی لاٹھیوں میں

ٹرانسمیٹروں کے علاوہ خفیہ مشین گنیں نصب تھیں۔ جوتوں کے تلوں
میں خوفناک بم تھے۔ اور اس طرح کا سائنسی سامان غیر اہم انداز
میں ہر شخص کے پاس تھا۔ اور وہ سب بڑے محتاط انداز میں وہاں
سے گزرنے یا آنے جانے والوں کی کڑی نگرانی کرتے تھے۔ ان کی
نگرانی کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ وہاں آنے والے کسی شخص سے بھی کوئی
تعرض نہ کرتے۔ اُسے وہاں سے گزرنے یا گھومنے پھرنے دیتے۔ لیکن
وہ شخص کسی نہ کسی کی نظروں میں ضرور رہتا تھا اور پھر وہ اپنے دوسرے
ساتھیوں کو اس کے متعلق آگاہ کرتے رہتے تھے۔ ملٹری سیکرٹ سروس
کے ایجنٹ شہر میں بھی پھیلے ہوئے تھے۔ جب بھی کوئی شخص وہاں گھوم
پھر کر واپس جاتا۔ یہ ایجنٹ اس کا پیچھا کرتے اور پھر اس کے متعلق تفصیلی
رپورٹ تیار کرتے۔ اس رپورٹ پر فیصلہ ہوتا کہ آیا یہ شخص کسی بھی
صورت میں خطرناک ہو سکتا ہے یا عام آدمی ہے۔ اگر وہ شخص کسی بھی
صورت میں خطرناک ثابت ہو سکتا تو پھر اُسے اغوا کر کے ملٹری سیکرٹ
سروس کے ہیڈ کوارٹر میں لے جایا جاتا وہاں جدید مشینوں کے ذریعے
اس کے ذہن کو کھنگالا جاتا اور معلومات حاصل کی جاتیں۔ اور ان معلومات
کی روشنی میں مزید تحقیقات کی جاتیں۔ اور اس آدمی کو مخصوص انجکشن
لگا کر نیم پاگل بنا دیا جاتا تا کہ وہ کسی اور کو معلومات مہیا کرنے کے
قابل نہ رہے۔

مگر جب سے سیکرٹ سروس والوں نے حفاظتی انتظامات کا
چارج سنبھالا تھا ایسا کوئی مشکوک آدمی سامنے نہ آیا تھا۔ لیکن
اس کے باوجود ہر شخص محتاط رہتا۔ رات کے وقت بلیک لائٹ

کیمروں کی مدد سے جو اس پہاڑی میں مخصوص جگہوں پر فٹ کئے
گئے تھے۔ ارد گرد کے پورے ماحول کی نگرانی کی جاتی تھی۔ ان مخصوص
کیمروں کی مدد سے رات کے وقت ایک مچھر بھی اڑتا تو وہ بھی آپریشن
روم جو کہ صدیقی کی دکان کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانے میں بنا ہوا
تھا۔ اسکرین پر صاف نظر آتا تھا۔

ان پہاڑیوں کی خوب صورتی اور سرسبزی اکثر لوگوں کو پکنک
منانے کے لئے یہاں آنے پر مجبور کر دیتی تھی۔ اس کے علاوہ کئی
جوڑے بھی یہاں آن نکلتے تھے۔ اور یہ لوگ ان سے قطعاً تعرض نہ
کرتے تھے۔ بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔ تاکہ یہ جگہ ہر قسم کے
شک وشبہ سے بالاتر ہو جائے۔ البتہ حفاظتی اقدامات کے تحت
ان کی مکمل نگرانی ضرور کی جاتی تھی۔

"یار آخر کب تک ہم لوگ چرواہے بنے بھیڑیں چراتے رہیں
گے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس وقت وہ دونوں بھیڑوں کو آزاد چھوڑ کر ایک سایہ دار
درخت کے نیچے پڑے ہوئے بڑے سے پتھر پر بیٹھ گئے تھے۔

"جب تک لیبارٹری مشن مکمل نہیں ہو جاتا"۔۔۔۔ صفدر
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے میں تو اس کاہلی کی ڈیوٹی سے تنگ آگیا ہوں۔ میرا خیال
ہے ایکسٹو نے ہمیں خواہ مخواہ یہاں باندھ رکھا ہے۔ ملٹری سیکرٹ
سروس والے ہی یہاں کافی ہیں"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے بیزار
سے لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا۔ ان کے سامنے
میدان کے پار گزرتی ہوئی سڑک پر سے ایک سیاہ رنگ کی کار
آہستہ ہو کر رک گئی۔ اور وہ دونوں خاموش ہو کر اس کار کی طرف
دیکھنے لگے۔ کار کا دروازہ کھلا اور ایک خوب صورت سی لڑکی باہر
آگئی۔ اس نے جدید وضع قطع کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور چہرے پر
بڑے بڑے شیشوں والی گاگلز پہن رکھی تھی۔ پچھلی نشست سے ایک
قوی ہیکل سا نوجوان باہر آیا۔ اور پھر اس نے ڈگی کھول کر اس میں
سے ایک بڑا سا بیگ نکالا۔ لڑکی چند لمحوں تک بغور پہاڑیوں کا
جائزہ لیتی رہی پھر اس نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کچھ کہا اور
دوسرے لمحے وہ دونوں گھاس کے میدان میں داخل ہو گئے۔ لڑکی
آگے آگے تھی جب کہ وہ قوی ہیکل نوجوان ہاتھ میں بیگ سنبھالے
اس کے پیچھے بڑے مؤدبانہ انداز میں چل رہا تھا۔

وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس طرف ہی بڑھتے چلے آ
رہے تھے جدھر صفدر اور شکیل چرواہوں کے روپ میں پتھروں پر
بیٹھے ہوئے تھے۔

قریب آنے پر لڑکی تو ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ جب کہ وہ نوجوان
آگے بڑھ آیا۔ یہ دونوں بھی انہیں قریب آتا دیکھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"یہ علاقہ کیا کہلاتا ہے"۔۔۔۔ اس نوجوان نے بگڑے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"جی ان پہاڑیوں کو کلر کا رپ کہتے ہیں۔ بڑا خوب صورت علاقہ
ہے"۔۔۔۔ صفدر نے ٹھیٹھ مقامی لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"مس صاحبہ یہاں تصویریں بنانا چاہتی ہیں۔ کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا"۔۔۔۔ نوجوان نے پوچھا۔

"جی تصویریں۔۔۔۔ جی ضرور بنائیں۔ ہماری تصویریں بنائیں گی مس صاحبہ"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا اور لڑکی نے غور سے کیپٹن شکیل کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"کیمرے والی تصویریں نہیں بلکہ کاغذ پر تصویریں بناتی ہیں ہماری مس صاحبہ"۔۔۔۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جی کاغذ پر بنائیں۔ یا لوہے پر۔ میری تصویر بہت اچھی آئے گی۔ پچھلے سال بھی ایک مس صاحبہ نے میری تصویر بنائی تھی انہوں نے مجھے پچاس روپے دیئے تھے۔ ایمان سے سچ کہہ رہا ہوں"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ ہم تمہاری نہیں ان پہاڑیوں کی تصویریں بنائیں گے"۔۔۔۔ لڑکی نے پہلی بار کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غرور تھا۔

"جی ہم سے کیا پوچھنا یہ پہاڑیاں ہماری ملکیت تو نہیں۔ ہم تو غریب چرواہے ہیں آپ شوق سے تصویریں بنائیں"۔۔۔۔ صفدر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر لاٹھی اٹھا کر ایک بھیڑ کے پیچھے بھاگ پڑا۔ جو گلے سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑی پر چڑھنے لگی تھی۔

"آؤ جانی ہم نے ایک لوکیشن سلیکٹ کر لی ہے وہاں ایزل لگاؤ"۔۔۔۔ لڑکی نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر ایک پہاڑی

کے اوپر سائبان کی طرف نکلی ہوئی چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر مس صاحبہ"۔۔۔۔ جانی نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے اس چٹان کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کیپٹن شکیل اور صفدر وہیں کھڑے رہے۔ جب وہ دونوں کافی دور نکل گئے۔ تو صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے یہ دونوں مشکوک معلوم ہو رہے ہیں"۔۔۔۔ صفدر کے لہجے میں ہلکی سی بے چینی تھی۔

"وہ کس طرح"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"یہ نوجوان مجھے غیر ملکی لگتا ہے۔ اس نے مقامی میک اپ کیا ہوا ہے۔ لیکن اس کا لہجہ بتا رہا ہے کہ یہ غیر ملکی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"لیکن یہ لڑکی تو یہاں کی ہے۔ اس کا لہجہ خالصتاً مشرقی ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ہاں لڑکی تو واقعی یہاں کی ہے۔ لیکن یہ نوجوان بہرحال تم سب کو مطلع کر دو کہ ان پر کڑی نظریں رکھیں"۔ صفدر نے کہا۔

اور کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لاٹھی پر آہستگی سے مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرا اور پھر اس پر لپٹی ہوئی تاروں کے ایک گچھے کی درمیانی تار کو دبا دیا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی زوں زوں کی آوازیں لاٹھی کے سرے سے نکلنے لگیں۔

"نمبر تھرٹین سپیکنگ"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ابھی ابھی ایک لڑکی اور ایک نوجوان تصویریں بنانے کے لئے پہاڑیوں میں داخل ہوئے ہیں۔ وہ شاید شمالی پہاڑی کی سائبانی چٹان کے نیچے ٹھہریں گے۔ ان پر کڑی نظر رکھی جائے"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"او۔کے۔۔۔۔ میں سب کو الرٹ کر دیتا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کیپٹن شکیل نے تار پر لگی ہوئی انگلی اٹھالی اور زوں زوں کی آوازیں یک لخت بند ہو گئیں۔

اب انہیں اطمینان تھا کہ یہ دونوں ان سب کی نظروں سے نہیں بچ سکتے۔ اس وقت انہوں نے نوجوان کو بیگ سے پلاسٹک کا بنا ہوا ایزل نکال کر اس سائبانی چٹان کے نیچے فٹ کرتے ہوئے دیکھا۔ لڑکی اس طرح آس پاس کا جائزہ لے رہی تھی جیسے تصویر بنانے کے لئے کسی خوب صورت لوکیشن کا جائزہ لے رہی ہو۔

جب ایزل فٹ ہو گیا تو نوجوان نے اس پر ایک بڑا سا تختہ فٹ کر دیا جس پر سفید رنگ کا کاغذ لگا ہوا تھا۔ اور ایزل کے ساتھ لگے ہوئے شیڈ پر مصوری کا سامان ترتیب سے رکھنے لگا۔ لیکن پھر لڑکی نے اس سے مڑ کر کچھ کہا۔ اور اس نے سامان سمیٹنا شروع کر دیا اور وہ دونوں اس پہاڑی سے اتر کر ایک اور پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ وہاں لڑکی نے ایک جگہ پر اشارہ کیا اور نوجوان نے وہاں ایزل فٹ کرنا شروع کر دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بدستور بھیڑیں

چرانے میں مصروف تھے۔ لیکن ان کی نظریں ان کی حرکات پر ہی جمی ہوئی تھیں۔
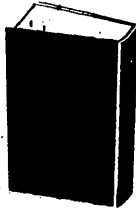
مادام فیونا گہری نیند سوئی ہوئی تھی کہ سرہانے رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی کرخت آواز میں بجنے لگی۔ اور مادام نے کروٹ بدلی اور پھر آنکھیں کھول دیں۔ گھنٹی وقفے وقفے سے مسلسل شور مچا رہی تھی۔ مادام کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری کا تاثر نمایاں ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس مادام فیونا سپیکنگ"۔۔۔۔ مادام کا لہجہ نیند میں ڈوبا ہوا تھا۔

"اوہ سوری رانگ نمبر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ اور مادام نے جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر اچھل کر بستر سے نیچے اتر آئی۔ اس کے پر شباب بدن پر ریشمی نائٹی یوں پھسلی پڑ رہی تھی کہ اگر اس عالم میں اُسے کوئی زاہد سوسالہ بھی دیکھ لیتا تو یقیناً اپنا تمام زہد ایک نظر دیکھنے پر قربان کر دینے پر تیار ہو جاتا۔

مادام بستر سے اٹھ کر تیزی سے قریب رکھے ہوئے بیگ کی طرف بڑھی
اور پھر اس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے وہی چپٹا سا باکس نکالا ۔ اور
ٹوائلٹ میں گھستی چلی گئی ۔ اس نے شاور کھول دیا اور پھر باکس سے راڈ
کھینچ کر اُسے تیسری منزل تک باہر نکال لیا اور اس کے ساتھ ہی باکس میں
سے زاں زاں کی آوازیں نکلنے لگیں ۔

" نمبر تھری سپیکنگ " ــــــ دوسری طرف سے وہی آواز گونجی
جس نے ٹیلی فون پر رانگ نمبر کہہ کر معذرت کی تھی ۔

" ریڈمیڈ وسا " ــــــ مادام نے تحکمانہ لہجے میں کہا ۔

" مادام میں نے اپنا مشن مکمل کر لیا ہے ۔ فلیٹ میں اس وقت عمران
اور اس کے باورچی کے ڈھانچے پڑے ہوں گے " ــــــ
نمبر تھری نے کہا ۔

" تفصیل بتاؤ " ــــــ مادام نے کرخت لہجے میں کہا ۔

" مادام میں نے بارہ بجنے میں سے چند لمحے پہلے علی عمران کو ٹیلی فون کیا
اور اُسے بتایا کہ میں اس کا ہمسایہ سعادت یار خان بول رہا ہوں ۔ اور
میں نے بتایا کہ اس کا باورچی میری لڑکی کو چھیڑتا ہے ۔ اس پر عمران
نے بڑی معذرت کی ۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ فلیٹ میں موجود ہے "
نمبر تھری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" اس کو کال پر شک تو نہیں ہوا " ــــــ مادام نے پوچھا ۔

" نہیں مادام میں نے گفتگو ہی ایسی کی تھی کہ اُسے شک پڑ ہی نہ
سکتا تھا " ــــــ نمبر تھری نے بااعتماد لہجے میں کہا ۔

" پھر کیا ہوا " ــــــ مادام نے بے چین لہجے میں پوچھا ۔

اس کے بعد مادام میں قاتل مکھیوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا ۔ اس
کے فلیٹ کے سامنے کار روک کر میں نے مکھیوں کو آزاد کیا اور مخصوص
سیٹی کی مدد سے انہیں عمران کے فلیٹ میں بھیج دیا ۔ چند لمحوں بعد فلیٹ
سے ہلکی ہلکی چیخوں اور بھاگ دوڑ کی آوازیں آتی رہیں ۔ پھر تقریباً آدھے
گھنٹے بعد جب مکمل خاموشی طاری ہو گئی تو میں نے مکھیوں کو واپس بلایا
اور انہیں لے کر اپنے پوائنٹ پر آ گیا ۔ وہاں پہنچ کر میں نے مکھیوں کو
پیرا فائن لائٹ سے گزارا تو معلوم ہو گیا کہ انہوں نے انسانی گوشت
کھایا ہے ۔ چنانچہ میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ دونوں
اب ڈھانچوں کی صورت میں فلیٹ میں پڑے ہوں گے " ــــــ
نمبر تھری نے جواب دیا ۔

" تم نے فون کر کے انہیں چیک کر لینا تھا اگر وہاں سے کوئی فون اٹھاتا
تو پتہ چل جاتا " ــــــ مادام نے کہا ۔

" میں نے چیک کیا تھا ۔ لیکن کافی دیر تک گھنٹی بجنے کے باوجود وہاں
سے ریسیور کسی نے نہیں اٹھایا " ــــــ نمبر تھری نے جواب دیا ۔

" اوکے ٹھیک ہے میں خود چیک کر لوں گی کہ کیا ہمارا مشن کامیاب
ہوا ہے یا نہیں " ــــــ مادام نے کہا اور پھر راڈ کو تہہ کر کے واپس
باکس میں غائب کر دیا ۔ ٹوائلٹ سے باہر نکل کر اس نے ڈبہ دوبارہ بیگ
کے خفیہ خانے میں ڈالا اور پھر کلائی کی گھڑی دیکھی ۔ صبح ہوئے کافی دیر
ہو چکی تھی ۔ اس لئے اس نے دوبارہ سونے کا ارادہ ترک کر دیا ۔ اور
الماری سے لباس نکال کر دوبارہ ٹوائلٹ میں گھس گئی ۔ وہ دل ہی
دل میں کرنل زیڈ کا تصور کر کے مسکرا رہی تھی ۔ کہ جب کرنل زیڈ کو معلوم

ہوگا کہ اس نے جس پاگل کی اتنی تعریفیں کی تھیں وہ پہلے ہی حملے میں
ختم ہو گیا تو کرنل زیڈ کی شکل دیکھنے والی ہو گی وہ کتنا شرمندہ ہو گا
بس اسی بات کا تصور کر کے وہ دل ہی دل میں مسکرا رہی تھی۔ غسل
کر کے لباس بدل کر مادام فیونا نے بال سیٹ کیئے اور پھر ہلکا سا میک
اپ کر کے وہ ٹوائلٹ سے باہر آگئی۔ اس نے فون اٹھا کر کچن منیجر سے
ناشتہ بھیجنے کے لئے کہا۔ وہ ناشتہ کر کے عمران کے فلیٹ پر جانا چاہتی
تھی۔ تاکہ خود اپنی آنکھوں سے اس کا ڈھانچہ دیکھ لے۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ ہوٹل سے باہر آئی اور پھر ٹیکسی پکڑ کر وہ
سیدھی کنگ روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے
کے بعد جب ٹیکسی کنگ روڈ پر پہنچی تو اس نے ایک چوک پر ٹیکسی
رکوائی۔ اتر کر کرایہ ادا کیا۔ اور جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو وہ پیدل
چلتی ہوئی عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر اُسے دور
سے ہی فلیٹ کے باہر غیر معمولی سرگرمی سی نظر آنے لگی۔ فلیٹ کو
پولیس والوں نے گھیرا ہوا تھا۔ لوگوں کا ایک ہجوم سا وہاں اکٹھا تھا۔
اور ایک ایمبولینس بھی فلیٹ کے باہر کھڑی تھی۔

مادام کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ وہ سمجھ گئی کہ واقعی نمبر تھری
اپنے مشن میں کامیاب رہا ہے۔ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی وہ ہجوم کے
پاس پہنچ گئی۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔ اس نے ایک نوجوان سے
مخاطب ہو کر پوچھا۔

"معلوم نہیں سنا ہے کہ اس فلیٹ میں دو ڈھانچے ملے ہیں"۔

نوجوان نے جواب دیا۔

"ڈھانچے کیا مطلب"۔۔۔۔۔ مادام نے چہرے پر مصنوعی حیرت
طاری کرتے ہوئے کہا۔

"دو آدمی یہاں رہتے تھے۔ مگر صبح جب دودھ والا آیا۔ تو
دروازہ کھٹکھٹانے کے باوجود نہ کھلا۔ پھر اخبار والا آیا۔ ہمسائیوں نے
پولیس کو اطلاع دی پولیس نے آکر دروازہ توڑا تو اندر بستروں پر دو
انسانی ڈھانچے پڑے ہوئے تھے۔ گوشت کا نام و نشان تک نہ تھا"۔۔۔۔
نوجوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری سیڈ۔۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ اچھا بھلا آدمی
رات کو سوئے اور صبح اس کا گوشت غائب ہو"۔
مادام نے کہا۔

"یہی بات تو کسی کو سمجھ نہیں آ رہی۔ وہاں کسی جدوجہد یا خون یا
گوشت کے کوئی آثار تک نہیں ہیں"۔۔۔۔۔ نوجوان نے ریشہ
خطمی ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر فخر کے آثار تھے کہ ایک
غیر ملکی حسینہ اس سے باتیں کر رہی ہے۔

"ویری سیڈ ویری سیڈ"۔۔۔۔ مادام نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ کافی دور آنے کے بعد اس
نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور اُسے ہوٹل الاسکا چلنے کے لئے کہا۔

ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلا دیا اور پھر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تقریباً
آدھے گھنٹے تک مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد شہر کے مضافات
میں بنے ہوئے خوب صورت اور وسیع و عریض ہوٹل کے کمپاؤنڈ

میں جاکر ٹیکسی رک گئی۔ مادام نے نیچے اتر کر کرایہ ادا کیا اور پھر بڑے دل فریب انداز سے چلتی ہوئی وہ ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گئی۔ کاؤنٹر پر جاکر اس نے کمرہ نمبر بارہ کی چابی طلب کی اور چابی لے کر وہ سیدھی لفٹ کے ذریعے آٹھویں منزل پر جا پہنچی۔ آٹھویں منزل کے کمرہ نمبر بارہ کا تالا کھول کر وہ اندر داخل ہوئی۔ اور کمرے کا دروازہ اس نے بند کر دیا۔ کمرہ بے حد خوب صورت انداز میں سجا ہوا تھا۔ مادام نے کمرے کی ایک الماری کھولی اور اس الماری میں رکھے ہوئے بیگ میں سے اس نے ایک چھوٹا سا کیمرہ باہر نکال لیا۔ کیمرے کی پشت کھول کر اس نے اس میں فٹ فلم کا رول باہر نکالا اور پھر اس کے کونے کے اندر انگلی ڈال کر اسے مخصوص انداز میں دبایا دوسرے لمحے کیمرے میں سے زوں زوں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے سمندر کی لہریں ساحل سے سر ٹکرا رہی ہوں۔

"ہیلو ہیلو ریڈ میڈوسا سپیکنگ اوور" ——

مادام نے دھیمے لہجے میں آہستہ آہستہ کہنا شروع کر دیا۔

"یس کرنل زیڈ سپیکنگ اوور" ——

چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کرنل زیڈ کی آواز ابھری۔

"کرنل زیڈ ایک خوشخبری سن لیجیے۔ میں نے علی عمران کا خاتمہ کر دیا ہے اوور" ——

ریڈ میڈوسا نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"علی عمران کا خاتمہ کر دیا ہے کیا واقعی اوور" ——

کرنل زیڈ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ہاں کرنل میں اس کا گوشت سے عاری ڈھانچہ خود دیکھ کر آئی ہوں۔ آپ نے —— اس کی تو تعریفیں کر کر کے اسے میرے ذہن میں کوئی مافوق الفطرت چیز بنا دیا تھا مگر وہ میرے پہلے ہی وار میں مارا گیا اوور" —— ریڈ میڈوسا کے لہجے میں بے پناہ طنز تھا۔

"ریڈ میڈوسا —— تم ٹاپ سیکرٹ سروس کی سب سے ذہین ایجنٹ ہو۔ اس لئے اگر تم کہہ رہی ہو تو میں یقین کیے لیتا ہوں۔ لیکن جہاں تک میں نے عمران کی نیچر اور ٹائپ کا مطالعہ کیا ہے۔ مجھے تمہاری بات کا یقین نہیں آ رہا۔ اور نہ آ سکتا ہے اوور" ——

کرنل زیڈ کا لہجہ ابھی تک شک سے پُر تھا۔

"کرنل زیڈ اب آپ بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے آپ کا اعتماد ختم ہو گیا ہے۔ آپ یقین کیجیے ریڈ میڈوسا کبھی تصدیق کیے بغیر بات منہ سے نہیں نکالتی اوور" ——

ریڈ میڈوسا نے برافروختہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ شاید تم میری بات پر ناراض ہو گئی ہو بہرحال میری طرف سے مبارک باد قبول کرو۔ اگر واقعی ایسا ہو گیا ہے تو سمجھو تم نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ اسی اعتماد میں رہ کر نقصان نہ اٹھا لینا۔ اپنے یقین کے باوجود ہوشیار رہنا اوور" ——

کرنل زیڈ نے جواب دیا۔

"مشورے کا شکریہ —— علی عمران کا باب تو سمجھیے ختم ہو گیا۔

باقی رہ گیا اصل مشن تو میں نے اس کے سلسلے میں بھی پیش رفت
شروع کر دی ہے۔ مجھے آج ہی اس بارے میں تفصیلی رپورٹ
مل جائے گی۔ اس کے بعد اس کی تباہی کا منصوبہ بھی بناؤں گی اوور"
ریڈ میڈوسا نے کہا۔

" او۔ کے ____ میں تمہاری کامیاب واپسی کا منتظر رہوں گا۔
کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دو میں بھجوا دوں اوور" ____
کرنل زیڈ نے جواب دیا۔

" نہیں فی الحال کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ضرورت پڑی
تو میں ضرور کال کروں گی ابھی تو میں نے آپ کو علی عمران والی خوشخبری
سنانے کے لئے کال کی ہے اوور" ____
ریڈ میڈوسا نے جواب دیا۔

" او۔ کے ____ وش یو گڈ لک اوور" ____
کرنل زیڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" تھینک یو اوور اینڈ آل" ____ ریڈ میڈوسا نے کہا اور
پھر انگلی سے کونا دبا دیا۔ کیمرے سے ہر قسم کی آواز نکلنی بند ہو گئی۔
مادام نے فلم کا رول دوبارہ اس میں ڈال کر کیمرہ بند کیا اور پھر
اُسے دوبارہ الماری میں رکھ کر وہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی
طرف بڑھ گئی۔ یہ کمرہ اس نے یہاں آتے ہی حفظ ماتقدم کے طور پر
لے لیا تھا۔ تاکہ کسی بھی وقت وہ یہاں خفیہ طور پر شفٹ ہو سکے۔

ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر اس نے نمبر گھمائے اور پھر چند
لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

" یس راجہ برادرز" ____ دوسری طرف سے ایک
نسوانی آواز سنائی دی۔

" راجہ مہاراجہ سے بات کراؤ میں پرنسز انگولا بول رہی ہوں"
ریڈ میڈوسا نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

" اوہ ____ پرنسز پلیز چند لمحے ہولڈ کیجئے۔ میں ابھی بات کراتی
ہوں" ____ دوسری طرف سے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا
اور ریڈ میڈوسا کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

راجہ برادرز دراصل ایک آڑھتی۔ جیوش لینڈ کے چونکہ پاکیشیا
کے ساتھ تعلقات نہیں تھے۔ اس لئے یہاں جیوش لینڈ کا کوئی
سفارت خانہ موجود نہ تھا۔ اس لئے ایک کاروباری فرم کی آڑ میں
یہاں جیوش لینڈ کے جاسوس سرگرم عمل رہتے تھے۔ اور کرنل زیڈ
نے اس کی مکمل تفصیلات ریڈ میڈوسا کو بتا دی تھی اور اس کے
انچارج موگان کو ریڈ میڈوسا کی آمد کے بارے میں اطلاع دے
دی تھی تاکہ ریڈ میڈوسا بوقت ضرورت ان سے رابطہ قائم کر
کے ہر قسم کی امداد حاصل کر سکے۔ راجہ مہاراجہ موگان کا کوڈ نام
تھا۔ جبکہ انگولا پرنسز ریڈ میڈوسا کا کوڈ نام تھا۔

" یس موگان سپیکنگ" ____ چند لمحوں بعد ایک مردانہ
آواز فون پر گونجی۔

" پرنسز انگولا" ____ ریڈ میڈوسا نے بڑے باوقار
لہجے میں کہا۔

" یس مادام ____ بندہ حاضر ہے حکم فرمائیے"

موگان کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"یہاں تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں"۔۔۔۔۔ ریڈ میڈوسا نے پوچھا۔

"ہمارے اہل آدمی تو صرف بیس ہیں۔ لیکن ہم نے یہاں کے زیر زمین سرکردہ افراد سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے۔ اور بوقت ضرورت ہم انہیں استعمال کر لیتے ہیں"۔۔۔۔۔ موگان نے جواب دیا۔

"او۔ کے ۔۔۔۔۔ یہاں کی سیکرٹ سروس کے متعلق تمہاری کیا معلومات ہیں"۔۔۔۔۔ ریڈ میڈوسا نے پوچھا۔

"مادام یہاں کی سیکرٹ سروس کا باوجود کوشش کے پتہ نہیں چل سکا۔ البتہ اتنا ہمیں معلوم ہے کہ ایک غیر ملکی لڑکی جو سوئس نژاد ہے۔ یہاں کی سیکرٹ سروس کی ممبر ہے۔ اس کا نام جولیانا فٹز واٹر ہے۔ اس کا بھی بس اتفاق سے پتہ چل گیا تھا"۔۔۔۔۔ موگان نے جواب دیا۔

"اس لڑکی سے کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئیں"۔۔۔۔۔ ریڈ میڈوسا نے پوچھا۔

"مادام ہم نے کوشش ہی نہیں کی۔ کیونکہ ہم ان کو چھیڑے بغیر اپنا کام کرتے ہیں۔ اگر ہم نے ایک بار بھی انہیں چھیڑ دیا تو پھر وہ ہمارے پیچھے لگ جائیں گے اور ایسا ہم نہیں چاہتے"۔۔۔۔۔ موگان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔ وہ لڑکی کہاں رہتی ہے۔ اور اس کا حلیہ بتاؤ"۔۔۔۔۔ ریڈ میڈوسا نے پوچھا۔

"وہ عالمگیر روڈ کے فلیٹ نمبر چونتیس میں رہتی ہے۔ درمیانے

قد اور انتہائی سڈول جسم کی خوب صورت لڑکی ہے۔ سنہرے بال، نیلی آنکھیں عام طور پر نیلے رنگ کا سکرٹ پہنتی ہے۔ اس کے پاس سپورٹس کار ہے جس کا نمبر ایم زیڈ تھری ون تھری ہے"۔۔۔۔۔ موگان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا فون نمبر"۔۔۔۔۔ ریڈ میڈوسا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"فور تھری ون ٹو زیرو"۔۔۔۔۔ موگان نے جواب دیا۔

"او۔ کے تھینک یو"۔۔۔۔۔ ریڈ میڈوسا نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ چند لمحے وہ ریسیور ہاتھوں میں تھامے کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے انگلی ڈائل کی طرف بڑھائی لیکن پھر اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ شاید اس نے ارادہ بدل دیا تھا۔ ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ کچھ دیر سوچتی رہی اس کے ذہن میں ایک منصوبے کی کھچڑی پک رہی تھی۔ دراصل وہ علی عمران کے خاتمے کے بعد سیکرٹ سروس کا بھی خاتمہ کرنا چاہتی تھی۔ تاکہ اطمینان سے اپنا اصل مشن پورا کر سکے۔ لیکن اب وہ سوچ رہی تھی کہ سیکرٹ سروس کے باقی ممبروں اور اس کے ہیڈ کوارٹر کا کیسے پتہ چلائے۔ کرنل زیڈ نے اسے یہ بھی بتلایا تھا کہ لیبارٹری کا پہرہ آج کل سیکرٹ سروس دے رہی ہے۔ اس لئے اسے خیال آ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ غیر ملکی لڑکی بھی وہیں موجود ہو۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ خود جولیا کے فلیٹ میں جائے اور اگر وہ مل جائے۔ تو اس پر تشدد کر کے اس سے سیکرٹ سروس کا تمام راز اگلوا لے۔ اور پھر موگان کے آدمیوں سے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرا کے اس کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر

دے۔ اُسے اپنے آپ پر پورا بھروسہ تھا کہ اگر وہ جولیا سے ٹکرائی گئی تو جولیا چاہے کتنی ہی تجربہ کار سیکرٹ ایجنٹ کیوں نہ ہو۔ وہ اُسے ڈھب پر لے آئے گی۔ لیکن پھر اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا کہ جب جولیا غیر ملکی ہے تو پھر وہ جولیا کا خاتمہ کر کے اس کی جگہ لے سکتی ہے۔ اس طرح وہ سیکرٹ سروس کے حصار کو آسانی سے توڑ سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے بھی اُسے جولیا سے مکمل معلومات چاہیئں۔

آخر کار کافی دیر تک سوچنے کے بعد اس نے ایک اور فیصلہ کیا اور ایک بار پھر موگان کا نمبر گھمایا۔ اور جب کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد موگان لائن پر آگیا۔

" میں کسی خالی کوٹھی میں جولیا کو اپنے پاس دیکھنا چاہتی ہوں۔ کیا اس کا انتظام ہو سکتا ہے "۔ ۔ ۔ ۔ ریڈ میڈوسا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" ہو تو سکتا ہے مادام کیا یہ ضروری ہے میرا خیال ہے اگر سیکرٹ سروس کو نہ چھیڑا جائے تو اچھا ہے "۔ ۔ ۔ ۔ موگان نے دبے لہجے میں کہا۔

" تم سے جو کہا جا رہا ہے۔ وہ کرو۔ تم مجھے مشورہ دینے کی پوزیشن میں نہیں ہو سمجھے "۔ ۔ ۔ ۔

ریڈ میڈوسا نے غراتے ہوئے کہا۔

" سوری مادام ۔ ۔ ۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ آپ ایسا کریں کہ گل دین کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ پر پہنچ جائیں۔ وہاں میرے آدمی موجود ہوں گے۔ کوڈ ہی پرنسز انگولا ہی ہو گا۔ وہ آپ کی پوری خدمت کریں گے۔ میں وہیں آپ کو اطلاع دوں گا کہ جولیا کو کس وقت وہاں پہنچایا

جا سکتا ہے۔ میں یہ کام اپنے آدمیوں کی بجائے کرائے کے آدمیوں سے کرانا چاہتا ہوں۔ تاکہ کل کو اگر سیکرٹ سروس اس کی وجہ سے حرکت میں آئے تو ہمارا کلیو نہ پا سکے "۔ ۔ ۔ ۔ موگان نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے جتنی جلد ممکن ہو سکے جولیا کو وہاں پہنچا دو۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ کسی کو شک نہ پڑ سکے "۔ ۔ ۔ ۔ ریڈ میڈوسا نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں مادام ۔ ۔ ۔ ۔ میں اس بات کو سمجھتا ہوں۔ جولیا براہِ راست آپ کے پاس نہ پہنچے گی۔ جو ٹیم اُسے اغوا کرے گی وہ کسی اور جگہ اسے کسی اور ٹیم کے حوالے کرے گی پھر وہ ٹیم اُسے ایک اور سپاٹ پر مزید دوسری ٹیم کے حوالے کرے گی اور پھر وہاں سے وہ آپ کے پاس پہنچا دی جائے گی۔ اس کے باوجود ہر قسم کی احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں گی "۔ ۔ ۔ ۔ موگان نے کہا۔

" ٹھیک ہے میں کوٹھی پر جا رہی ہوں اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے جولیا کو میرے پاس پہنچا دو "۔ ۔ ۔ ۔ ریڈ میڈوسا نے کہا۔

" بہتر مادام "۔ ۔ ۔ ۔ موگان نے جواب دیا۔ اور ریڈ میڈوسا نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔ چابی نیچے کاؤنٹر پر دینے کے بعد ہوٹل سے باہر آگئی۔ تاکہ ٹیکسی حاصل کر کے وہ گل دین کالونی پہنچ سکے۔

بلیک زیرو نے دروازہ پہ دستک دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔

"ارے عمران صاحب یہ آپ کے چہرے پہ کیا ہوا"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔ نمرود کو مچھر نے مارا تھا۔ عمران اور سلیمان کے حصے میں مکھیاں آ گئی ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے سلیمان کو بلایا۔ جب بلیک زیرو نے سلیمان کی حالت دیکھی تو اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔

عمران اور سلیمان سیڑھیاں اتر کر کار میں بیٹھے اور بلیک زیرو نے کار آگے بڑھا دی۔ اور پھر عمران نے قاتل مکھیوں کے اس حملے کی جب تفصیلات بلیک زیرو کو بتائیں تو خوف سے بلیک زیرو کے سر کے بال کھڑے ہو گئے۔

"خدا کی پناہ عمران صاحب یہ تو لیس قسمت تھی کہ آپ شاور کے نیچے پہنچ گئے ورنہ۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے ان مکھیوں کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہوا ہے۔ یہ مکھیاں وسطی افریقہ کی دلدلوں کے گرد پائی جاتی ہیں اور آدم خور مکھیوں کے نام سے پہچانی جاتی ہیں۔ ایک مخصوص بوٹی کی خوشبو پر دیوانی ہو کر لپکتی ہیں جب کہ ایک اور بوٹی کی خوشبو سے دور بھاگتی ہیں۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان مکھیوں کو باقاعدہ سدھایا جا سکتا ہے۔ اور جانوروں کی طرح یہ مخصوص سیٹی کی آواز پر کسی پر حملہ آور ہو جاتی ہیں اور مخصوص سیٹی پر واپس لوٹ آتی ہیں۔ وسطی افریقہ کے پجاری انہیں باقاعدہ پلتے ہیں۔ جو نیا شخص ان میں پھنس جائے۔ وہ بیچارہ ان سے جان بچانے کے لئے دلدل میں چھلانگ لگا دیتا ہے اور پھر مکھیاں تو اُسے چھوڑ جاتی ہیں لیکن دلدل اُسے نگل لیتی ہے۔ صرف پانی سے خوفزدہ ہوتی ہیں۔ لیکن یہ کئی کئی دن اس پانی کے گرد چکراتی رہتی ہیں اور جیسے ہی آدمی باہر نکلے۔ اُسے پھر دبوچ لیتی ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ مگر آپ پر یہ حملہ ہوا کیسے۔ آج کل تو ہمارے پاس کوئی کیس بھی نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیس بنتے دیر لگتی ہے۔ بہرحال میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے۔ میرے فلیٹ میں وہ خوشبو لگائی گئی ہے۔ اس لئے مکھیاں یہاں حملہ آور ہوئی ہیں۔ یا پھر میرے جسم کو وہ خوشبو لگا دی گئی تھی۔ بہرحال کچھ نہ کچھ ہوا ضرور ہے۔ بس یوں سمجھو کہ زندگی میں پہلی بار مجھے موت کا یقین آ گیا تھا۔ کسی بھی وقت ٹینکی کا پانی ختم ہو جاتا تو پھر ان مکھیوں سے بچنا ناممکن ہو جاتا۔ اور اگر مکھیوں کو مخصوص سیٹی بجا کر واپس نہ بلایا جاتا

تو یہ ایک ہفتہ بھی جان نہ چھوڑتیں۔" ——— عمران نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل میں پہنچ گئے۔ سلیمان کو ایک کمرے میں آرام کرنے کا کہہ کر وہ دونوں آپریشن روم میں آ بیٹھے اور عمران نے ٹیلی فون اپنی طرف گھسیٹا اور پھر اس کا ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ مل گیا۔

"ڈاکٹر ظفر یاسین" ——— دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز گونجی۔

"عمران بول رہا ہوں ڈالدار صاحب" ——— عمران نے لفظ ڈاکٹر کو خالص دیہاتی لہجے میں ادا کرتے ہوئے کہا۔

"ارے عمران صاحب خیریت اور آپ اس وقت ہماری یاد کیسے آ گئی" ——— دوسری طرف سے بولنے والے نے چہکتے ہوئے کہا۔

"ڈاکدار صاحب خیریت اور آپ دونوں متضاد چیزیں ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او ہو کیا ہو گیا کہیں مرض عشق تو نہیں ہو گیا" ——— ڈاکٹر ظفر یاسین نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ نے کون سی یونیورسٹی سے ڈگری لی ہے۔ مجھے اس یونیورسٹی پر دعویٰ کرنا پڑے گا۔ کہ اس نے آپ جیسے ڈاکٹروں کو ڈگریاں دے کر مریضانِ عشق سے مذاق کیا ہے۔ بھلے آدمی مرض عشق ہو جاتا تو تمہیں ٹیلی فون کرنے کی بجائے پاگل خانے کے نمبر ڈائل کرتا" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ڈاکٹر کا

چھت پھاڑ قہقہہ سنائی دیا۔

"پھر آخر ہوا کیا" ——— ڈاکٹر نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"سینہ ——— جگر ——— دل ——— پھیپھڑے ——— کلیجی ——— آنتیں ——— معدہ ——— اور وہ گندی سی چیز وہ ——— کیا کہتے ہیں" ——— عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مثانہ" ——— ڈاکٹر نے تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

"ارے شرم نہیں آتی گندی باتیں کرتے ہوئے۔ بہرحال یہ سب کچھ غائب ہو جائے تو کیا بچتا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ڈھانچہ" ——— ڈاکٹر ظفر یاسین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ تم واقعی قابل آدمی ہو۔ اس کا مطلب ہے تمہیں کسی مردہ خانے میں لاشیں ڈھونے کی نوکری مل سکتی ہے" ——— عمران نے ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"اب مطلب کیا ہے تمہارا۔ تمہیں پتہ ہے رات کے ڈھائی بجے ہیں" ——— ڈاکٹر ظفر یاسین نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"صرف میرے لئے نہیں تمہارے لئے بھی ڈھائی ہی بجے ہوں گے۔ اچھا سنو مجھے دو ڈھانچے فوری طور پر چاہئیں۔ میں اس کے لئے زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ دے سکتا ہوں" ——— عمران نے یکدم سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"دو ڈھانچے ——— کیا مطلب کیا کرو گے ڈھانچوں کا" ——— ڈاکٹر ظفر یاسین نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ڈھینچوں ڈھینچوں کردوں گا۔ تم بتاؤ ڈھانچے مہیا کر سکتے ہو یا نہیں"۔ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"بھئی ناراض کیوں ہوتے ہو میں لیبارٹری سے نکلوا کر دے دیتا ہوں مگر ملیں گے کب"۔ ــــ ڈاکٹر ظفر یاسین نے کہا۔

"کل کسی وقت واپس بھجوا دوں گا"۔ ــــ عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کے پھر کہاں بھیجوں"۔ ــــ ڈاکٹر ظفر یاسین نے پوچھا۔

"میرا آدمی تھوڑی دیر میں تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ بائی بائی"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ڈھانچوں کا کیا کریں گے عمران صاحب"۔ ــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"تم ایسا کرو کہ سنٹرل ہسپتال جا کر ڈاکٹر ظفر یاسین سے دو ڈھانچے لو اور پھر میرے فلیٹ جا کر ایک ڈھانچہ میرے بستر پر ڈال دینا اور دوسرا سلیمان کے بستر پر۔ مگر بیک ڈور سے یہ ساری کارروائی ہو گی"۔ ــــ عمران نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں سمجھ گیا آپ مجرموں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں"۔ ــــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے اب تمہیں اتنی عقل تو آ گئی۔ اللہ کرے گا کچھ دنوں بعد مکمل بھی آ جائے گی"۔ ــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار جھینپ گیا۔

"میرا حوالہ دے دینا اور جلدی آؤ۔ ابھی میں نے اور انتظامات

بھی کرنے ہیں"۔ ــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

بلیک زیرو کے جاتے ہی عمران اٹھ کر سیدھا لائبریری میں جا گھسا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک کتاب اور ایک فائل اٹھائے واپس آپریشن روم میں آ گیا۔ اس نے کتاب کھولی اور پھر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ یہ کتاب وسطی افریقہ کی ان آدم خور مکھیوں کے بارے میں تھی جن کے حملے کا شکار عمران اور سلیمان ہوا تھا۔ کتاب بے حد تفصیلی اور خاصی تحقیقی تھی۔ ان مکھیوں کے بارے میں ہر قسم کی معلومات اس کتاب میں موجود تھیں۔ عمران کتاب کے مطالعے میں ایسا غرق ہوا کہ اُسے وقت کا احساس تک نہ رہا۔ اور پھر جب بلیک زیرو آپریشن روم میں داخل ہوا تو عمران چونک پڑا۔

"ارے کیا ہوا ڈھانچے نہیں ملے"۔ ــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"مل گئے تھے۔ میں آپ کے فلیٹ میں پہنچا آیا ہوں"۔ ــــ بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا مجھے وقت کا احساس بھی نہیں ہوا"۔ ــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے کتاب میز پر رکھ دی اور فائل اٹھا کر کھول لی۔ فائل خاصی ضخیم تھی۔ اس نے پہلے تو سرسری انداز میں اس کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ لیکن پھر اس کی نگاہیں ایک کاغذ پر جم سی گئیں اور غور سے اُسے پڑھنے لگا۔ بلیک زیرو نے میز پر رکھی ہوئی کتاب اٹھائی اور اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔

"ریڈ میڈوسا ٹاپ سیکرٹ سروس" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے فائل اٹھا کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا سر" ——— بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"بلیک زیرو ہوشیار ہو جاؤ۔ مقابلہ سخت ہو گا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں" ——— بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"میرے ذہن میں ان مکھیوں کے بارے میں خلش موجود تھی۔ مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میں نے کہیں ان کے متعلق پڑھا ہے۔ کہ کسی مجرم تنظیم نے ایک بار پہلے بھی انہیں استعمال کیا تھا۔ اور سٹائل سے پتہ چلتا ہے کہ جیوش لینڈ کی ٹاپ سیکرٹ سروس کی ایک ذیلی تنظیم ریڈ میڈوسا ہے۔ جو دنیا کی سب سے خطرناک سیکرٹ سروس تنظیم سمجھی جاتی ہے وہ اکثر ان مکھیوں کا استعمال کرتی ہے" ——— عمران نے فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ ریڈ میڈوسا ہمارے ملک میں سرگرم کار ہو چکی ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں یہ فائل پڑھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے۔ اور ان کا پہلا حملہ مجھ پر ہوا ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"مگر ہمارے تمام ممبرز سوائے جولیا کے لیبارٹری کی حفاظت پر مامور ہیں۔ کیا انہیں وہاں سے ہٹا لیا جائے" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ابھی نہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو ایسا بھی ہو جائے گا" ———

عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر ایک نمبر گھمائے، تھوڑی دیر بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"پولیس ایمرجنسی سنٹر" ——— دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو چیف آف سیکرٹ سروس" ——— عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر فرمائیے" ——— دوسری طرف سے بولنے والا یکدم بوکھلا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے جواب دینے کے ساتھ ساتھ اس نے بے اختیار کھڑے ہو کر سلام بھی کیا ہو۔

"کنگ روڈ کو کونسا تھانہ لگتا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"کنگ روڈ پولیس اسٹیشن جناب" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تو پھر اس کے انچارج کو اچھی طرح ایک پلان سمجھا دو۔ اسے ہر قیمت پر اس پر عمل کرنا ہے۔ اور یہ بات ٹاپ سیکرٹ ہے سمجھے" ——— عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— میں سمجھتا ہوں۔ فرمائیے۔ حکم کی تعمیل ہو گی" ——— انچارج ایمرجنسی سنٹر نے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ۲۰۰ پر صبح آٹھ بجے پولیس فورس لے کر پہنچو۔ اس کے دروازے بند ہوں گے۔ وہ دروازہ توڑ کر پولیس اندر داخل ہو گی۔ وہاں دو کمروں میں بستروں پر انسانی ڈھانچے پڑے ہوں گے۔ پولیس فورس نے ایمبولینس طلب کرنی ہے۔ ان ڈھانچوں کو ایمبولینس

پر اٹھا کر ہسپتال پہنچانا ہے۔ اور اس واقعے کی اچھی خاصی پبلسٹی کرنی ہے۔ تاکہ وہاں لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو جائے۔ اور پھر پریس میں بھی دے دینا کہ ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا لڑکا علی عمران اور اس کا باورچی سلیمان رات کو اچھے بھلے سوئے۔ فلیٹ کے دروازے بند تھے۔ صبح ہمسایوں کے فون کرنے پر جب پولیس دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئی۔ وہاں بستروں پر ان کے ڈھانچے موجود تھے۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا ہے۔ اور مصروفِ تفتیش ہے" ——

عمران نے تمام واقعے کے ساتھ ساتھ پریس نوٹ بھی بتا دیا۔

"ٹھیک ہے جناب میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں یقیناً ایسا ہی ہوگا" —— انچارج نے جواب دیا۔

"اوکے" ——

عمران نے جواب دیا اور پھر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تم سر سلطان کو فون کر کے سب کچھ بتا دینا تاکہ وہ اس خبر کو سن کر گھبرا نہ جائیں میرے گھر بھی وہ خود ہی اطلاع کر دیں گے" ——

عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں اب رانا ہاؤس جا رہا ہوں۔ ضرورت پڑے تو مجھ سے وہیں رابطہ قائم کر لینا۔ سلیمان ابھی یہیں رہے گا۔ وہ مجرموں کی نظروں میں آ چکا ہے۔ اس لئے فی الحال اس کا باہر نکلنا ٹھیک نہ ہوگا" ——

عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر میرے لئے کیا حکم ہے" —— بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"تم اپنا کام کیئے جاؤ۔ میں نے ابھی کوئی واضح پلان نہیں بنایا" عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔
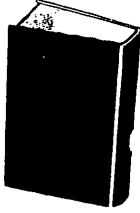
مُصوّر لڑکی پہاڑیوں پر مختلف جگہوں پر ایزل لگا کر تصویریں بناتی رہی۔ اور تقریباً اس نے ہر پہاڑی کی مختلف جگہوں پر لوکیشن منتخب کی تھی۔ اور ان پہاڑیوں پر دو گھنٹے گزار دیئے تھے۔

دو گھنٹوں کے بعد انہوں نے اپنا سامان سمیٹا اور پھر سڑک کے کنارے کھڑی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ لڑکی آگے تھی جب کہ وہ خادم بیگ اٹھائے اس کے پیچھے تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل بدستور بھیڑیں چرانے میں مصروف تھے۔ انہیں سامان سمیٹتے دیکھ کر صفدر نے کچھ بھیڑوں کو سڑک کی طرف ہانک دیا تھا۔ چنانچہ جس وقت وہ دونوں کار میں بیٹھ رہے تھے صفدر وہاں سے بھیڑوں کو ہانکتا پھر رہا تھا۔ اور پھر اس کے دیکھتے دیکھتے کار مڑی اور تیزی سے مرکزی شہر کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

صفدر نے فوراً ہی اپنے کرتے کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا چپٹا ڈبہ نکال کر اس نے اس کے کونے میں موجود سفید رنگ

کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ڈبے میں سے زائیں زائیں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو مشن پوائنٹ کالنگ اوور" ——— صفدر نے بار بار یہی فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

"یس مشن پوائنٹ نمبر ون اوور" ——— چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"ابھی ابھی ایک سیاہ رنگ کی کار رجسٹریشن نمبر ایم۔ وائی ڈبل سکس تھری زیرو ون مشن پوائنٹ سے تمہاری طرف آرہی ہے۔ اس میں پچھلی نشست پر ایک نوجوان لڑکی موجود ہے۔ اور کار کو ایک گھٹے ہوئے جسم کا نوجوان چلا رہا ہے۔ یہ لوگ بے حد مشکوک ہیں ان کی مکمل نگرانی ہونی ہے اوور" ——— صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ایسا ہی ہوگا اوور" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اس کی رپورٹ مشن پوائنٹ پر فریکونسی زیرو زیرو ڈبل ون پر بھی دینی ہے اوور" ——— صفدر نے کہا۔

"بہتر ہم ساتھ ساتھ بتاتے جائیں گے اوور" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہیئے۔ انہوں نے یہاں مشن پوائنٹ پر دو گھنٹے مصوری کی ہے۔ ہمیں شک ہے کہ یہ لوگ خاصے مشکوک ہیں اوور" ——— صفدر نے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں اوور" ——— دوسری طرف سے بااعتماد

لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ——— صفدر نے کہا اور پھر ڈبے کا بٹن دبا کر اس نے اُسے جیب میں ڈالا اور بھیڑوں کو ہنکاتا ہوا واپس کیپٹن شکیل کی طرف چل دیا جو بدستور اس پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔

"نگرانی کا کہہ دیا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں میں نے پوائنٹ ون کو مطلع کر دیا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس نگرانی کی مجھے واپس رپورٹ بھی کریں" ——— صفدر نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیوں" ——— کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی بڑی گڑبڑ ہے۔ میرا جی تو یہی چاہ رہا تھا کہ میں ان دونوں کو خود چیک کروں لیکن ایکسٹو کی اجازت کے بغیر چونکہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اپنا مشن کے لئے واپسی رپورٹ کا کہہ دیا ہے" ——— صفدر نے کہا۔

"ہوں تمہاری بات درست ہے۔ بہرحال دیکھو کیا ہوتا ہے ہوسکتا ہے کوئی عام لوگ ہوں" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"امید تو کم ہے بہرحال دیکھو" ——— صفدر نے جواب دیا۔

اور پھر تقریباً دس منٹ بعد صفدر کی جیب سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آوازیں ہوئیں اور صفدر نے پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ ڈبہ نما ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اسی ڈبے میں سے آ نکل رہی تھیں۔ اس نے بٹن دبا دیا۔

"پوائنٹ نمبر ون کالنگ اوور" ———

صفدر کے بٹن دباتے ہی انسانی آواز ڈبے میں سے نکلی۔

"یس مشن پوائنٹ اٹنڈنگ یو اوور" ـــــــ

صفدر نے جواب دیا۔

"آپ کی اطلاع کردہ کار ابھی تک پوائنٹ ون تک نہیں پہنچی۔ جس پر میں نے چیک کیا تو وہ کار ایگر روڈ کے پہلے چوراہے کے قریب ایک درخت کے نیچے کھڑی ملی۔ لیکن وہ بالکل خالی ہے۔ نہ ہی اس میں کوئی سامان ہے اور نہ ہی کوئی آدمی۔ اوور" ـــــــ

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ وہ چکر دے گئے ہیں اوور" ـــــــ

صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں میں نے انکوائری کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ لوگ کہاں گئے ہیں۔ لیکن اتفاق ہے کہ اس وقت وہاں کوئی ایسا آدمی موجود نہیں ہے جس نے انہیں کہیں جاتے دیکھا ہو اوور" ـــــ

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اس کا مطلب ہے اب ان کا پتہ لگانا ناممکن ہے اوور" ـــــ

صفدر نے کہا۔

"بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن آپ ان کے حلیئے بتائیں۔ میں شہر میں موجود تمام ایجنٹوں کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ کہیں نہ کہیں وہ ٹریس کر لئے جائیں گے اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور صفدر نے جواب میں ان دونوں کے حلیئے تفصیل سے بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے ـــــ مجھے یقین ہے کہ میں جلد ہی اس سلسلے میں

آپ کو واپس رپورٹ دوں گا اوور" ـــــ

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں انتظار کروں گا اوور اینڈ آل" ـــــ

صفدر نے کہا اور پھر بٹن دبا کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا۔ اب ان لوگوں کا ٹریس ہونا مشکل ہے۔ یہ کار بھی یقیناً چوری کی ہوگی اور ظاہر ہے جو اس انداز میں یہاں آ سکتے ہیں وہ میک اپ بھی تبدیل کر سکتے ہیں" ـــــ

صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ایکسٹو کو اس کی رپورٹ کر دینی چاہیئے۔ مجھے یہ معاملہ کچھ اپنی لائن کا لگتا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے" ـــــ صفدر نے اس کی تائید کی اور پھر ڈبے کو نکال کر اس کے پچھلے حصے کا ایک کونا دبا کر کھول دیا۔ اس پر ٹیلی فون ڈائل کی طرح ڈائل بنا ہوا تھا۔ صفدر نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ یہ جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا جو ٹرانسمیٹر کے ساتھ ساتھ وائرلیس ٹیلی فون کے طور پر بھی استعمال ہوتا تھا۔

"ایکسٹو" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز گونجی۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب مشن پوائنٹ سے" ـــــ

صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے" ـــــ ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا اور صفدر نے جواب میں اس جوڑے کے آنے۔ مصوری کرنے اور پھر

کار چھوڑ کر غائب ہو جانے تک کی تمام تفصیلات بتا دیں۔

"ہوں ـــــ میرا خیال ہے کام شروع ہو گیا ہے۔ بہرحال تم ہوشیار رہنا۔ یہاں آج رات کو عمران کے فلیٹ پر بھی خوف ناک حملہ کیا گیا ہے۔ اگر ملٹری سیکرٹ سروس کی طرف سے ان لوگوں کو ٹریس کرنے کی رپورٹ ملے تو مجھے اس کی اطلاع دینا" ـــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"بہتر جناب ویسے سر اگر کوئی مجرم تنظیم میدان میں آ گئی ہے تو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ہم مشن پوائنٹ سے واپس آ جائیں" ـــــ صفدر نے ڈرتے ڈرتے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے" ـــــ ایکسٹو نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب" ـــــ صفدر نے جھینپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بائی بائی" ـــــ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے ڈبا بند کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"میرا خیال ہے اب جلد ہی ہمیں بلا لیا جائے گا۔ عمران کے فلیٹ پر خوف ناک حملے کا مطلب ہے کہ مجرم خاصے خوف ناک ہیں۔ جنہوں نے براہِ راست ہاتھ ڈال دیا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اس کی تائید میں سر ہلا دیا۔

جولیا اپنے فلیٹ میں ایک آرام کرسی پر دراز ایک رسالے کی ورق گردانی میں مصروف تھی۔ چونکہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز لیبارٹری ڈیوٹی میں مصروف تھے اور ویسے سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس بھی نہیں تھا۔ اس لئے جولیا زیادہ تر اپنے فلیٹ تک ہی محدود رہتی تھی۔ اور فلیٹ میں رہتے ہوئے اس کا واحد شغل کتابیں اور رسالے پڑھنا ہوتا تھا۔

اس وقت بھی وہ ناشتے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک نئے رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی۔ رسالہ اتنا دلچسپ تھا کہ اُسے وقت کا احساس تک نہ ہوا تھا۔ کہ اچانک کال بیل کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑی۔ اس نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی اور پھر ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔ اُسے شاید اتنے زیادہ وقت گزر جانے پر حیرت ہو رہی تھی۔ کال بیل کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ اور اس نے کتاب میز پہ الٹا کر رکھی اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کون ہے" ـــــ جولیا نے دروازے کے قریب جا کر قدرے

سخت لہجے میں پوچھا ۔ اس کی عادت تھی کہ وہ بغیر تسلی کئے کبھی دروازہ نہ کھولتی تھی ۔

" آپ کا نام جولیانا فٹزواٹر ہے " ———

دروازے کی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری ۔ لہجہ مؤدبانہ تھا ۔

" ہاں کیوں " ——— جولیانے حیرت بھرے انداز میں پوچھا ۔

" میڈم میرا نام راشیل ہے ۔ میں نے یہ پوری بلڈنگ خریدی ہے ۔ اس طرح آپ کے اس فلیٹ کا اب میں مالک ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ آئندہ کرایہ داری کے سلسلے میں آپ سے براہِ راست گفتگو کروں اگر آپ چند لمحے عنایت کر دیں تو مہربانی ہوگی " ———

دروازے کی دوسری طرف سے کہا گیا ۔

جولیانے مخصوص ہول سے آنکھ لگا کر دیکھا تو اُسے ایک شخص سوٹ پہنے کھڑا دکھائی دیا ۔ اس کا قد خاصا لمبا تھا اس لئے اس کا چہرہ اس سوراخ سے نظر نہ آ رہا تھا لیکن اپنے لباس سے وہ خاصا شریف اور سنجیدہ آدمی نظر آتا تھا ۔ اس لئے جولیانے چٹخنی اتاری ۔ اور پھر دروازہ کھول دیا ۔ سامنے ایک خاصا قد آور نوجوان کھڑا تھا ۔ اس کے ہاتھ میں سیاہ چمڑے کا ایک بزنس بیگ موجود تھا ۔

" شکریہ میڈم میں آپ کا زیادہ وقت نہ لوں گا " ———

نوجوان نے بڑے خلیق لہجے میں کہا ۔

" تشریف لائیے " ——— جولیانے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور نوجوان بیگ تھامے بڑے باوقار انداز میں فلیٹ کے اندر داخل ہو گیا ۔ جولیانے دروازہ بند کر دیا ۔ لیکن چٹخنی نہ لگائی ۔ نوجوان ڈرائنگ روم

کے صوفے کے قریب کھڑا تھا ۔

" تشریف رکھیئے " ——— جولیانے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور نوجوان شکریہ ادا کرتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا ۔ جب کہ جولیا اس کے سامنے والے صوفے پر جم گئی ۔

" آپ نے کتنے میں یہ بلڈنگ خریدی ہے " ——— جولیانے بغور راشیل کو دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

" میڈم یہ میرا کاروباری راز ہے ۔ آپ پلیز اس سلسلے میں کچھ مت پوچھیں ۔ میں تو دراصل اس لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ میرے ساتھ نئے کرایہ داری کا اسٹامپ لکھ دیں " ——— نوجوان نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کے لاک کو کھولتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا ۔ لاک کھول کر اس نے بیگ کا ڈھکن اٹھایا اور دوسرے لمحے بیگ اس کے ہاتھ سے نکل کر پوری تیزی سے جولیا کے منہ پر پڑا ۔ بیگ اس انداز میں پھینکا گیا تھا کہ بیگ کے کھلے ہوئے حصے نے جولیا کے چہرے کو ڈھانپ لیا ۔ جولیانے اضطراری طور پر پیچھے ہٹ کر اپنے آپ کو بچانا چاہا مگر بے سود ۔ اس کے جسم نے ایک ہلکا سا جھٹکا کھایا ۔ اور وہ دھڑام سے صوفے پر گر پڑی ۔ بیگ نیچے فرش پر جا گرا ۔ جسے نوجوان نے جھپٹ کر اٹھایا اور پھر انتہائی پھرتی سے اس کا ڈھکن بند کر دیا ۔

جولیا بے حس و حرکت صوفے پر گری پڑی تھی ۔ بیگ کے اندر موجود انتہائی زود اثر گیس نے ایک لمحے میں جولیا کو دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا تھا ۔

نوجوان نے بیگ صوفے پر رکھا اور پھر اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پلاسٹک کی سرنج نکالی جس کی سوئی پر کیپ چڑھی ہوئی تھی ۔

اور سرنج میں سرخ رنگ کا سیال بھرا ہوا تھا۔ اس نے سوئی پر سے کیپ
اتاری۔ سرنج کے پچھلے حصے کی سل توڑی اور پھر اس نے سوئی جولیا کے
بازو میں گھونپ دی اور سرنج کے دستے کو انگوٹھے سے دبانا شروع
کر دیا۔ سرخ رنگ کا سیال تیزی سے جولیا کے بازو میں سرایت کرتا
چلا گیا۔ جب تمام سیال سرنج میں سے نکل کر جولیا کے بازو میں غائب
ہو گیا تو اس نے سرنج واپس جیب میں ڈال لی۔ اور تیزی سے دروازے
کی طرف بڑھ گیا لیکن سرنج کی سوئی اس کے کوٹ کی جیب کے کنارے
سے اٹک گئی اور اس کے تیزی سے مڑتے ہی پلاسٹک کی سرنج نیچے
فرش پر گری اور پھر پھسلتی ہوئی کرسی کے نیچے چلی گئی۔ چونکہ سرنج پلاسٹک
کی تھی اس لئے اس کے گرنے سے کوئی آواز پیدا نہ ہوئی اور نوجوان کو
اس کے گرنے کا احساس تک نہ ہوا۔ وہ دروازے کے پاس پہنچا اور
دروازہ کھول کر اس نے ہلکی سی سیٹی بجائی۔ دوسرے لمحے دو اور نوجوان
تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آ گئے۔

"کام ہو گیا" ——— ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"ہاں اسے جلدی سے اٹھا کر کار میں ڈالو۔ کہیں کوئی آ نہ جائے" ———
راشیل نے کہا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے
ساتھ ہی ایک لمبی سی کار کھڑی تھی۔ راشیل بڑی تیز نظروں سے
ادھر اُدھر کا جائزہ لے رہا تھا۔ گو سڑک پر خاصی ٹریفک تھی۔ لیکن ہر
اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں سیڑھیاں
اترتے آئے ان میں سے ایک نے کپڑے کا ایک بڑا سا بنڈل کاندھے
پر اٹھایا ہوا تھا۔ یہ بنڈل ایسا تھا جیسے کپڑوں کو لپیٹ کر ڈرائی کلینرز

کے پاس لے جایا جا رہا ہو۔ راشیل نے انہیں نیچے اترتے دیکھ کر پھرتی
سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ان دونوں نے انتہائی پھرتی سے بنڈل
دونوں سیٹوں کے درمیان گھسیڑ دیا اور پھر وہ سب انتہائی تیزی سے
کار میں سوار ہو گئے۔ وہ دونوں پچھلی نشست پر تھے کہ راشیل نے ڈرائیونگ
سیٹ سنبھالی تھی۔ کار ایک جھٹکا کر آگے بڑھی اور پھر سڑک پر چلتی ہوئی
ٹریفک میں شامل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

"لڑکی کے منہ سے کپڑا ہٹا دو۔ کہیں یہ ہوا نہ ملنے سے مر ہی نہ جائے"۔
راشیل نے مڑے بغیر کہا اور پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے ایک نوجوان
نے جھک کر پھرتی سے بنڈل کو ایک طرف سے کھولا۔ اب جولیا جو کپڑے
میں بنڈل کے سے انداز میں بندھی ہوئی تھی کا چہرہ کھل گیا۔ راشیل
نے کار مختلف سڑکوں پر گھمائی۔ اس کی تیز نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی
تھیں۔ لیکن اسے کوئی کار بھی اپنے تعاقب میں نظر نہ آئی۔ تو اس نے
اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کار مضافاتی کالونی کی طرف
دوڑا دی مضافاتی کالونی میں داخل ہو کر اس نے ایک کوٹھی کے گیٹ پر
کار روکی اور پھر مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا۔ دوسرے لمحے کوٹھی
کا پھاٹک کھلتا چلا گیا۔ اور راشیل کار اندر لیتا چلا گیا۔ کوٹھی کے اندر
ایک بھی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوٹھی بالکل ویران پڑی
ہوئی ہو۔

"لڑکی کو کار سے نکال کر سامنے برآمدے میں ڈال دو" ———
راشیل نے پیچھے بیٹھے ہوئے افراد سے کہا اور وہ دونوں پھرتی
سے کار سے باہر آ گئے۔ ان میں سے ایک نے جھک کر جولیا کو باہر

گھسیٹا اور پھر اُسے اٹھا کر سامنے برآمدے کے فرش پر لٹا دیا۔

جولیا کو برآمدے میں لٹا کر وہ واپس مڑے اور دوبارہ کار میں سوار ہو گئے۔ راشیل نے کار تیزی سے بیک کی اور چند لمحوں بعد وہ پھاٹک کراس کرتی ہوئی باہر سڑک پر پہنچ کر مڑی اور نظروں سے غائب ہو گئی۔ پھاٹک خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد ایک بار پھر پھاٹک کے بیرونی طرف کار کا ہارن مخصوص انداز میں بجتا ہوا سنائی دیا اور پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا اور ایک سیاہ رنگ کی لمبی سی کار تیزی سے چلتی ہوئی پورچ میں آ کر رکی۔

"سامنے برآمدے میں پڑی ہوئی لڑکی کو اٹھا کر کار میں ڈالو"۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے بلڈاگ نما شخص نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور کار کا پچھلا دروازہ کھلا اور ایک گوریلا نما آدمی باہر اتر آیا۔ وہ تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھا اس نے برآمدے کے فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی جولیا کو اٹھایا اور تیزی سے کار کی پچھلی نشستوں کے درمیان ڈال کر خود بھی کار میں سوار ہو گیا۔ کار تیزی سے بیک ہوئی اور پھاٹک کراس کر کے سڑک پر آ گئی۔ اب وہ ٹریفک میں شامل ہو کر تیزی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی اور جب ڈرائیور کو اطمینان ہو گیا کہ کوئی اس کا تعاقب نہیں کر رہا تو اس نے کار ایک بڑی سی بلڈنگ کے احاطے میں روک دی یہاں بے شمار کاریں کھڑی تھیں۔ یہ شاید مین پارکنگ پلاٹ تھا۔ کار ایک خالی جگہ پر روک کر ڈرائیور نے چابی اگنیشن میں ہی چھوڑی اور پھر نیچے اتر آیا۔ پچھلی نشست پر موجود آدمی بھی نیچے اترا اور اس نے دروازہ بند

کر دیا۔ اور پھر وہ دونوں مڑے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے بڑھ کر سڑک پر آ گئے۔ اور چند قدم آگے چلنے کے بعد انہوں نے ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ دے کر روکا۔ اور چند لمحوں بعد ٹیکسی انہیں اٹھائے آگے بڑھتی چلی گئی۔

ان کے جانے کے دس منٹ بعد عمارت کے کمپاؤنڈ میں ایک خوب صورت سا نوجوان داخل ہوا۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اس سیاہ رنگ کی کار کے قریب آیا جس کی پچھلی نشستوں کے درمیان جولیا بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ اس نے ایک نظر جولیا پر ڈالی اور پھر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار کا انجن جاگ اٹھا۔ اور کار تیزی سے آگے بڑھی اور عمارت کے گیٹ سے باہر نکل کر سڑک پر آ گئی۔

نوجوان اطمینان سے کار چلاتا رہا۔ البتہ اس کی نظریں بھی بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد آخر کار اس کی کار گل دین کالونی میں داخل ہو گئی۔

گل دین کالونی کے تقریباً آخر میں ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر کار رکی اور نوجوان نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا۔ دوسرے لمحے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

"مچھلی آ گئی ہے" ـــــــ کار میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے آنے والے کو کہا۔

"کون سی مچھلی ہے" ـــــــ آنے والے نے پوچھا۔

"جو صرف تلی جا سکتی ہے" ـــــــ کار والے نے جواب دیا۔

"ہمیں ایسی مچھلی نہیں چاہیئے تم جا سکتے ہو"۔۔۔ آنے والے نے بڑے روکھے سے لہجے میں جواب دیا اور پھر مڑ کر پھاٹک کے اندر غائب ہو گیا۔

نوجوان نے کار بیک کی اور پھر سڑک پر کار دوڑانے لگا۔ تقریباً پانچ منٹ تک مختلف سڑکوں پر کار دوڑانے کے بعد وہ ایک بار پھر اُسی کوٹھی کے سامنے جا کر رکا اور اس نے مخصوص انداز میں ہارن دیا۔

وہی نوجوان باہر آیا۔

"تم پھر آ گئے ہو"۔۔۔ آنے والے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس بار مچھلی کی بجائے جھینگا لے کر آیا ہوں"۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں پھاٹک کھولتا ہوں"۔۔۔ آنے والے نے کہا اور ایک بار پھر پھاٹک کے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور نوجوان کار اندر لیتا چلا گیا۔ وسیع و عریض کوٹھی کے بڑے سے پورچ میں جا کر اس نے کار روک دی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پچھلی نشستوں کے درمیان پڑی ہوئی جولیا کو گھسیٹ کر کاندھے پر اٹھایا۔ اور برآمدے کے درمیان میں موجود گیلری کراس کرتا ہوا آخری کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر دروازے کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرہ کسی لفٹ کی طرح تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ اور پھر کمرے کی حرکت ایک جھٹکے سے رک گئی تو نوجوان نے دروازہ کھولا اور اسی طرح کی ایک راہداری میں نکل آیا۔ راہداری کے مشرقی کونے میں ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اور پھر کمرے کے

درمیان میں پڑی ہوئی ایک لوہے کی کرسی پر اس نے جولیا کو بٹھا کر کرسی کے پائے کے اندرونی حصے میں پیر سے ٹھوکر ماری اور دوسرے لمحے کرسی کے بازوؤں اور پیروں میں سے لوہے کے کڑے سے نکل کر جولیا کی ٹانگوں اور بازوؤں کے گرد گھوم گئے۔ اب جولیا اس کرسی پر پوری طرح جکڑی گئی تھی۔

نوجوان نے ایک طویل سانس لیا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے سے باہر نکل کر نوجوان نے دروازے کو بند کر کے دہلیز پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ اور ایک بار پھر اُسی لفٹ نما کمرے میں پہنچ کر اوپر والی گیلری میں آ گیا۔ گیلری کے شمالی کونے میں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کے دروازے کے باہر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

نوجوان نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"یس کم ان"۔۔۔ دروازے کے ساتھ نصب مائیک سے آواز ابھری اور سرخ بلب بجھ گیا۔ نوجوان نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا۔

"شکار بلیو روم میں پہنچ گیا ہے باس"۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی نشانی تو نہیں چھوڑ آئے"۔۔۔ باس نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"نو۔۔۔ باس ہر بات اوکے رہی ہے"۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"او۔کے ___ تم جا سکتے ہو" ___ باس نے کہا اور نوجوان کے باہر جانے کے بعد اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"مادام میں زارس بول رہا ہوں۔ مس جولیانا بلیو روم میں پہنچ چکی ہے" ___ ادھیڑ عمر نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے ___ کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی" ___ دوسری طرف سے مادام فیونا کی آواز سنائی دی۔

"نو ___ میڈم ہم نے انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے" ___ زارس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں اس سے معلومات حاصل کرتی ہوں اس کے بعد تم سے بات کروں گی" ___ مادام نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ زارس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے انٹرکام کا ریسیور رکھ دیا۔

عمران نے رانا ہاؤس پہنچ کر جب کال بیل بجائی تو دوسرے لمحے پھاٹک کے ساتھ نصب مائیک سے جوزف کی آواز ابھری۔

"اس وقت کون آٹپکا ہے" ___ جوزف کی آواز خاص غصیلی تھی۔

"اے۔ او شب تار کے نیچے پھاٹک کھولو کوئی سپاہی آ نکلا تو آوارہ گردی میں میرا چالان کر دے گا" ___ عمران نے لہجے کو کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ___ ابھی آیا باس" ___ جوزف کی قلقاری سنائی دی اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ اٹھی۔

"پانچ منٹ بعد پھاٹک کھلا اور جوزف اپنے مخصوص لباس میں کھڑا نظر آیا۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پوری طرح جاق و چوبند ہو۔

"تم جاگ رہے تھے جوزف میں تو سمجھا تھا کہ شاید رات بھر مجھے پھاٹک پر ہی کھڑا رہنا ہو گا" ___
عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"باس تمہاری عدم موجودگی میں مجھے بھلا نیند آسکتی ہے"۔۔۔۔۔
جوزف نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا اور پھر پھاٹک بند کر کے وہ عمران کے پیچھے چل پڑا۔ جب عمران کمرے میں پہنچا تو جوزف کی نگاہ پہلی بار اس کے بری طرح سوجے ہوئے چہرے پر پڑی۔

"ارے باس تمہارا چہرہ"۔۔۔۔۔ جوزف کے لہجے سے حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کا عنصر نمایاں تھا۔

"وسطی افریقہ کی پیلی مکھیوں کے بارے میں جانتے ہو"۔۔۔۔۔
عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وسطی افریقہ کی پیلی مکھیاں یعنی کوباکی "موت کے دیوتا کی کنیزیں"۔۔۔۔۔
جوزف کا رنگ یکدم زرد پڑ گیا۔

"ہاں انہی مکھیوں نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور جوزف یوں آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھنے لگا جیسے عمران کی بجائے وہاں کوئی بھوت بیٹھا ہوا ہو۔

"کوباکی مکھیوں نے حملہ کیا اور باس تم زندہ ہو یہ ناممکن ہے باس۔ کوباکی کے حملے سے کوئی نہیں بچ سکتا"۔۔۔۔۔ جوزف نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے انہیں تمہارا نام بتا دیا تھا۔ بس تمہارا نام سنتے ہی چھوڑ کر بھاگ گئیں"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"میرا نام کوباکی کو بتا دیا۔ اوہ گاڈ اب میں کیا کروں۔ کوباکی کو میرا نام کا پتہ چل گیا باس تم مجھے اپنے ہاتھ سے گولی مار دیتے مگر یہ ظلم نہ کرتے۔
جوزف نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ گھٹنوں کے بل زمین پر

گرتا چلا گیا۔ خوف کی شدت سے اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔
"ارے سنو تو سہی جب میں نے کوباکی کو تمہارا نام بتایا اور یہ بھی بتایا کہ میں جوزف دی گریٹ کا باس ہوں۔ تو کوباکی ڈر گئیں۔ وہ سب اپنا ماتھا پیٹنے لگیں کہ ہم سے کیا غلطی ہو گئی کہ ہم نے افریقہ کے شہزادے کے باس پر حملہ کر دیا۔ پھر ان سب نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ اب وہ کسی پر حملہ نہ کریں گی اور سیدھی افریقہ چلی جائیں گی"۔۔۔۔۔
عمران نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ کوباکی نے یہ کہا۔ کلکانی دیوتا نے ضرور انہیں میری سفارش کر دی ہو گی۔ دیکھا باس میری اہمیت۔ کوباکی مجھ سے ڈر گئیں۔ واہ واہ جوزف دی گریٹ کے باس پر کوباکی حملہ کریں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں کلکانی دیوتا سے ان کی شکایت کروں گا"۔۔۔۔۔
جوزف کا ذہن یکدم بدل گیا۔ چہرے سے خوف کے تاثرات مٹ کر فخر و غرور کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے یوں سینہ پھلا لیا جیسے کوئی معرکہ فتح کر کے آیا ہو۔

"اچھا میں تھوڑی سی نیند لے لوں"۔ صبح بہت کام کرنے ہیں۔ تم اب جا کر کلکانی دیوتا کی تعریف میں قصیدے پڑھو"۔۔۔۔۔
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور جوزف سر جھکا کر واپس مڑ گیا۔
عمران نے لباس بدلا اور پھر بستر پر لیٹ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ گہری نیند میں غرق ہو چکا تھا۔

"باس اٹھو دن نکل آیا ہے"۔۔۔۔۔ جوزف کی آواز عمران کے کانوں میں پڑی اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

"اوہ واقعی خاصا دن نکل آیا ہے" ——— عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جب غسل خانے سے نہا دھو کر اور لباس بدل کر باہر آیا تو جوزف نے کسی سگھڑ بیوی کی طرح میز پر ناشتہ چن دیا تھا۔

"واہ واہ ——— تمہاری جیسی بیوی جسے ملے وہ اپنی قسمت پر رشک کیوں نہ کرے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف جھینپ کر رہ گیا۔

ناشتہ سے فارغ ہو کر عمران نے میک اپ کا سامان نکالا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے چہرے کی مرمت میں مصروف ہو گئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب عمران نے سامان سمیٹ کر الماری میں رکھا تو جوزف اس کی شکل دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس کے چہرے سے قطعی محسوس نہ ہو رہا تھا کہ کبھی کسی مکھی نے اس پر حملہ کیا ہو۔ عمران نے اپنی شکل بدل لی تھی۔ اور بالوں کا رنگ بھی سنہرا کر دیا تھا۔ اب وہ ایک سمارٹ سا کھلاڑی معلوم ہو رہا تھا۔

"آؤ جوزف آج تمہیں شہر کی سیر کرا لاؤں" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تھینک یو باس ——— میں بھی یہاں بیٹھے بیٹھے تنگ آ گیا ہوں" جوزف نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں پہلوؤں میں ریوالور لٹکائے عمران کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔

عمران نے گیراج سے سرخ رنگ کی سپورٹس کار نکالی اور پھر چند لمحوں بعد کار رانا ہاؤس سے نکل کر باہر سڑک پر آ گئی۔ ڈرائیونگ

سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا۔

"میرے فلیٹ کی طرف چلو" ——— عمران نے کہا اور جوزف نے کار کنگ روڈ کی طرف موڑ دی۔

کنگ روڈ پر پہنچ کر عمران نے جوزف کو کار فلیٹ سے کافی دور روکنے کے لئے کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو" ——— عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوزف کو کار میں ہی چھوڑ کر فٹ پاتھ پر پیدل چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

جب وہ اپنے فلیٹ کے قریب پہنچا تو اس نے وہاں لوگوں کا بے پناہ ہجوم دیکھا۔ پولیس کی گاڑیاں فلیٹ کے ارد گرد کھڑی تھیں۔ اور ایک ایمبولینس بھی وہاں موجود تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اس کی ہدایات پر صحیح طریقے سے عمل ہو رہا ہے وہ ہجوم سے ذرا ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اور تیز نظروں سے لوگوں کا جائزہ لینے لگا۔ ابھی اسے وہاں کھڑے ہوئے چند لمحے ہی ہوئے تھے کہ اس کی نظریں مادام فیونا پر جم گئیں جو فٹ پاتھ پر پیدل چلتی ہوئی فلیٹ کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ عمران کی تیز نظریں اس کا جائزہ لیتی رہیں۔ مادام فیونا ہجوم کے پاس آ کر رکی اور پھر اس نے ایک نوجوان سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ عمران قریب کھڑا سنتا رہا۔ مادام فیونا نے اچٹتی ہوئی نظریں عمران پر بھی ڈالیں لیکن اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک نہ ابھری۔ عمران اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتا رہا۔ مادام فیونا کے چہرے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ڈھانچوں کے متعلق سن کر اسے خاصا اطمینان ہوا ہو۔ اور

عمران کے ذہن میں مادام فیونا کی فلیٹ میں اچانک آمد کا منظر گھوم گیا۔ اس کی چھٹی حس نے الارم دینا شروع کر دیا کہ مکھیوں کے اس حملے سے مادام فیونا کا کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہو گا۔

پھر جب مادام فیونا پوچھ گچھ کر کے آگے بڑھ گئی تو عمران بھی ایک مناسب فاصلہ دے کر اس کے پیچھے چلنے لگا۔ مگر تھوڑی دور آگے جا کر جب مادام فیونا نے ایک خالی ٹیکسی روکی تو عمران نے اپنے قدم تیز کر دیئے۔ اور جب وہ ٹیکسی کے قریب سے گزرا تو اُسے مادام فیونا کی آواز سنائی دے گئی وہ ڈرائیور کو ہوٹل الاسکا چلنے کا کہہ رہی تھی۔

عمران بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ جب ٹیکسی مڑ کر خاصی دور چلی گئی تو عمران تیزی سے مڑا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا وہ اس جگہ پہنچا۔ جہاں جوزف کار سے ٹیک لگائے بڑے مطمئن انداز میں کھڑا ہوا تھا۔

"پیچھے بیٹھو" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ جوزف پچھلی نشست پر سوار ہوا تو عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ اور پھر اس کی سپورٹس کار تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ عمران کو معلوم تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور کرایہ بڑھانے کے لئے ہوٹل الاسکا پہنچنے کے لئے طویل راستہ منتخب کیا ہو گا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ وہ اس ٹیکسی سے پہلے ہی ہوٹل الاسکا پہنچ جائے گا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد جب اس نے کار ہوٹل الاسکا کے کمپاؤنڈ میں موڑی تو کمپاؤنڈ فارغ پڑا ہوا تھا۔ وہاں کوئی ٹیکسی نظر نہ آ رہی تھی۔

"تم کار میں ہی رہو" ـــــ عمران نے جوزف سے کہا اور تیز تیز

قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہوٹل کا ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ اکا دکا میزوں پر کچھ لوگ بیٹھے پینے پلانے میں مصروف نظر آ رہے تھے۔

عمران نے ایک ایسی میز منتخب کی جس پر بیٹھ کر وہ ہال میں داخل ہونے والوں کو تو آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ لیکن آنے والے کی نگاہیں اس طرف کم ہی اٹھ سکتی تھیں۔

"ویٹر کو ٹالنے کے لئے اس نے چائے منگوا لی" اور جب ویٹر نے چائے کے برتن اس کی میز پر رکھے اُسی لمحے اس نے مادام فیونا کو مین گیٹ میں داخل ہوتے دیکھا۔ اس نے ایک سرسری سی نظر ہال پر ڈالی۔ اور پھر سیدھی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔ کاؤنٹر مین نے ایک چابی اس کے حوالے کر دی۔ اور وہ چابی لئے سیدھی لفٹ کی طرف بڑھتی چلی آئی۔

عمران چونکہ لفٹ کے قریب ہی بیٹھا تھا اس لئے جب مادام فیونا ہاتھ میں چابی سنبھالے لفٹ میں داخل ہوئی تو عمران کو چابی کے ساتھ منسلک ٹوکن پر بارہ کا ہندسہ نظر آ گیا۔ چونکہ ٹوکن گہرے زرد رنگ کا تھا۔ اس لئے عمران سمجھ گیا کہ یہ آٹھویں منزل کا ٹوکن ہے۔ اُسے اس ہوٹل کے طریقہ کار کا اچھی طرح علم تھا۔ یہاں ہر منزل کے لئے علیحدہ علیحدہ رنگوں کے ٹوکن رکھے جاتے تھے۔

لفٹ مادام فیونا کو لے کر اوپر چلی گئی۔ لیکن عمران اطمینان سے بیٹھا چائے پیتا رہا۔ جب لفٹ واپس آ کر دوبارہ اوپر گئی تو عمران نے ویٹر کو بلا کر بل ادا کیا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا دوسری لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آٹھویں منزل" ——— عمران نے لفٹ بوائے سے مخاطب ہو کر کہا اور لفٹ بوائے نے ادب سے سر ہلا کر آٹھویں منزل کا بٹن دبا دیا۔ آٹھویں منزل پر پہنچتے ہی لفٹ رکی اور اس کا دروازہ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ عمران بڑے اطمینان سے راہداری میں چلتا گیا۔ بارہ نمبر کمرے کا دروازہ بند تھا۔ راہداری میں ایک ویٹر بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور کچھ دوسرے لوگ بھی آ جا رہے تھے۔ اس لئے عمران بارہ نمبر کمرے کے سامنے سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر اس کے قدم بارہ سے آگے والے کمرے کے دروازے پر رک گئے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اور اس پر "نو ڈسٹربنس"، کا بورڈ لٹک رہا تھا۔ عمران نے بورڈ کو پلٹ دیا اور پھر دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ دو تین دستکوں کے بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔

"بورڈ نظر نہیں آتا تمہیں" ——— دروازہ کھولنے والے نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ ایک غیر ملکی نوجوان تھا جس نے صرف نیکر پہن رکھی تھی۔ اس کی آنکھیں سوجی ہوئی سی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ شاید سوتے سے اٹھ کر آیا تھا۔ اس لئے بری طرح جھنجھلایا ہوا تھا۔

"مسٹر مائیکل" ——— عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا اور یوں قدم آگے بڑھا دیئے جیسے وہ مائیکل کا پرانا شناسا ہو۔

"کون مائیکل" ——— عمران کے زبردستی آگے بڑھنے کی وجہ سے غیر ملکی نے مجبوراً پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"چلو مائیکل نہ سہی سائیکل ہی سہی۔ لیکن تمہارے ٹائر ٹیوب کس نے اتار لئے ہیں" ——— عمران نے کمرے کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ یو شٹ اپ" ——— غیر ملکی نے اسے یوں زبردستی اندر داخل ہوتے دیکھ کر جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور غیر ملکی کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا اور غیر ملکی لہراتا ہوا فرش پر بچھے ہوئے قالین پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ وہ مخصوص انداز میں ماری گئی ایک ہی ضرب سے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو چکا تھا عمران نے بڑے اطمینان سے اپنی پشت پر دروازہ بند کر کے اس کی چٹخنی چڑھائی۔ اور پھر فرش پر پڑے ہوئے غیر ملکی کی نبض چیک کرنے لگا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ غیر ملکی کی نبض بتا رہی تھی کہ کم از کم آدھے گھنٹے تک اس کے ہوش میں آنے کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ اس کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد عمران نے درمیانی دیوار کا جائزہ لیا اور پھر اس کی نظریں چھت کے قریب بنے ہوئے ایک چھوٹے سے روشندان پر جم گئیں۔ یہ روشندان دونوں کمروں میں کھلتا تھا۔ مگر اس کی بلندی خاصی تھی۔ مگر اتنی بھی نہیں تھی کہ عمران وہاں تک نہ پہنچ سکتا۔ عمران نے کمرے میں رکھی ہوئی میز اٹھا کر بیڈ کے اوپر رکھی اور میز کے اوپر کرسی رکھ کر وہ احتیاط سے میز پر سے ہوتا ہوا کرسی پر چڑھتا چلا گیا۔ اب اس کا سر چھت سے لگ رہا تھا اور وہ آسانی سے روشندان کے ذریعے دوسری طرف جھانک سکتا تھا۔ اس لئے دونوں آنکھیں روشندان کی جالی سے ٹکا دیں۔

مادام فیونا ہاتھ میں ٹیلی فون کا ریسیور پکڑے کسی سے باتوں میں مصروف تھی۔ اس کی مدہم سی آواز عمران کے کانوں میں پڑنے لگی۔

"وہ لڑکی کہاں رہتی ہے اُس کا حلیہ بتاؤ" ـــــ مادام نے کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے کوئی جواب دیا گیا۔ لیکن آواز اتنی مدھم تھی کہ عمران کچھ بھی نہ سن سکا

"اس کا فون نمبر" ـــــ مادام نے ایک بار پھر پوچھا۔

اور پھر دوسری طرف سے کچھ سن کر مادام نے ریسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار نمایاں تھے۔ عمران روشندان سے چہرہ ٹکائے اُسے یوں خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد مادام فیونا نے ایک بار پھر ریسیور اٹھایا۔ اور نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ عمران کی آنکھیں ڈائل پر جمی ہوئی تھیں اور جیسے جیسے مادام کی انگلی نمبروں پر حرکت کر رہی تھی ویسے ویسے نمبر عمران کے ذہن میں محفوظ ہوتے جا رہے تھے۔

"راجہ مہاراجہ سے بات کراؤ میں پرنسز انگولا بول رہی ہوں" ـــــ مادام نے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد شاید مطلوبہ آدمی جب لائن پر آ گیا تو مادام کی آواز عمران کے کانوں میں پڑی وہ کہہ رہی تھی۔

"میں کسی خالی کوٹھی میں جولیا کو اپنے پاس دیکھنا چاہتی ہوں" ـــــ

مادام کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا اور جولیا کا نام سن کر عمران چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات سنتا۔ اچانک اس کا جسم جیسے زلزلے کی زد میں آگیا ہو۔ اور وہ ہوا میں لڑکھڑاتا ہوا نیچے فرش پر آگرا۔ یہ تو شکر ہے کہ فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ ورنہ اس طرح اچانک گرنے کی وجہ سے اس کی کوئی نہ کوئی ہڈی ضرور اپنی جگہ سے کھسک جاتی۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران

قالین سے اٹھتا۔ اس کے سر پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ عمران نے سر جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا مگر ایک اور ضرب پڑی۔ اور پھر عمران کے دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے۔ وہ دراصل فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے غیر ملکی کو بھول گیا تھا اور اس غیر ملکی کے اتنی جلدی ہوش میں آجانے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ عمران کا اندازہ اس کی بے ہوشی کے سلسلے میں خاصا غلط ثابت ہوا تھا۔

پھر جب عمران کی آنکھ کھلی تو چند لمحے تو وہ فرش پر پڑا ایسے خیالی کے عالم میں چھت کو گھورتا رہا اور جیسے ہی اس کا شعور مکمل طور پر جاگا وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اٹھ کر ایک بار پھر تیزی سے قالین پر گری ہوئی کرسی اٹھائی اور اُسے میز پر رکھ کر اوپر چڑھ گیا۔ لیکن پھر جلد ہی وہ نیچے اتر آیا۔ مادام فیونا جا چکی تھی۔

عمران نے دیکھا کہ کمرے میں موجود وارڈروب خالی تھی اور اس کے پٹ کھلے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ بھی کمرے میں کوئی سامان نہ تھا۔ عمران سمجھ گیا۔ کہ وہ غیر ملکی عمران کو بے ہوش کرنے کے بعد گھبراہٹ میں کمرہ خالی کر کے بھاگ گیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ عمران کی بے ہوشی سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔ اور اس نے اُسے مُردہ سمجھ لیا ہو۔ بہرحال عمران سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا دروازہ کی طرف بڑھا اور جب اس نے دروازہ کھولا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ اس سے صاف ظاہر تھا۔ کہ غیر ملکی اتنی گھبراہٹ میں بھاگا ہے کہ وہ دروازہ بند کرنا ہی بھول گیا عمران لفٹ کے ذریعے واپس ہال میں پہنچا اور چند لمحوں بعد وہ مین گیٹ سے نکل کر پارکنگ میں آگیا۔ جوزف کار میں بڑے اطمینان

سے بیٹھا بوتل سے شغف کرنے میں مصروف تھا۔

"باس ـــ میں انتظار کرتے کرتے تنگ آگیا تھا" ـــ جوزف نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

"اس دوران کتنی بوتلیں پی لی ہیں" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہی ـــ ہی ـــ باس ـــ چوتھی بوتل ہے۔ رانا ہاؤس سے نکلتے ہوئے میں چارہی بوتلیں لاسکا تھا" ـــ جوزف نے جھینپتے ہوئے کہا۔

عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ شاید ذہنی طور پر الجھا ہوا تھا۔ کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر ایک بار پھر سڑکوں پر دوڑنے لگی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کار جولیا کے فلیٹ کے سامنے روک دی۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ جولیا کے فلیٹ کے دروازے کو پوری طرح کھلا ہوا دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا اور وہ جھپٹ کر اندر داخل ہوا۔ فلیٹ خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران کمرے میں کھڑا گہری نظروں سے کمرے کا جائزہ لیتا رہا اور پھر اس کی نظریں کرسی کے پائے سے ٹکی ہوئی ایک پلاسٹک کی سرنج پر جم گئیں۔ عمران نے جھک کر سرنج اٹھائی۔ اسے غور سے دیکھا اور پھر اسے ناک سے لگا کر سونگھا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں تشویش کے آثار ابھر آئے۔ سرنج سے نکلنے والی بو بتا رہی تھی کہ اس میں انتہائی زود اثر اور طویل وقفے کے لئے بے ہوش کر دینے والی دوا

موجود تھی۔ سرنج کی موجودگی کے بعد اس کا یقین پختہ ہو گیا کہ جولیا کو فلیٹ سے بے ہوش کر کے لے جایا گیا ہے۔ اور اسی لمحے اس کے ذہن میں مادام فیونا کا فقرہ گونج اٹھا کہ وہ کسی خالی کوٹھی میں جولیا کو دیکھنا چاہتی تھی۔ عمران چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر وہ تیزی سے ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر ٹیلی فون ایکسچینج کے چیف سپروائزر کے نمبر گھمائے۔

"یس ـــ چیف سپروائزر" ـــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس ـــ یس سر" ـــ چیف سپروائزر کی آواز میں بوکھلاہٹ ابھر آئی۔

"فون نمبر تھری۔ ون۔ ٹو۔ زیرو ون" کس کا نمبر ہے مکمل پتہ بتاؤ" ـــ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ یہ وہی فون نمبر تھا جس پر مادام فیونا نے بات کی تھی۔

"ایک لمحہ ہولڈ کیجئے جناب" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران رسیور تھامے خاموش کھڑا رہا۔

"سر" ـــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا پتہ ہے" ـــ عمران نے پوچھا۔

"سر یہ فون راجہ برادرز نمبر تھرٹی فور ریگن پلازہ کے مینجنگ ڈائریکٹر مسٹر موگان کا ہے" ـــ چیف سپروائزر نے کہا۔

"او کے ——— اٹ از ٹاپ سیکرٹ اسے بھول جانا" عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پہ ڈال دیا۔

"آؤ جوزف" ——— عمران نے پیچھے کھڑے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ راجہ برادرز کے موگان سے جولیا کا پتہ معلوم کر کے ہی واپس لوٹے گا۔

"باس کوئی خاص بات ہو گئی ہے" ——— جوزف نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ دراصل وہ عمران کے چہرے پہ ابھرنے والی بے پناہ سنجیدگی سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جب عمران ایسے موڈ میں آ جائے تو پھر جو ہو جائے کم ہے۔

"جولیا کو اغوا کر لیا گیا ہے اور میں جلد از جلد اس تک پہنچنا چاہتا ہوں" ——— عمران نے دانت بھینچتے ہوئے جواب دیا اور جوزف سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پہ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔

عمران سیریز
مظہر کلیم
ایم-اے
ریڈ میڈوسا

عمران سیریز ۵۹

ریڈ میڈوسا

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— 15/50 روپے

چند باتیں

محترم قارئین! میرے نقطہ نظر سے یہ صفحہ قارئین اور مصنف کے درمیان براہِ راست رابطے کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے اس صفحے پر مصنف کو ناول کی کہانی اور پلاٹ سے ہٹ کر قارئین سے باتیں کرنی چاہئیں مصنف قاری کو ایمان داری سے بتلائے کہ موجودہ کہانی میں کیا خوبیاں ہیں اور کیا خامیاں ہیں۔ وہ کیا لکھنا چاہتا تھا۔ اور اس نے کیا لکھا ہے۔ اور قاری کی تنقید اور مصنف کی تحریر کے بارے میں تجزیے شامل ہوں۔ اور سب سے خاص بات یہ کہ قاری کیسی کہانی چاہتا ہے۔ مگر مجبوری یہ ہے کہ قارئین اگر کسی کتاب پر تنقید لکھتے بھی ہیں تو ان کے فقروں کا انداز ایسا ہوتا ہے کہ مصنف سمجھ جاتا ہے کہ انہوں نے پیشہ ور نقادوں کی طرح کتاب پڑھے بغیر ہی اس پر تنقید کر ڈالی ہے۔ مثلاً قاری حضرات عام طور پر یہ لکھ دیتے ہیں کہ اس کتاب میں عمران نے ایک بار بھی شیو نہیں بنائی۔ اس نے ایک بار بھی کسی ٹیلر ماسٹر کو ناپ نہیں دیا۔ کبھی کسی ڈرائی کلینر کے پاس وہ اپنے کپڑے دھلوانے نہیں گیا۔ یہ بھی نہیں لکھا گیا کہ وہ ناشتے میں دیسی انڈہ استعمال کرتا ہے یا ولائتی۔ اسے ٹی۔ وی دیکھتے اور ریڈیو پر فرمائشی نغمے سنتے بھی نہیں دکھایا گیا۔ اسے کبھی بخار میں مبتلا نہیں دکھایا گیا۔ اس لئے یہ کہانی غیر حقیقی ہے۔"

یہ فقرے اس لئے لکھے جاتے ہیں کہ ان فقروں کو لکھنے کے لئے کتاب پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور تنقید کا منشا بھی پورا ہو جاتا ہے یا پھر کچھ قاری مصنف سے عمران کا ذاتی پتہ پوچھتے رہتے ہیں تاکہ اس سے براہِ راست مل کر معلوم کیا جائے کہ وہ آئندہ کیا کارنامہ انجام دینے والا ہے۔ اور ایک صاحب نے تو کھل کر لکھا کہ عمران ابھی کنوارہ ہے۔ اور ان کی بیٹی کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔ اس لئے اگر مصنف یہ رشتہ کرا دے تو یہ عین کارِ ثواب ہو گا۔

ظاہر ہے جب ایسی تنقید یا درخواستیں ہوں گی تو مصنف کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ وہ اس صفحے پر کہانی کی تعریفیں کر کے اور اپنی محنت کی پبلسٹی کر کے صفحہ پورا کر دے۔

تو محترم قارئینؒ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس صفحے کو اس پبلسٹی کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو کہانی کے پلاٹ۔ ایکشن، کردارنگاری اس کی اٹھان۔ کہانی کے انجام پر کتاب پڑھ کر کچھ تفصیلی باتیں لکھ دیا کریں۔ ورنہ ظاہر ہے آپ کو تعریفیں پڑھنی پڑیں گی۔ پڑھتے رہیئے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم اے

بلیک زیرو جب مادام فیونا سے ملنے کے لئے ہوٹل البانیہ پہنچا تو اُسے بتایا گیا کہ مادام تو صبح ناشتہ کر کے ہوٹل سے چلی گئی ہے اور اب تک واپس نہیں آئی۔

"کیا وہ بتا کر گئی ہیں کہ کہاں جا رہی ہیں اور کب تک واپس آئیں گی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کاؤنٹرمین سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب ایسی کوئی بات انہوں نے نہیں بتائی"۔۔۔۔ کاؤنٹرمین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ بلیک زیرو کے کارڈ پر وہ پہلے ہی محکمہ ثقافت کے چیف سیکرٹری کا عہدہ پڑھ چکا تھا۔

"اچھا ان کی پارٹی کی دوسری خواتین کہاں ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کچھ دیر سوچنے کے بعد پوچھا۔

"وہ اپنے کمروں میں ہیں جناب۔۔۔۔ کل سے شو شروع ہو رہا ہے اس لئے وہ لباس وغیرہ تیار کر رہی ہیں"۔۔۔۔ کاؤنٹرمین نے جواب دیا۔

"کیا نمبر ہے ان کے کمروں کا میں ان سے سرکاری طور پر ملنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

وہ روم نمبر بارہ سے اٹھارہ دوسری منزل پر مقیم ہیں جناب —— کیا میں انہیں اطلاع کر دوں" ——
کاؤنٹر مین نے پوچھا ۔

"نہیں اطلاع کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی ان سے مل لیتا ہوں" —— بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔

اس کے ذہن پر مادام کے نہ ملنے سے بوریت سی طاری ہو گئی تھی ۔ اور اس نے وقتی طور پر یہی سوچا تھا کہ مادام کی ساتھی عورتوں کو ہی ٹٹولا جائے شاید کوئی ایسی بات سامنے آجائے جس سے آگے بڑھنے کا کوئی کلیو مل سکے ۔ اُسے یقین تھا کہ مادام فیونا اور اس کی ساتھیوں میں کوئی ایسی بات ہے ضرور جس کی وجہ سے عمران نے اُسے نگرانی کے کام پر لگایا ہے ۔ لیکن بظاہر ایسی کوئی بات نظر نہ آرہی تھی ۔

چند لمحوں بعد اس نے کمرہ نمبر بارہ کے دروازے پر دستک دی ۔

"کون ہے" —— اندر سے ایک نسوانی آواز ابھری ۔

"میں محکمہ ثقافت کا چیف سیکرٹری ہوں آپ سے سرکاری طور پر ملنے آیا ہوں" —— بلیک زیرو نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔ اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا ۔ دروازے میں ایک خوب صورت نوجوان غیر ملکی لڑکی کھڑی تھی ۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے ۔

"جی فرمائیے" —— غیر ملکی لڑکی نے حیرت بھرے انداز میں

بلیک زیرو کو سر سے پیر تک گھورتے ہوئے کہا ۔

"محترمہ کیا میں چند منٹ کے لئے آپ سے بات کر سکتا ہوں" —— بلیک زیرو نے نرم لہجے میں کہا ۔

"تشریف لائیے" —— لڑکی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کمرے میں داخل ہو گیا ۔ کمرے میں رقص کے مختلف لباس بکھرے پڑے تھے ۔ شاید وہ لڑکی کوئی لباس منتخب کرنے میں مصروف تھی ۔

"میں سمجھی نہیں کہ آپ مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے ہیں" —— بلیک زیرو کے کرسی پر بیٹھتے ہی لڑکی نے بھی سامنے والی کرسی سنبھالتے ہوئے پوچھا ۔

"آپ کا تعلق مادام فیونا کے ثقافتی طائفے سے ہے" —— بلیک زیرو نے پوچھا ۔

"جی ہاں ہم کل سے اس ہوٹل میں شو شروع کرنے والی ہیں" —— لڑکی نے جواب دیا ۔

"اس ملک میں آنے سے پہلے آپ نے کہاں اپنا شو پیش کیا تھا" —— بلیک زیرو نے پوچھا ۔

"ہمارا تو کام ہی ملک ملک گھوم کر شو کرنا ہے ۔ البتہ اس ملک میں ہم پہلی بار آئی ہیں" —— لڑکی نے شاید دانستہ طور پر بلیک زیرو کے سوال کو گول کرتے ہوئے کہا ۔

"آپ نے کبھی ریڈ میڈوسا کا نام سنا ہے" —— بلیک زیرو نے اچانک لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے سوال کیا ۔

"ریڈ میڈوسا" ——— نہیں ——— یہ کیا ہوتا ہے" ———
لڑکی نے چونک کر جواب دیا۔ لیکن بلیک زیرو کی نظروں سے ریڈ میڈوسا
کا نام سنتے ہی لڑکی کے چہرے پر ابھرنے والی کیفیت چھپی نہ رہ سکی۔
گو لڑکی نے ایک لمحے میں اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔ لیکن بلیک زیرو
کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ ریڈ میڈوسا کے بارے میں جانتی ضرور ہے۔ اور
اس نے یہ براہِ راست سوال پوچھا ہی اسی لئے تھا کہ اگر مادام فیونا
کا ریڈ میڈوسا سے کوئی تعلق ہوگا تو لڑکی ضرور چونکے گی۔

"ریڈ میڈوسا دنیا کی سب سے خوب صورت مچھلی کو کہتے ہیں۔ لیکن
یہ مچھلی جتنی خوب صورت ہوتی ہے اتنی ہی زہریلی بھی ہوتی ہے یہ جسے
کاٹ لے وہ ایک لمحے میں ہلاک ہو جاتا ہے" ——— بلیک زیرو
نے ریڈ میڈوسا کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ہو گی لیکن آپ نے یہ بات مجھ سے کیوں پوچھی ہے" ——— لڑکی
نے الجھے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"ناراض نہ ہوں محترمہ ——— میرا تعلق محکمہ ثقافت سے ہے۔
ریڈ میڈوسا ایک مخصوص ناچ بھی ہے جس میں لڑکیاں اپنا تمام
لباس اتار کر ناچتی ہیں۔ اور ہمارے ملک میں ریڈ میڈوسا شو پر سرکاری
طور پر پابندی ہے۔ میرا پوچھنے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ اگر آپ کے
پروگرام میں ریڈ میڈوسا شو شامل ہے تو اُسے کاٹ دیں اگر آپ
نے یہ ناچ پیش کیا تو آپ کو گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے" ———
بلیک زیرو نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— مگر ایسا کوئی ناچ ہمارے پروگرام میں شامل نہیں اور

میں نے تو اس ناچ کا نام پہلی بار آپ سے سنا ہے۔ ویسے بھی ہماری
انچارج مادام فیونا ہیں۔ وہی تمام پروگرام سیٹ کرتی ہیں آپ ان
سے مل لیں" ——— لڑکی نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"مادام فیونا اپنے کمرے میں موجود نہیں ہیں کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ وہ
کہاں ہوں گی" ——— بلیک زیرو نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم کہیں گئی ہوں گی۔ ہم سے تو صرف بوقت ضرورت
ہی رابطہ قائم کرتی ہیں" ——— لڑکی نے جواب دیا۔

"اوکے ——— میں چلتا ہوں۔ آپ بہرحال مادام فیونا کو بھی آگاہ
کر دیں کہ وہ ریڈ میڈوسا کے بارے میں محتاط رہیں" ———
بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر لڑکی کے جواب کا انتظار کیے
بغیر وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

لفٹ کے ذریعے جب وہ واپس ہال میں پہنچا تو اس کا
رخ گیٹ کی طرف تھا۔

"سر سنیئے" ——— اچانک کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے شخص نے
مؤدبانہ انداز میں بلیک زیرو کو مخاطب کیا۔ اس وقت بلیک زیرو
کاؤنٹر کے سامنے سے گزر رہا تھا۔

"کیا بات ہے" ——— بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سر ابھی ابھی ایک غیر ملکی کا ٹیلی فون آیا تھا۔ وہ بھی مادام فیونا
کا پوچھ رہا تھا۔ اس نے پیغام دیا ہے کہ جب بھی مادام فیونا آئیں انہیں
کہہ دیں کہ وہ انہیں کال کر لیں" ———
کاؤنٹر مین نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

”پھر میں کیا کروں“ ـــــــ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ویسے بات اس کے پلے نہ پڑی تھی کہ آخر کاؤنٹر مین اتنی رازداری سے یہ بات کیوں کر رہا ہے۔

”نمبر وہ فون نمبر ایسے ہوٹل کا ہے۔ جہاں کسی غیر ملکی کے ٹھہرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے میں چونکا تھا“ ـــــــ کاؤنٹر مین نے کہا۔

”اوہ ـــــ کون سے ہوٹل کا تھا“ ـــــــ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

”ہوٹل ہالی ڈے۔ جو شہر کے وسط میں انتہائی گندہ سا ہوٹل ہے۔ جہاں انتہائی گھٹیا لوگ رہتے ہیں۔ بدمعاش اور آوارہ لوگ“ ـــــ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

”اوہ کون سے کمرے میں وہ غیر ملکی رہتا ہے“ ـــــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”کمرہ نمبر تین سو دس“ ـــــــ کاونٹر مین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک بتا رہی تھی۔ کہ اُسے بلیک زیرو سے انعام ملنے کی امید لگ گئی ہے۔

”تو کیا ہوا۔ ہو سکتا ہے وہ غیر ملکی گندی طبعیت کا ہو۔ کیا غیر ملکی گندی طبعیت کے نہیں ہو سکتے“ ـــــــ بلیک زیرو نے بُرا سا منہ بنایا اور پھر مڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر مین کا چہرہ ناکامی کی وجہ سے بگڑ کر رہ گیا۔ لیکن ظاہر ہے وہ بلیک زیرو کا کچھ بگاڑ بھی نہ سکتا تھا۔ بلیک زیرو نے پارکنگ شیڈ سے کار نکالی اور

ہوٹل ہالی ڈے کی طرف چل پڑا۔ چونکہ وہ ایک بار دانش منزل سے نکل چکا تھا۔ اس لئے اس نے سوچا لگے ہاتھوں اس غیر ملکی کو بھی چیک کر لیا جائے تو کیا حرج ہے۔

تھوڑی دیر بعد شہر کے وسط میں متوسط درجہ کے ہوٹل ہالی ڈے سے ذرا ہٹ کر اس نے کار پارک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔ ہوٹل کا ہال خاصا بڑا تھا۔ لیکن اس کی حالت انتہائی خراب و خستہ تھی۔ دیواروں پر شاید صدیوں سے جو رنگ کر دیا گیا تھا اس کے بعد اُسے آثار قدیمہ سمجھ کر چھیڑا ہی نہ گیا تھا۔ گھٹیا سا اور تقریباً ٹوٹا پھوٹا فرنیچر۔ ایک طرف لکڑی کا کاونٹر تھا جس کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی اور اس کے نیچے اینٹیں رکھ کر اُسے سہارا دیا گیا تھا۔ چار پانچ میلے کچیلے سے ویٹر گھوم پھر رہے تھے۔ البتہ ہال کی ہر میز تقریباً بھری ہوئی تھی۔ فضا چرس کی تیز بو سے بوجھل ہو رہی تھی۔ بلیک زیرو کاؤنٹر پر رکے بغیر تیزی سے اوپر جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر مین شاید کسی حساب کتاب میں غرق تھا۔ اس لئے اس نے نظر اٹھا کر بھی بلیک زیرو کی طرف نہ دیکھا۔ ہوٹل چھ منزلہ تھا۔ لیکن لفٹ کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ البتہ سیڑھیاں ضرور اوپر جا رہی تھیں۔ اور متوسط کاروباری قسم کے لوگ سیڑھیوں پر سے اتر اور چڑھ رہے تھے۔ بلیک زیرو زندگی میں پہلی بار اس ہوٹل میں آیا تھا۔ اور اب یہاں آکر اُسے احساس ہو رہا تھا کہ کاؤنٹر مین اس ہوٹل میں غیر ملکی کے رہنے پر کیوں حیران وپریشان ہو رہا تھا اور پھر غیر ملکی بھی وہ جس کا واسطہ مادام فیونا جیسی خوب صورت اور طرحدار عورت

سے ہو۔

کمرہ نمبر تین سو دس چھٹی منزل پر تھا۔ اور بلیک زیرو کا سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے برا حال ہو گیا۔ خدا خدا کر کے وہ چھٹی منزل پر پہنچا۔ اور پھر اُسے کمرہ نمبر تین سو دس نظر آ ہی گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ بلیک زیرو نے دروازے کے سامنے رک کر چند لمحوں کے لئے اپنا سانس درست کیا اور پھر آہستہ سے دروازہ پر دستک دی۔

"کون ہے"۔۔۔۔ اندر سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی ہی تھا۔

"ویٹر سر۔۔۔ آپ کے نام ایک لفافہ آیا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر کسی کے قدموں کی آواز ابھری۔ اور دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ بلیک زیرو نے پیر دروازہ کی دہلیز پر رکھا اور دوسرے لمحے جیب سے ایک کارڈ نکال کر غیر ملکی کے ہاتھ میں پکڑا دیا جو حیرت اور غصے کے سے انداز میں بلیک زیرو کو گھور رہا تھا۔

"فرام انٹیلی جنس بیورو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ غیر ملکی نے ایک نظر کارڈ پر ڈالی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر نرمی کے آثار ابھرتے چلے آئے۔

"کیا بات ہے کیا چاہتے ہو تم"۔۔۔۔ غیر ملکی نے کہا لیکن لہجہ نرم سا تھا۔

"کیا میں کمرے کے اندر بیٹھ کر بات نہیں کر سکتا"۔ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آؤ"۔۔۔۔ غیر ملکی نے کہا اور پھر ایک طرف ہٹ گیا۔ بلیک زیرو اندر داخل ہوا۔ کمرہ کی حالت خاصی صاف ستھری تھی شاید غیر ملکی کی وجہ سے ہوٹل کی انتظامیہ نے وہاں صفائی پر خصوصی توجہ دی تھی۔

بلیک زیرو بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ غیر ملکی بھی الجھے ہوئے انداز میں واپس مڑا اور اس کے سامنے والی کرسی پر ٹک گیا۔

"آپ کا پاسپورٹ اور ویزا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے غور سے غیر ملکی کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"لیکن میں آپ کی یہاں آمد کی وجہ نہیں سمجھ سکا"۔۔۔۔ غیر ملکی نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں تمہارے متعلق ایک خفیہ رپورٹ ملی ہے اس لئے تمہاری چیکنگ ضروری ہو گئی ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

غیر ملکی چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اٹھ کر ایک طرف پڑے ہوئے بیگ کی زپ کھولی اور ایک چھوٹا سا پرس نما بیگ نکال لیا۔

پرس نما بیگ اٹھا کر وہ واپس کرسی پر آ بیٹھا۔ اس نے پرس کھول کر اس میں سے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیئے۔ بلیک زیرو نے پاسپورٹ کو دیکھا۔ پاسپورٹ کے مطابق اس کی شہریت ایکریمیا کی تھی اور نام ہنری تھا۔ پاسپورٹ پر فوٹو بھی اُسی کا چسپاں تھا۔ دیگر کاغذات پر پاکیشیا میں آنے کا مقصد تجارت لکھا ہوا تھا۔

"آپ کون سا کاروبار کرتے ہیں؟" ——— بلیک زیرو نے کاغذات
واپس کرتے ہوئے پوچھا۔
"میں ایک ایکریمین کمپنی کا سیلز مین ہوں۔ یہ کمپنی مختلف مشینوں کے
ٹولز بناتی ہے۔" ——— ہنری نے جواب دیا۔
"اس کمپنی کے کاغذات، سرٹیفکیٹ اور ٹولز کے نمونے دکھائیں۔"
بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
"لیکن کیوں ——— آخر آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں۔
میں ایکریمیا کا ایک معزز شہری ہوں۔ آپ مجھے اس طرح
ہراساں و پریشان نہیں کر سکتے۔" ——— غیر ملکی نے اس بار غصیلے
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے اس کی آنکھوں میں
ابھرنے والے الجھن کے تاثرات نمایاں طور پر دیکھ لیئے تھے۔
"ایسی بات ہے تو پھر آپ میرے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلیئے۔ وہاں آپ
کو سفارت خانے سے بات کرنے کا پورا موقع دیا جائے گا۔" ———
بلیک زیرو کا لہجہ بھی کرخت ہو گیا۔
"میں کہیں نہیں جاؤں گا سمجھے مسٹر ——— اور آپ یہاں سے فوراً
چلے جائیں ایسا نہ ہو کہ میں آپ کو دھکے دے کر نکال دوں۔ میں اپنے
قانونی حقوق اچھی طرح جانتا ہوں۔ پہلے آپ سفارت خانے سے
میری گرفتاری کا اجازت نامہ حاصل کریں پھر میرے پاس آئیں۔"
غیر ملکی اس بار ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔ اس کے چہرے پر درشتی کے
آثار ابھر آئے تھے۔
"تمہارا ریڈ میڈوسا سے کیا تعلق ہے۔" ——— بلیک زیرو نے

اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اچانک پوچھا۔
"ری ——— ریڈ ——— ریڈ میڈوسا ——— کیا کہہ رہے ہو
تم۔" ——— غیر ملکی اس اچانک وار پر ایک لمحے کے لئے بُری طرح
بوکھلا گیا لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ لیکن
بلیک زیرو اپنے سوال کا جواب پا چکا تھا۔ اب اسے مکمل طور پر یقین
ہو گیا تھا کہ مادام فیونا کا تعلق ریڈ میڈوسا سے ہے۔ اور یہ مادام
فیونا کا ساتھی ہے۔ اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں بلیک زیرو اس
نتیجے پر پہنچ گیا کہ اس غیر ملکی کو اغوا کر کے دانش منزل لے جایا جائے
اور پھر اطمینان سے اس سے ساری بات پوچھ لی جائے۔
"او کے ——— میں جا رہا ہوں۔ لیکن تا اطلاع ثانی آپ یہ شہر
چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔" ——— بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے
ایسے لہجے میں کہا جیسے اُسے غیر ملکی کی طرف سے مکمل اطمینان ہو گیا ہو
"عجیب زبردستی ہے۔" ——— غیر ملکی نے جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے
ہوئے کہا۔ لیکن اُسی لمحے بلیک زیرو کا ہاتھ فضا میں گھوم گیا۔ اس
نے دراصل بے خیالی میں غیر ملکی کی کنپٹی پر زوردار ضرب لگانی چاہی
تھی۔ لیکن غیر ملکی ضرورت سے زیادہ ہوشیار اور چوکنا ثابت ہوا۔
اس نے نہ صرف جھکائی دے کر بلیک زیرو کا وار خالی کر دیا۔ بلکہ بجلی
کی سی تیزی سے اس کا گھٹنا پوری قوت سے بلیک زیرو کے پیٹ پر
پڑا۔ اور بلیک زیرو لڑکھڑا کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اور
غیر ملکی نے اس پر چھلانگ لگا دی مگر بلیک زیرو نے نیچے گرتے ہی
اپنے دونوں گھٹنے موڑے اور اپنے اوپر اچھل کر آتے ہوئے غیر ملکی

کو دونوں پیروں کی مدد سے واپس اچھال دیا۔ اور غیر ملکی اچھل کر
پشت کے بل کمرے میں بچھے ہوئے بیڈ پر جا گرا اور پھر وہ دونوں
ہی بیک وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر اس سے پہلے کہ غیر ملکی دوبارہ
حملہ کرتا۔ بلیک زیرو جیب میں پڑا ہوا ریوالور نکال چکا تھا۔

"خبردار اگر حرکت کی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا۔
مگر غیر ملکی شاید بلیک زیرو کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار تھا۔
اس نے بجلی کی سی تیزی سے بلیک زیرو کے اس ہاتھ پر ضرب لگائی جس
میں اس نے ریوالور پکڑا ہوا تھا۔ اور ضرب لگتے ہی ریوالور بلیک
زیرو کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ مگر اسی لمحے بلیک زیرو فضا
میں اچھلا اور پھر ایک بھرپور فلائنگ کک غیر ملکی کے سینے پر پڑی۔
اور وہ ایک بار پھر بیڈ پر جا گرا۔۔۔۔ مگر اس بار اس کا سر اور گردن
بیڈ اور دیوار کے درمیان خلا میں پھنس گئے۔ اس لئے وہ اس پھرتی
سے واپس نہ کھڑا ہو سکا۔ جس پھرتی کا مظاہرہ اس نے اب تک
کیا تھا۔ اور بلیک زیرو کو اس کے سینے پر بھرپور ضرب لگانے کا
موقع مل گیا۔ اور اس نے دونوں ہاتھ ملا کر غیر ملکی کے سینے پر بھرپور
ضرب لگا دی۔ یہ ضرب ایسی تھی کہ غیر ملکی کا جسم ایک لمحے کے لئے
تڑپا اور پھر ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بیڈ کو گھسیٹا بیڈ اور دیوار میں پھنسا
ہوا غیر ملکی کا سر باہر نکالا اور پھر اس کی نبض چیک کرنی شروع کر
دی۔۔۔۔ غیر ملکی کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ کم از کم آدھے گھنٹے
تک ہوش میں نہیں آ سکے گا۔ بلیک زیرو غیر ملکی کے لڑنے کے انداز

سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ لڑائی بھڑائی کے فن میں انتہائی مہارت
کا درجہ رکھتا ہے۔ اب اسے بلیک زیرو کی خوش قسمتی کہا جائے یا
اس غیر ملکی کی بدقسمتی کہ اس کا سر بیڈ اور دیوار کے درمیان پھنس گیا
اور وہ بلیک زیرو کے ہاتھوں بے بس ہو گیا ورنہ شاید بلیک زیرو
کو اس پر قابو پانے کے لئے نجانے کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑتے۔

بلیک زیرو نے کمرے کے دروازے کی چٹخنی چڑھائی۔ اور پھر
غیر ملکی کے سامان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ کمرے میں غیر ملکی کا پڑا
ہوا سامان بے حد مختصر تھا۔ چند جوڑے کپڑے اور دو تین مشینوں کے
پرزے اس کے بیگ میں موجود تھے۔ البتہ بیگ کے ایک خفیہ
خانے سے اسے ایک کاغذ پر ایسے ٹیڑھے میڑھے اشارے لکھے
ہوئے نظر آئے۔ جیسے اس پر شارٹ ہینڈ میں کوئی مضمون لکھا گیا
ہو۔ لیکن وہ شارٹ ہینڈ نہ تھی بلکہ کچھ اور تھا۔۔۔۔ بلیک زیرو
نے کاغذ جیب میں رکھا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر بے ہوش
پڑے ہوئے غیر ملکی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا۔ اور دروازہ کھول کر
باہر نکل آیا۔ راہداری میں موجود لوگ اسے دیکھ کر ٹھٹھکے۔ لیکن
بلیک زیرو کسی کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔
سیڑھیوں پر آنے جانے والے لوگ اسے ٹھٹھک کر دیکھتے ضرور
لیکن سوال کرنے کی جرات کسی نے نہ کی۔ چھ منزلوں کی سیڑھیاں اترنے
کے بعد جب بلیک زیرو ہال میں پہنچا تو اچانک ایک ویٹر نے
اس کا راستہ روک لیا۔

"کیا بات ہے اسے تم کہاں اٹھائے لے جا رہے ہو"۔۔۔۔

ویٹر کے لہجے میں کرختگی تھی۔

"ایک طرف ہٹو —— پولیس کے کام میں مداخلت مت کرو۔"

بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا اور ویٹر جھک کر ایک طرف ہٹ گیا اور بلیک زیرو لمبے لمبے ڈگ بھرتا گیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی دروازے کے قریب موجود ایک نوجوان تیزی سے اٹھا اور پھر وہ بھی گیٹ سے باہر نکل آیا۔

بلیک زیرو نے غیر ملکی کو لا کر کار کی پچھلی نشست پر لٹا دیا۔ اور ایک بار پھر اس کی نبض چیک کرنے لگا۔ نبض بتا رہی تھی کہ غیر ملکی جلد ہی ہوش میں آنے والا ہے۔ بلیک زیرو نے ادھر ادھر دیکھا اور اپنے قریب کسی کو نہ پا کر اس نے کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے سیٹ پر پڑے ہوئے بے ہوش غیر ملکی کی کنپٹی پر جما دی۔ اور پھر اس کی نبض چیک کی۔ دوسرے لمحے اس نے اطمینان سے دروازہ بند کیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اب غیر ملکی کے مزید آدھے گھنٹے تک ہوش میں آنے کے تمام امکانات معدوم ہو چکے تھے۔

بلیک زیرو مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد سیدھا دانش منزل کے گیٹ پر پہنچا اور چند لمحوں بعد وہ گیٹ کھول کر کار سمیت اندر داخل ہو گیا۔ گو بلیک زیرو نے اپنی طرف سے تعاقب کا خیال رکھا تھا لیکن وہ اس ہلکے نیلے رنگ کی کار کو چیک نہ کر سکا جو کافی فاصلے سے مسلسل اس کے تعاقب میں لگی ہوئی تھی۔ اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی نوجوان بیٹھا تھا۔ جو بلیک زیرو کے ہوٹل سے باہر نکلتے ہی اس کے پیچھے لگا تھا جب دانش منزل کا

پھاٹک بند ہو گیا تو نیلے رنگ کی کار آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر ایک تنگ سی گلی میں مڑ کر رک گئی۔ اس گلی میں کسی عمارت کا دروازہ نہ تھا اس لئے گلی خالی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چپٹا سا بکس نکال کر اس کا ایریل باہر نکالا اور بکس سے منہ لگا کر آہستہ آہستہ بولنا شروع کر دیا۔

"ہیلو ہیلو —— نمبر فائیو کالنگ یو مادام" ——

نوجوان بار بار یہی فقرہ دہرا رہا تھا لیکن دوسری طرف سے رابطہ ہی نہ مل رہا تھا۔ آخر نوجوان نے مایوس ہو کر ایریل دوبارہ تہہ کر دیا اور بکس کو جیب میں رکھ کر وہ کار سے اترا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک پر آ گیا۔ اب اس کی تیز نظریں دانش منزل کے گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔

درد کی تیز لہر جولیا کے جسم میں چھری کی طرح اترتی چلی گئی اور جولیا کا شعور ایک جھٹکا لے کر جاگ گیا۔ جولیا نے آنکھیں کھولیں تو حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ وہ ایک مستطیل نما کمرے میں کرسی پر جکڑی ہوئی بیٹھی تھی اور اس کے سامنے ایک عورت منہ پر نقاب چڑھائے کھڑی تھی۔ جب کہ اس کے ساتھ دو اور نقاب پوش موجود تھے۔ ایک نقاب پوش کے ہاتھ میں الیکٹرک کا دیہ پکڑا ہوا تھا جس سے منسلک تار کا سرا دیوار کے ساتھ لگے ہوئے پلگ میں نصب تھا۔ اور شاید اسی الیکٹرک کا دیہ سے جولیا کے جسم کو جلا کر اسے ہوش میں لایا گیا تھا۔

جولیا کے ذہن پر چند لمحے تو گردسی سوار رہی مگر پھر وہ ہوشیار ہو گئی۔

"تم لوگ کون ہو اور مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے" ــــــ جولیا نے دانت بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"مس جولیانا فزواٹر ــــــ تم مقامی سیکرٹ سروس کی رکن ہو۔ اور ہمیں سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کے نام اور پتے

اور سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق تفصیلات چاہیں۔ اور سنو انکار کرنے یا ٹالنے کا تمہارے پاس کوئی موقع نہیں ہے۔ ہمیں ہر قیمت پر یہ معلومات چاہیئں۔ اور سنو ہم نے یہ معلومات حاصل کر لینی ہیں چاہے ہمیں تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ کیوں نہ علیحدہ کرنا پڑے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اس ہولناک ذہنی اور جسمانی عذاب سے بچنے کے لئے سیدھے طریقے سے تمام تفصیلات بتا دو۔ ہم تمہارے ساتھ اتنی رعایت کر سکتے ہیں کہ چونکہ تم غیر ملکی ہو۔ اس لئے تمہیں موت کی سزا نہ دی جائے بلکہ تمہیں زندہ رہا کر دیا جائے ــــــ نقاب پوش عورت نے انتہائی کرخت لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر تم ہو کون اور تمہیں یہ معلومات کیوں چاہیئں" ــــــ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"تم ہمیں موت کے فرشتے کہہ سکتی ہو۔ ہم جو بھی ہیں اس سے تمہیں سروکار نہیں ہونا چاہیئے۔ میں تمہیں زیادہ سے زیادہ ایک منٹ دے سکتی ہوں۔ اگر تم نے ایک منٹ بعد خود ہی صحیح معلومات مہیا نہ کیں تو پھر یہ دونوں اپنا کام شروع کر دیں گے اور پھر معاملہ میرے بس سے باہر ہو جائے گا" ــــــ نقاب پوش عورت نے جو مادام فیونا تھی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں کو کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہو گئی ہے۔ میرا کسی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ہو بھی نہیں سکتا بھلا ایک غیر ملکی عورت کو کوئی مقامی سیکرٹ سروس اپنا رکن کیسے بنا سکتی ہے"

جولیا نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔
"اس عورت نے خود ہی ہولناک عذاب کو اپنے گلے لگا لیا ہے۔ اس لئے تم اپنی کارروائی شروع کرو"۔۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے سپاٹ لہجے میں قریب کھڑے ہوئے نقاب پوشوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ان دونوں نے سر ہلا کر قدم جولیا کی طرف بڑھائے۔
"سنو ۔۔۔۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں تمہیں غلط فہمی ....."۔۔۔۔۔
جولیا نے کہنا چاہا مگر اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتی نقاب پوش نے الیکٹرک کاویہ کی سرخ راڈ جولیا کے گال پر رکھ دی اور جولیا کے حلق سے تیز چیخ نکلی اور وہ کرسی پہ بری طرح پھڑکنے لگی۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا پورا جسم آگ میں جل رہا ہو۔ نقاب پوش نے کاویہ گال سے لگا کر پوری طرح دبا دیا تھا۔ اور کمرے میں گوشت جلنے کی ناگوار بو پھیلتی چلی گئی۔ جولیا کا جسم بری طرح پھڑک رہا تھا۔ اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل رہی تھیں۔ لیکن نقاب پوش کاویہ دبائے بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔ اور پھر جولیا کا جسم بری طرح پھڑکنے کے بعد یکدم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ درد و تکلیف کی بے پناہ شدت کے باعث بے ہوش ہو گئی تھی۔
جولیا کے بے ہوش ہوتے ہی نقاب پوش نے کاویہ ہٹا لیا۔
جولیا کا گال درمیان میں بری طرح جل گیا تھا۔ اندر جبڑے کی ہڈی صاف نظر آنے لگ گئی تھی۔
"اسے ہوش میں لا کر دوسرے گال کو جلا دو"۔۔۔۔۔۔
مادام فیونا نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور دوسرے نقاب پوش نے

کمرے کے ایک کونے میں رکھی ہوئی میز پہ پڑے پانی کا جگ اٹھا کر جولیا کے سر پہ پلٹ دیا اور جولیا ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آتے ہی اس کے حلق سے ایک بار پھر چیخیں نکلنے لگیں۔ اور نقاب پوش نے بڑے اطمینان سے کاویہ جولیا کے دوسرے گال پہ جما دیا۔ اور جولیا کا جسم ایک بار پھر بری طرح پھڑکنے لگا۔ چیخوں میں ہذیانی کیفیت ابھر آئی۔ اور ایک بار پھر گوشت جلنے کی بو کمرے میں پھیلتی چلی گئی۔ اور چند لمحوں بعد جولیا ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔ اب اس کا دوسرا گال بھی جل گیا تھا۔ اور دوسری طرف سے بھی جبڑے کی ہڈی نمایاں نظر آنے لگی۔ جولیا کا جسم پسینے میں بری طرح بھیگ گیا تھا۔ اور بے ہوش ہو جانے کے بعد اس کا پورا جسم لرز رہا تھا۔
"خاصی سخت جان محسوس ہوتی ہے"۔۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے نقاب پوشوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
"آپ بے فکر رہیں میڈم ۔۔۔۔۔ یہ ابھی سب کچھ بتا دے گی"۔
ایک نقاب پوش نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ دیوار جو بظاہر سپاٹ نظر آ رہی تھی۔ نقاب پوش نے دیوار کو مخصوص انداز میں دبایا تو دیوار میں ایک الماری ظاہر ہو گئی۔ نقاب پوش نے الماری کھولی اور پھر اس میں سے ایک بڑی سی بوتل نکالی جس کے منہ پہ کاک لگا ہوا تھا۔ بوتل لے کر وہ واپس مڑا۔ اور اس نے بوتل کا کاک ہٹا دیا۔ دوسرے نقاب پوش نے اس دوران پانی کا ایک اور جگ جولیا پہ انڈیل دیا تھا۔ جب بوتل والا نقاب پوش جولیا کے پاس پہنچا تو وہ دوبارہ ہوش میں آ چکی تھی۔

اس کا چہرہ تکلیف کی بے پناہ شدت سے بگڑ گیا تھا ویسے بھی دونوں
گال جن کی وجہ سے اس کی شکل بے حد بھیانک نظر آرہی تھی۔ اس
کے حلق سے سسکیاں نکل رہی تھیں۔

"تم ظالم ہو۔ کمینے ہو۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میرا سیکرٹ سروس
سے کوئی تعلق نہیں ہے" ——— جولیا نے سسکتے ہوئے کہا

"سچ بولو یا جھوٹ ——— ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔
ہمیں معلومات چاہیئں" ———

مادام فیونا نے یوں کہا جیسے اس کے سامنے جولیا کی بجائے کوئی پتھر
پڑا ہو۔

"آپ بے فکر رہیں میڈم ——— یہ ابھی ٹیپ ریکارڈ کی طرح بول
پڑے گی" ———

نقاب پوش نے کہا اور پھر اس نے جھک کر جولیا کے دونوں پیروں
سے سینڈل اتار کر ایک طرف پھینک دیئے۔ اور بوتل کو پیر کے
اوپر انڈیل دیا۔ بوتل میں تیزاب تھا۔ جیسے ہی تیزاب جولیا کے پیر پر
پڑا۔ جولیا کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔ جولیا کے پیر سے دھواں سا
نکلنے لگا۔ اور پورے پیر کا گوشت گل کر تیزاب کے ساتھ ہی زمین پر
پھیلنے لگا۔ جولیا کی خوفناک چیخوں سے کمرے کے در و دیوار لرزنے
لگے۔ اس کی آنکھیں ابل کر باہر آگئیں۔ تیزاب اتنا تیز تھا کہ چند لمحوں
میں پیر کا تمام گوشت گل گیا اور ہڈیاں نظر آنے لگیں۔

"دوسرے پیر پر بھی تیزاب ڈال دو۔ اسے ہمیشہ کے لئے معذور
کر دو" ———

مادام فیونا نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

اور نقاب پوش نے بوتل دوسرے پیر کی طرف بڑھائی اور جولیا
کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔

"رک جاؤ ——— خدا کے لئے رک جاؤ ——— میں بتاتی ہوں سب
کچھ بتاتی ہوں" ———

جولیا نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"رک جاؤ ——— اسے عقل آتی جا رہی ہے" ———

مادام فیونا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور نقاب پوش نے بوتل ہٹا لی۔

"سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر مورگ روڈ پر ہے۔ اسے دانش
منزل کہتے ہیں۔ قلعہ نما عمارت ہے جس کا بڑا سا گیٹ سرخ رنگ کا
ہے" ——— جولیا نے دانش منزل کا صحیح پتہ بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— اس کی تصدیق کر لیں گے۔ سیکرٹ سروس کے
سربراہ کے متعلق بتاؤ" ———

مادام فیونا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اسے ایکسٹو کہتے ہیں۔ وہ کبھی ہمارے سامنے نہیں آیا۔ اور نہ
ہمیں علم ہے کہ وہ کون ہے" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"تم اس سے رابطہ کیسے قائم کرتی ہو" ——— مادام نے پوچھا۔

"فون پر" ——— اور پھر جولیا نے ایکسٹو کا خفیہ نمبر بھی صحیح بتا
دیا۔ وہ ذہنی طور پر ماؤف ہو چکی تھی۔ اس لئے سب باتیں ٹھیک ٹھیک
بتاتی چلی جا رہی تھی۔

"اب باقی ممبروں کے نام اور پتے بھی بتا دو" ———
مادام فیونا نے مطمئن لہجے میں کہا
"سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کا دوسرے سے کوئی رابطہ نہیں ہوتا۔
البتہ ایک آدمی ایسا ہے جو سب سے رابطہ قائم رکھتا ہے۔ اس کا
نام علی عمران ہے۔ اور اس کا فلیٹ کنگ روڈ پر ہے فلیٹ کا نمبر
دو سو ہے۔ وہ بظاہر سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے۔ لیکن تمام ممبروں
کو کیس کے دوران وہ کنٹرول کرتا ہے۔ وہی ہدایات دیتا ہے۔ کسی
ممبر کو دوسرے کی اصل شکل کا علم نہیں ہے اور اگر وہ کسی کیس میں
ایک دوسرے سے مل بھی جاتے ہیں تو ہم ایک دوسرے کو نمبروں سے
پکارتے ہیں اور سب میک اپ میں ہوتے ہیں" ———
جولیا نے جواب دیا۔
شاید اب اس کی تکلیف کی شدت میں کمی آگئی تھی اس لئے
وہ ذہنی طور پر کچھ ہوشیار ہو گئی تھی اس لئے وہ اصل بات گول
کر گئی۔
"دیکھو تم پھر کنی کاٹ رہی ہو۔ اور سنو میں تمہیں ایک بار پھر
ایک منٹ کا وقت دیتی ہوں ورنہ اس بار پوری بوتل تمہارے
گریبان میں انڈیل دی جائے گی۔ اور نتیجہ تم سمجھ سکتی ہو" ———
مادام فیونا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"میں سچ کہہ رہی ہوں بالکل سچ کہہ رہی ہوں۔ تم خود اسے چیک کر
لو اگر ایک لفظ بھی غلط ہو تو مجھے مار ڈالنا بے شک مار ڈالنا" ———
جولیا نے ہذیانی لہجے میں کہا۔

"سنو جس علی عمران کا حوالہ تم دے رہی ہو ——— وہ ختم ہو چکا
ہے۔ میں نے اس کا ڈھانچہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اب بولو
کیا کہتی ہو" ——— مادام فیونا نے جواب دیا۔
"علی عمران کا ڈھانچہ ——— یہ ناممکن ہے وہ نہیں مر سکتا" ———
جولیا نے یوں جواب دیا جیسے علی عمران کی موت کوئی ناممکن امر ہو۔
"وہ تو مر گیا لیکن تم مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کر رہی ہو۔ اس
لئے تمہارا حشر اس سے بھی خراب ہو گا۔ اس کے گریبان میں پوری
بوتل انڈیل دو" ——— مادام فیونا نے نقاب پوش سے مخاطب
ہو کر کہا جس نے ہاتھ میں بوتل پکڑی ہوئی تھی۔
"یس مادام" ——— نقاب پوش نے کہا اور اس کا بوتل والا
ہاتھ تیزی سے جولیا کے گریبان کی طرف بڑھا اور جولیا کے حلق سے
بھیانک چیخ نکلی اور اس کا پورا جسم لرز اٹھا۔ لیکن وہ بے بس تھی۔
اس بری طرح سے جکڑی ہوئی تھی۔ کہ سوائے چیخنے کے کچھ بھی نہ کر
سکتی تھی۔

عمران آندھی اور طوفان کی طرح کار اڑائے موگان کے دفتر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اور پھر چند منٹوں بعد اس نے کار اس وسیع و عریض عمارت کے کمپاؤنڈ میں روک دی۔ جس میں راجہ برادرز کا دفتر موجود تھا۔

"آؤ جوزف میرے ساتھ"۔۔۔۔ عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔ اور اس کے انداز سے ہی جوزف سمجھ گیا۔ کہ وہ انتہائی جارحانہ موڈ میں ہے اور جوزف کے جسم میں بے اختیار جوش و جذبے کی لہر دوڑ گئی۔ عمران ایسے جارحانہ موڈ میں بڑی مدت کے بعد دکھائی دے رہا تھا۔ اور جوزف اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اب جسمانی ورزش کا کھل کر موقع ملے گا۔

عمران کار سے اترتے ہی تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔ اور پھر لفٹ کے قریب لگے ہوئے سٹینڈ بورڈ پر ان کمپنیوں کے نام پڑھنے لگا جو عمارت کی اوپر والی منزلوں پر واقع تھے اور اس کی تیز نظریں جلد ہی راجہ برادرز کے نام پر ٹھہر گئیں۔ یہ دفتر چوتھی منزل پر واقع تھا۔ عمران جوزف کو ساتھ لئے لفٹ

میں سوار ہوا۔ اور چند لمحوں بعد وہ چوتھی منزل پر پہنچ گئے۔ چوتھی منزل پر راجہ برادرز کے قبضے میں کئی کمرے تھے۔ اور یوں لگتا تھا کہ ان کا کاروبار بہت وسیع و عریض ہے۔ ایک کمرے کے دروازے پر مینجنگ ڈائریکٹر کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور دروازے کے ساتھ ہی ایک خوب صورت لڑکی کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی ہوئی ٹیلی فون سننے میں مصروف تھی۔ عمران سیدھا اس کے قریب پہنچ گیا۔

"جی فرمائیے"۔۔۔۔

لڑکی نے نظریں اٹھا کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر موگان سے ملنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے دھیمے لہجے میں کہا۔ لیکن انداز قدرے تحکمانہ تھا۔

"کیا آپ کی ملاقات ان سے طے ہے"۔۔۔۔ لڑکی نے الجھے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"میں نے اپنے آپ سے ملنے کے لئے کبھی ملاقات طے نہیں کی۔ بہرحال آپ انہیں کہہ دیں کہ مسٹر سولگی ان سے ملنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"معاف کیجئے بغیر وقت طے کئے ان سے ملاقات ناممکن ہے۔ وہ بے حد مصروف ہیں"۔۔۔۔

لڑکی نے کاروباری انداز میں معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"جوزف"۔۔۔۔ عمران نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ——— جوزف یکدم اٹن شن ہو گیا۔ اس کے
دونوں ہاتھ ہولسٹروں میں موجود ریوالوروں کے دستوں پر جم گئے۔
"اس لڑکی کو بتاؤ کہ ہم کون ہیں" ——— عمران نے بڑے فاخرانہ
لہجے میں کہا۔
"یس باس" ——— جوزف نے جواب دیا اور دوسرے لمحے
اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے بڑھا اور لڑکی کی گردن پر جم گیا۔ اس
نے ایک جھٹکے سے لڑکی کو یوں کرسی پر سے اٹھایا جیسے سانپ کے
منہ میں چھچھوندر لٹکی ہوئی ہو۔ لڑکی بری طرح چیخ کر ہاتھ پیر مارنے لگی
اور جوزف نے اُسے کاؤنٹر پر ہی پٹخ دیا۔
"یہ صرف ابتدائی سبق ہے" ——— جوزف نے غراتے ہوئے
کہا اور لڑکی کا پورا جسم کانپنے لگا۔
"مم ——— مم ——— مجھے معاف کر دو۔ باس اندر موجود ہے۔ چلے
جاؤ" ——— لڑکی نے کاؤنٹر سے نیچے اترتے ہوئے انتہائی گھبراہٹ
آمیز لہجے میں کہا اور عمران تیزی سے اندرونی دروازے کی طرف بڑھا
اور پھر ایک دھماکے سے دروازہ کھول کر موگان کے دفتر میں داخل
ہو گیا۔ جب کہ جوزف وہیں کاؤنٹر کے قریب کھڑا گہری نظروں سے
لڑکی کو دیکھتا رہا جو دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھوں سے
مسلسل گلا مسلے چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر انتہا درجے کا
خوف تھا۔ اور وہ یوں جوزف کو دیکھ رہی تھی جیسے بکری قصائی اور
اس کی چھریوں کو دیکھتی ہے۔
عمران جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں موجود ایک بڑی

سی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر لیکن جسمانی طور پر انتہائی صحت مند
غیر ملکی چونک پڑا۔
"کون ہو تم" ——— غیر ملکی نے عمران کو اس جارحانہ انداز میں
اندر داخل ہوتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر ناگواری
کے اثرات ابھر آئے تھے۔
"مسٹر موگان جلدی سے بتا دو کہ تم نے پرنسز انگولا کو کونسی
کوٹھی میں بھیجا ہے" ——— عمران نے میز پر دونوں ہاتھ رکھ کر موگان
کی نظروں میں نظریں ڈالتے ہوئے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔
"پرنسز انگولا کوٹھی کیا بکواس ہے" ——— موگان نے چونک
کر جواب دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار ابھرنے لگے تھے۔
"ہوں ——— تو تم نہیں بتاؤ گے" ——— عمران نے سیدھے
ہوتے ہوئے کہا اور پھر اچانک اس کا ہاتھ فضا میں گھوما اور کمرہ
چٹاخ کی زوردار آواز سے گونج اٹھا۔
عمران کا تھپڑ پوری قوت سے موگان کے چہرے پر پڑا تھا۔
اور موگان کرسی سمیت جھٹکا کھا کر فرش پر جا گرا۔ اس نے چیختے ہوئے
پھرتی سے اٹھنا چاہا مگر اتنی دیر میں عمران جیب سے تیز دھار خنجر نکال
چکا تھا۔ جیسے ہی موگان سیدھا ہوا۔ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر
حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی موگان کے حلق سے نکلنے والی
چیخ سے کمرے کے در و دیوار گونج اٹھے۔ لیکن عمران کمرے کی ساخت
دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے یہاں ابھرنے والی کوئی
آواز باہر نہیں جا سکتی۔ اور ویسے بھی وہ جس موڈ میں تھا۔ اُسے اس

بات کی ذرہ برابر پرواہ بھی نہ تھی۔

عمران کا چلا ہوا خنجر موگان کی بائیں آنکھ میں گھستا چلا گیا تھا اور موگان نہ صرف ایک آنکھ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا بلکہ اس کی آنکھ اور نچلا جبڑا تک کٹ کر رہ گیا

"بتاؤ ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور موگان کے ناک کی پھننگ کٹ کر دور جا گری۔

"سب بتاتا ہوں رک جاؤ"۔۔۔۔ موگان نے بری طرح تڑپتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے عمران کے خنجر کو اپنی دوسری آنکھ کی طرف بڑھتے دیکھ لیا تھا۔

"جلدی بکو میرے پاس فضول وقت نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ گل دین کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں ہے"۔۔۔۔ موگان نے جلدی جلدی پتہ بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا جولیا کو بھی وہاں پہنچا دیا گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ جولیا وہاں پہنچ چکی ہے"۔۔۔۔ موگان نے جواب دیا۔

"وہاں کتنے آدمی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"دس مسلح افراد ہیں"۔۔۔۔

موگان خنجر کی چمک کے سامنے مسلسل جواب دیئے چلا جا رہا تھا۔

"کوڈ کیا ہیں"۔۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر پوچھا۔

"راجہ مہاراجہ اور پرنسز انگولا"۔۔۔۔ موگان نے جواب دیا۔

"او۔کے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اس کا خنجر والا ہاتھ تیزی سے بڑھا اور خنجر موگان کی شہ رگ میں پیوست ہو گیا۔ موگان بری طرح تڑپنے لگا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس کا جسم ساکت ہو گیا۔ اکلوتی آنکھ اوپر کو چڑھ گئی۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے خنجر نکال کر اسے میز پر پڑے ہوئے دستر سے صاف کیا اور جیب میں رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا گیا۔

"اسے ایک گھنٹے کے لئے چھٹی کرا دو جوزف"۔۔۔۔ عمران نے ریسپشنسٹ لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی جوزف کا ہاتھ گھوم گیا اور لڑکی کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا اور وہ لہرا کر نیچے فرش پر جا گری۔ بھرپور انداز میں لگنے والی ایک ہی مخصوص ضرب نے اسے کم از کم ایک گھنٹے کے لئے بے ہوش کر دیا تھا۔ لڑکی اس انداز سے گری تھی کہ جب تک کاؤنٹر پر سے جھک کر نہ دیکھا جاتا۔ لڑکی نظر نہ آ سکتی تھی۔ عمران نے میز کے کونے میں پڑی ہوئی ایک چھوٹی سی تختی اٹھائی جس پر "ڈونٹ ڈسٹرب" لکھا ہوا تھا۔ اور جوزف کو باہر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے بیرونی دروازہ کے باہر وہ تختی زنجیر کے ساتھ لٹکا دی اور دروازہ بند کر کے وہ واپس لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

جوزف اس کے پیچھے تھا۔

عمارت سے باہر آکر عمران نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار ایک بار پھر خاصی تیز رفتاری سے دوڑنے لگی۔ جوزف پچھلی سیٹ پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ مختلف سڑکوں پر دوڑنے کے بعد جلد ہی کار مضافاتی کالونی جسے گل دین کالونی کہا جاتا تھا۔ میں داخل ہو گئی۔ بارہ نمبر کوٹھی مین روڈ پر ہی واقع تھی۔ عمران نے کار گیٹ کے سامنے روکی اور زور زور سے ہارن دینا شروع کر دیا۔ جلد ہی پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان باہر نکل آیا۔ نوجوان نے دھاری دار بنیان اور جینز کی پتلون پہنی ہوئی تھی چہرے پر خاصی درشتگی کے آثار تھے۔

"کیا بات ہے"۔۔۔۔۔

نوجوان نے کار کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے مسٹر موگان نے بھیجا ہے۔ اور پرنسز انگولا سے ملنا ہے۔ انتہائی ایمرجنسی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"یہاں کوئی پرنسز انگولا نہیں رہتی یہ تو مائیکل ٹروپ کی کوٹھی ہے"۔۔۔ نوجوان نے درشت لہجے میں جواب دیا اور مڑ کر واپس جانے لگا۔ مگر عمران نے اُسے بازو سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دے کر سیدھا کیا اور دوسرے لمحے اس کا بایاں ہاتھ پوری قوت سے نوجوان کی گردن پر پڑا۔ اور نوجوان اچھل کر دو قدم پیچھے جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران دونوں

پیروں پر تیزی سے اچھلا اور پھر اس کے دونوں پیر بیک وقت نیچے سے اٹھتے ہوئے نوجوان کے سینے پر پڑے۔ اور نوجوان کے حلق سے چیخ کی بجائے غرغراہٹ کی سی آواز نکلی ۔۔۔۔ اور اس کی ناک اور منہ سے خون کی دھار نکلنے لگی۔ وہ چند لمحوں میں ہی ساکت ہو گیا۔ عمران کی بھرپور ضرب نے اس کا دل پھاڑ دیا تھا۔ عمران نے جھک کر اس کی ٹانگ پکڑی اور اسے مردہ چھپکلی کی طرح گھسیٹ کر کار کے نیچے ڈال دیا۔ جوزف بھی یہ واقع دیکھ کر باہر نکل آیا تھا۔ عمران نے جھپٹ کر ایک بار پھر کار کا دروازہ کھولا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ کو ایک جھٹکے سے کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اونچا کر دیا۔ سیٹ کے نیچے واقعی ایک بڑا سا صندوق بنا ہوا تھا۔ جس میں جدید قسم کا اسلحہ موجود تھا۔ عمران نے ایک ٹامی گن اٹھائی ۔۔۔۔ جس کے ساتھ دس ہزار گولیوں والا بیلٹ منسلک تھا۔ اور ٹامی گن کندھے سے لٹکائی اور ایک اور ٹامی گن جوزف کی طرف اچھال دی۔ اور ساتھ ہی کار کا دروازہ بند کر دیا۔

"آؤ میرے ساتھ اور سنو جو آدمی بھی نظر آئے بلا تکلف مار گرانا"۔

عمران نے جوزف کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور جوزف نے پھرتی سے ٹامی گن سنبھالی اور پھر وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے ذیلی کھڑکی کے ذریعے اندر داخل ہو گئے۔

بلیک زیرو نے کار میں بے ہوش پڑے ہوئے غیر ملکی کو باہر
گھسیٹا اور پھر اسے اٹھائے ہوئے مخصوص کمرے کی طرف بڑھتا چلا
گیا۔ کمرے میں داخل ہو کر اس نے غیر ملکی کو کمرے کے شمالی کونے میں
پٹخا اور خود پیچھے ہٹ کر دروازے کے قریب دیوار پر نصب سوئچ
بورڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایک بٹن آن کیا تو کمرے کے
درمیان شیشے کی دیوار سرر کی تیز آواز سے چھت سے نکل کر فرش
میں داخل ہو گئی۔ اس شیشے کی دیوار کی وجہ سے کمرہ دو حصوں میں
بٹ گیا تھا۔ ایک طرف بلیک زیرو کھڑا تھا جب کہ شیشے کی دوسری
طرف وہ غیر ملکی بے ہوش پڑا ہوا تھا ——— بلیک زیرو نے
ایک اور بٹن دبایا اور شیشے کی دوسری طرف ہلکے بھورے رنگ
کا دھواں سا بھرتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی بے ہوش پڑے ہوتے
غیر ملکی کے جسم میں حرکت سی پیدا ہوئی اور پھر چند لمحوں بعد وہ
غیر ملکی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبا دیا۔
اور اس کے ساتھ بھورے رنگ کا دھواں غائب ہو گیا۔ اور اب
اس کی جگہ سرخ رنگ کے دھوئیں نے لے لی۔ یوں لگتا تھا جیسے

پورے کمرے میں سرخ مرچوں کا سفوف اڑتا پھر رہا ہو۔ سرخ رنگ
کے دھوئیں کے ساتھ ہی غیر ملکی نے نہ صرف بری طرح چیخنا شروع کر
دیا بلکہ وہ یوں اچھل رہا تھا جیسے اس کے پورے جسم میں آگ بھر گئی
ہو۔ اس کی چیخیں بلیک زیرو والے حصے میں گونج رہی تھی۔ بلیک زیرو
سوئچ بورڈ کے قریب اطمینان سے کھڑا غیر ملکی کو بغور دیکھتا رہا۔
سرخ رنگ کے دھوئیں کی مقدار لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور
جیسے جیسے مقدار بڑھتی جا رہی تھی۔ غیر ملکی کی چیخوں اور اچھل کود میں
اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور پھر غیر ملکی نے کپڑے پھاڑنے شروع کر دیئے۔
چند لمحوں ہی بعد اس کے جسم پر صرف انڈر ویئر رہ گیا اور باقی
کپڑے فرش پر پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ اب وہ بری طرح
اپنے جسم کو کھجلا رہا تھا۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا اور آنکھیں
باہر کو ابلنی شروع ہو گئی تھیں۔

"بچاؤ۔ خدا کے لئے مجھے اس عذاب سے بچاؤ میں مر جاؤں گا" ———
غیر ملکی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ لیکن بلیک زیرو خاموش کھڑا
رہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد غیر ملکی نے فرش پر لوٹنا شروع کر دیا وہ
اس مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا جیسے اچانک پانی سے نکال لیا گیا ہو۔
اس کے پورے جسم پر بڑے بڑے آبلے سے نمودار ہونے لگے تھے
اور پھر غیر ملکی کے بری طرح کھجلانے کی وجہ سے وہ آبلے پھٹ جاتے
اور غیر ملکی پہلے سے زیادہ تیزی سے لوٹتا اور اچھلنا شروع کر دیتا۔
اس کا چہرہ اس بری طرح بگڑ گیا تھا۔ کہ اب وہ انسان کی بجائے
کوئی مافوق الفطرت شے نظر آ رہا تھا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی

چیخوں میں اب ہذیانی انداز ابھر آیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
نے اب دیواروں سے ٹکریں مارنی شروع کر دی تھیں
بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھایا اور سرخ دھوئیں والا بٹن آف کر
دیا۔ بٹن آف ہوتے ہی شیشے والے حصے میں موجود دھواں تیزی سے
غائب ہوتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی غیر ملکی کے جسم کی حرکات بھی
آہستہ ہوتی چلی گئیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم میں اگلنے والی آگ
آہستہ آہستہ ٹھنڈی پڑتی جا رہی ہو۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ فرش
پر ساکت پڑا تھا البتہ لمبے لمبے سانس لینے کی وجہ سے اس کا پھولتا
پچکتا سینہ صاف نظر آ رہا تھا۔

"جلدی بتاؤ کہ تمہارا ریڈ میڈوسا سے کیا تعلق ہے"۔۔۔۔
بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور اس کا فقرہ سنتے ہی غیر ملکی
کے جسم کو جھٹکا سا لگا۔ اس نے گردن گھما کر بلیک زیرو کی طرف
دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے شدید نفرت کے آثار نمایاں تھے۔

"یہ تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔ مجھے مار ڈالو لیکن یہ عذاب
مت دو"۔۔۔۔
غیر ملکی نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"صرف میرے سوالوں کا جواب دو۔ ورنہ اس بار سرخ دھواں
پہلے سے زیادہ مقدار میں بھر جائے گا۔ اور پھر تم مر تو نہ سکو گے لیکن
۔۔۔۔۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہاتھ سوئچ کی طرف بڑھاتے
ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔ سوئچ نہ آن کرنا میں بتاتا ہوں۔

میں ریڈ میڈوسا کا ممبر ہوں۔ میرا نمبر فائیو ہے"۔۔۔ غیر ملکی نے
انتہائی گھبراہٹ بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ریڈ میڈوسا کا اس ملک میں کیا مشن ہے"۔۔۔ بلیک زیرو
نے دوسرا سوال کیا۔

"مجھے نہیں معلوم۔۔۔ میں تو صرف ایک مہرہ ہوں"۔۔۔
غیر ملکی نے کروٹ بدلتے ہوئے کہا۔ اب وہ خاصا مطمئن نظر آ رہا تھا
اور اس کا جواب سنتے ہی بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر بٹن دبا دیا۔
کمرے میں ایک بار پھر سرخ رنگ کا دھواں پھیلتا ہوا نظر آیا اور
غیر ملکی کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ دہشت زدہ انداز میں
چیخ رہا تھا۔

"بند کرو اسے۔۔۔ میں بتاتا ہوں بتاتا ہوں"۔۔۔ غیر ملکی نے
چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں بتاؤ۔۔۔ ورنہ میں مقدار میں اضافہ کر دوں گا"۔۔۔
بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور غیر ملکی نے کسی طوطے کی طرح
رٹا ہوا سبق دہرانا شروع کر دیا وہ بری طرح اچھل رہا تھا اور اپنے
جسم کو ساتھ ساتھ بری طرح کھجلاتا جا رہا تھا۔

"ریڈ میڈوسا یہاں کی اٹیمک لیبارٹری کو اڑانا چاہتی ہے"۔۔۔
غیر ملکی نے بری طرح اچھلتے اور چیختے ہوئے کہا۔

"اور تفصیل بتاؤ"۔۔۔ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بند کرو مجھے اس خوف ناک عذاب سے بچاؤ میں سچ کہتا ہوں
میں سب کچھ بتا دوں گا اور بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف

کر دیا۔ چند لمحوں بعد غیر ملکی کی اچھل کود آہستہ ہوتی چلی گئی۔

"جلدی بتاؤ میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے کہ میں یہاں کھڑا تمہارا ناچ دیکھتا رہوں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہاتھ سوئچ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرے ذمے اٹیمک لیبارٹری کا محل وقوع چیک کرنا تھا۔ میں نے اپنے دو ساتھیوں کو بھیجا تھا۔ وہ مصوری کرنے کے بہانے وہاں گئے تھے۔ اور پھر وہ وہاں کی مکمل رپورٹ لے کر آئے تھے۔ وہ رپورٹ کوڈ ورڈز میں کاغذ پر لکھی ہوئی ہے"۔۔۔۔۔ غیر ملکی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا یہی وہ کاغذ ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جیب سے وہی کاغذ نکال کر غیر ملکی کو دکھاتے ہوئے کہا جس پر ٹیڑھی میڑھی لکیریں بنی ہوئی تھیں۔

"ہاں یہی رپورٹ ہے جو میں نے ریڈ میڈوسا کو پہنچانی تھی"۔۔۔۔۔ نمبر فائیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا ڈی کوڈ کیا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ اور سنو اگر یہ تمہارے بتائے ہوئے طریقے سے ڈی کوڈ نہ ہوا تو میں سرخ رنگ کا دھواں چھوڑ کر خود چلا جاؤں گا۔ اور پھر جو تمہارا حشر ہوگا اس کا تصور تم آسانی سے کر سکتے ہو"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"فار گاڈ ایسا نہ کرنا۔ یہ بہت خوف ناک ہے۔ میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اس قدر خوف ناک عذاب بھی دنیا میں ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔

نمبر فائیو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر ڈی کوڈنگ بتاؤ"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

"یہ ایلفا بیٹا ڈبل ایلفا کوڈ ہے"۔۔۔۔۔ نمبر فائیو نے کہا۔

"بس ٹھیک ہے میں سمجھ گیا اب میں اسے ڈی کوڈ کر لوں گا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تمہارے ساتھیوں نے یہ رپورٹ حاصل کیسے کی۔ تمہارے کہنے کے مطابق وہ صرف مصوری کرنے گئے تھے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔ اس کے ذہن میں صفدر کی وہ رپورٹ آگئی تھی۔ جس میں اس نے ایک مرد اور عورت کا وہاں مصوری کے لئے آنا اور پھر کار میں سے غائب ہو جانے کا ذکر کیا تھا۔

"دراصل مصوری کا ایزل سٹینڈ جدید ترین مشینری کے تحت بنایا گیا تھا۔ بظاہر وہ لکڑی کا ایک عام سا سٹینڈ تھا۔ لیکن اس کی تینوں ٹانگوں کے اندر ایسے حساس ترین آلات نصب تھے۔ کہ وہ زمین کے اندر پانچ ہزار فٹ تک کی گہرائی میں چلنے والی کسی بھی مشین کی نہ صرف ماہیت بلکہ اس کا مقصد تک نوٹ کر لیتے تھے اور ان کی رپورٹ ایک چھوٹی سی فلم میں جو اس تختے کے اندر فٹ تھی جس پر کاغذ چڑھا کر مصوری کی جاتی ہے تحریر ہوتی رہتی تھی۔ اس فلم کے ذریعے یہ رپورٹ تیار کی گئی ہے"۔۔۔۔۔ نمبر فائیو کی قوت ارادی سرخ دھوئیں نے بالکل ہی ختم کر دی تھی۔ اس لئے وہ بڑی وضاحت سے تمام سوالوں کے جواب دیتا چلا جا رہا تھا۔

"یہ رپورٹ تم نے مادام فیونا کو دینی تھی"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو

نے پوچھا۔

"ہاں وہی ہماری سربراہ ہے" ——— نمبر فائیو نے جواب دیا۔

"کیا وہی ریڈ سیڈ وساہنے" ——— بلیک زیرو نے دوسرا سوال کیا۔

"اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ کہ وہ خود باس ہے یا وہ بھی کسی کی ماتحت ہے" ——— نمبر فائیو نے جواب دیا۔

"اوکے ——— اب تم آرام کرو میں تمہاری بتائی ہوئی باتیں چیک کر لوں" ——— بلیک زیرو نے کہا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ ہاتھ میں رپورٹ کا کاغذ پکڑے وہ تیزی سے چلتا ہوا آپریشن روم کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کہ اچانک کہیں قریب ہی چیخ کی سی آواز ابھری اور بلیک زیرو کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور وہ منہ کے بل زمین پر گرتا چلا گیا۔ رپورٹ والا کاغذ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف جا گرا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کی کمر میں گرم سلاخ اترتی چلی گئی ہو۔ دماغ پر اندھیروں نے بڑے زبردست انداز میں یلغار شروع کر دی۔ وہ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں سمجھ گیا کہ کسی نے اس کی پشت پر گولی مار دی ہے۔ اس کا سانس گھٹتا چلا جا رہا تھا۔ اور سانس لینے کے لئے اُسے زبردست جدوجہد کرنی پڑ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے چند لمحوں بعد اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ جائے گی۔ اور پھر تیز تیز قدموں کی آواز اُسے قریب آتی سنائی دی۔ اس نے اپنے سر کو جھٹک کر دماغ پر پھیلنے والے اندھیروں کو دور کرنے کی آخری کوشش کی مگر یک لخت اُسے

محسوس ہوا کہ اس کی سانس رک گئی ہے اور پھر دماغ پر سیاہ رنگ کی چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا کہ کوئی شخص اس کے قریب پہنچ گیا ہے۔ اس کے بعد تاریکی ہی تاریکی تھی۔

"ٹھہرو ——— رک جاؤ ——— خدا کے لئے رک جاؤ یہ ظلم نہ کرو میں بتاتی ہوں" ——— جولیا نے اپنے گریبان کی طرف تیزاب کی بوتل بڑھتے دیکھ کر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ" ——— مادام فیونا نے نقاب پوش سے کہا۔ اور نقاب پوش کا ہاتھ آخری لمحے میں واپس ہو گیا۔ اگر مادام فیونا ایک لمحہ اور اُسے نہ روکتی تو نقاب پوش تیزاب کی پوری بوتل جولیا کے گریبان میں انڈیل چکا ہوتا اور ظاہر ہے اس کے بعد جولیا کا جو حشر ہوتا وہ اظہر من الشمس تھا۔

"سیکرٹ سروس کے میرے علاوہ چھ ممبر ہیں" ——— جولیا نے بتایا۔

"ان کے نام اور پتے بتاؤ" ——— مادام فیونا نے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

ان کے نام صفدر، شکیل، نعمانی، چوہان، صدیقی اور تنویر ہیں اور
وہ سب اس وقت اٹیمک ریسرچ لیبارٹری کی نگرانی میں مصروف
ہیں۔ اور مستقل وہیں رہتے ہیں"۔۔۔۔۔
جولیا نے جواب دیا۔
"ان کے وہاں کے پتے بتاؤ"۔۔۔۔۔ مادام فیونا نے زور دے
کر پوچھا۔
"مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ میں وہاں کبھی نہیں گئی"۔۔۔ جولیا نے
سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔ تکلیف کی شدت سے اس کا جسم مسلسل
کانپ رہا تھا۔
"بوتل انڈیل دو"۔۔۔ مادام فیونا نے نقاب پوش سے دوبارہ
مخاطب ہو کر کہا۔ اور نقاب پوش ایک بار پھر آگے بڑھنے لگا۔
اور جولیا کی آنکھیں خوف سے پھٹتی چلی گئیں۔
"میں سچ کہہ رہی ہوں مجھے پتہ نہیں"۔۔۔ جولیا نے ہذیانی انداز
میں چیختے ہوئے کہا۔ لیکن نقاب پوش مسلسل اس کی طرف بڑھا چلا
آ رہا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس کے قریب پہنچتا اچانک کمرے
کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ سب چونک کر مڑے۔
"مادام ۔۔۔ کوٹھی پر حملہ ہو گیا ہے۔ انتہائی خوفناک جنگ ہو
رہی ہے۔ حملہ آور جلد ہی کوٹھی پر قبضہ کر لیں گے آپ یہاں سے نکل
چلیں"۔۔۔ آنے والے نے جو زارس تھا۔ وہاں کا انچارج
گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے"۔۔۔ مادام نے

گھبرا کر پوچھا۔
"ہاں ۔۔۔ آیئے میرے ساتھ ۔۔۔ اور تم دونوں جلدی سے جا کر
حملہ آوروں کے خلاف مورچہ سنبھالو"۔۔۔ زارس نے مادام کو
جواب دینے کے ساتھ ساتھ نقاب پوشوں سے مخاطب ہو کر تحکمانہ
لہجے میں کہا اور وہ دونوں بوتل پھینک کر تیزی سے دروازے کی
طرف مڑے اور پھر باہر بھاگتے چلے گئے۔ ان کے بعد زارس اور
مادام کمرے سے باہر نکلے اور پھر زارس مادام کا ہاتھ پکڑے تیزی
سے ایک راہداری میں بھاگتا چلا گیا۔ راہداری کے آخر میں موجود دیوار
کے قریب پہنچ کر اس نے دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پیر زور سے
پیر مارا۔ دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ اور وہ دونوں اس خلا سے
دوسری طرف نکل گئے۔ دیوار ان کے پار ہوتے ہی دوبارہ برابر ہو
گئی۔ اب وہ ایک پتلی سی سرنگ میں دوڑنے لگے۔ سرنگ کے اختتام
پر ان کا سامنا ایک بار پھر دیوار سے ہوا۔ اور زارس نے یہ دیوار بھی
ایک کونے میں پیر کی ضرب لگا کر غائب کی اور پھر وہ دونوں دیوار
کے پار چلے گئے۔ یہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا ۔۔۔ جو گیراج
نما تھا۔ اس کے اندر سپورٹس ماڈل کی ایک کار موجود تھی۔ سامنے
شٹر گیٹ بنا ہوا تھا۔ زارس نے شٹر گیٹ کے کونے میں لگے ہوئے
ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا تو شٹر تیز آواز سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔
اب سامنے سڑک صاف نظر آ رہی تھی ۔۔۔ زارس تیزی سے
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ مادام فیونا نے ساتھ والی سیٹ سنبھالی اور
منہ پر سے نقاب اتار لیا۔ کار تیزی سے گیراج سے نکلی۔ اور زارس

نے کار کے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور ان کے باہر نکلتے ہی گیراج کا شٹر خود بخود تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا۔ اور زارس کی کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی دوسری کاروں میں شامل ہو گئی۔

"یہ حملہ آور کون ہیں" ——— مادام فیونا نے جو اب تک خاموش تھی بڑے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔

"معلوم نہیں مادام ——— بس اچانک ہی انہوں نے حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اتنا تیز تھا کہ ہمارے سنبھلتے سنبھلتے وہ اندر تک پہنچ گئے" ——— زارس نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارا اخیال غلط تھا۔ جولیا کو اغوا کرنے والے اپنے پیچھے انہیں لگا لائے تھے۔ ورنہ اس طرح اچانک حملہ نہ ہوتا" ——— مادام فیونا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے ——— حالانکہ اس بات کا خیال تو بہت رکھا گیا تھا" ——— زارس نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"مجھ سے غلطی ہوئی آتے ہوئے اس جولیا کو گولی مار دینی چاہیے تھی" ——— مادام نے افسوس بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"پھر ہمیں دیر ہو جاتی۔ حملہ آور بس چند لمحوں بعد ہی وہاں پہنچ جاتے" زارس نے جواب دیا۔

"اب تم کہاں جا رہے ہو" ——— مادام فیونا نے اچانک چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارا ایک اور خفیہ اڈہ ہے وہاں پہنچ کر پہلے تمام حالات کا اندازہ لگاؤں گا۔ اور پھر جیسے حالات ہوئے ویسے اقدام کروں گا۔"

زارس نے جواب دیا۔

مادام فیونا نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ زارس سے کہے کہ وہ اسے ہوٹل پر ڈراپ کر دے مگر پھر اس نے ارادہ ترک کر دیا۔ اس نے سوچا کہ پہلے وہ ہوٹل فون کر کے حالات کا پتہ کرے گی پھر وہاں جائے گی۔

تھوڑی دیر بعد زارس نے کار ایک اور کالونی کی طرف موڑ دی اور چند لمحوں بعد وہ ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا باہر آگیا۔

"ہیکل کو بلاؤ" ——— زارس نے نوجوان سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہیکل آج کل ملک سے باہر ہے۔ ایک ہفتہ بعد آئے گا" ——— نوجوان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں چند گھنٹے انتظار کر لیتا ہوں" ——— زارس نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"اور کے باس ——— آپ اچانک کیسے آگئے" ——— نوجوان نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔ یہ پہلی گفتگو شاید ایک دوسرے کی پہچان کے لئے کوڈ تھی۔

"پوائنٹ نمبر ون پر حملہ ہو گیا ہے تم جلدی سے پھاٹک کھولو" زارس نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور نوجوان تیزی سے مڑ کر بھاگتا ہوا پھاٹک کی کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھلتا

چلا گیا۔ زارس کار اندر بڑھائے لئے گیا۔ اور جب اس نے کار پورچ
میں روکی تو کئی مشین گنوں سے مسلح افراد نے کار کو گھیر لیا۔ زارس
تیزی سے نیچے اترا۔ تو ایک نوجوان نے قدم آگے بڑھائے۔
"باس آپ" ـــــ نوجوان نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔
"وہاں پوائنٹ نمبر ون پر حملہ ہو گیا ہے۔ تم لوگ ہوشیار رہو" ـــــ
زارس نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر کار سے نیچے اترتی ہوئی مادام کو
اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے عمارت کے اندر بڑھتا چلا گیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے ایک
بڑے سے کمرے میں آئے جہاں ایک بڑی سی میز موجود تھی۔ اور
دیواروں پر مختلف سائزوں کی سکرینیں نصب تھیں ـــــ میز کی
سطح پر مختلف رنگوں کے بٹنوں کی ایک طویل قطار نصب صاف نظر
آ رہی تھی۔ ـــــ زارس نے میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسی سنبھالی
اور مادام میز کے قریب رکھی ہوئی دوسری کرسی پر بیٹھ گئی۔ زارس
نے کرسی پر بیٹھتے ہی میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن
دبتے ہی سامنے کی دیوار پر نصب ایک سکرین روشن ہو گئی۔ اور
زارس کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ سکرین پر چند لمحوں بعد
ایک منظر ابھر آیا۔
یہ کوٹھی کے سامنے کی سمت تھی۔ کوٹھی میں پولیس کے افراد گھومتے
پھرتے نظر آ رہے تھے۔
"اوہ اس کا مطلب ہے پولیس وہاں پہنچ گئی ہے" ـــــ
زارس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ وہی کوٹھی ہے جہاں سے ہم آئے ہیں" ـــــ
مادام نے پوچھا۔
"ہاں یہ وہی ہے۔ اور وہاں نصب کیمرے صحیح کام کر رہے ہیں
اس کا مطلب ہے حملہ آوروں کو شاید پولیس کے آنے کی وجہ سے
زیادہ نقصان کا موقع نہیں ملا۔ بہرحال اب میں کسی آدمی کو بھیجتا
ہوں وہ تمام حالات کا پتہ کر کے آئے گا" ـــــ زارس نے کہا
اور بٹن آف کر کے اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن
دبا دیا۔
"یس جیکسن سپیکنگ" ـــــ انٹرکام سے ایک مردانہ
آواز ابھری۔
"پوائنٹ نمبر ون پر کسی آدمی کو بھیج کر تفصیلات کا پتہ کراؤ اور
مجھے رپورٹ دو" ـــــ زارس نے کہا۔
"بہتر باس" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور زارس نے
انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔
"موگان کا نمبر ملاؤ۔ میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں" ـــــ
مادام نے زارس سے کہا اور زارس نے سر ہلاتے ہوئے میز پر پڑے
ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔
"مسٹر موگان سے بات کراؤ" ـــــ
رابطہ قائم ہوتے ہی زارس نے کہا۔
"آپ کون بول رہے ہیں" ـــــ
دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں ان کا دوست ہوں زارس" ——— زارس نے مختصر سا جواب دیا۔

"مسٹر موگان کو کسی نے ان کے دفتر میں گھس کر قتل کر دیا ہے۔ ان کی سیکرٹری کو بے ہوش کر دیا گیا تھا" ——— دوسری طرف سے جواب ملا اور زارس یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ گیا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے" ——— زارس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"دو گھنٹے پہلے دو آدمی وہاں آئے تھے۔ سیکرٹری کے بیان کے مطابق ان میں سے ایک نوجوان تھا اور دوسرا ایک لحیم شحیم حبشی تھا۔ انہوں نے پہلے سیکرٹری پر تشدد کیا اور پھر وہ نوجوان موگان کے کمرے میں گھس گیا اور پھر جب واپس آیا تو سیکرٹری کو بیہوش کر کے وہ دونوں بھاگ گئے۔ جب سیکرٹری ہوش میں آئی تب پتہ چلا کہ مسٹر موگان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے" دوسری طرف سے تفصیل بتائی گئی۔

"اوہ ویری بیڈ" ——— زارس نے کہا اور پھر ڈھیلے ہاتھوں سے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ تشدد سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ موگان سے کوئی خاص بات پوچھنا چاہتے تھے" ——— مادام فیونا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور تیزی سے اپنے

ہوٹل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس میری زاروش سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"مادام فیونا سپیکنگ" ——— مادام فیونا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ——— دوسری طرف سے بولنے والی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص بات" ——— مادام فیونا نے پوچھا۔

"اور تو کوئی خاص بات نہیں مادام ——— البتہ دو گھنٹے پہلے ایک نوجوان میرے پاس آیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو محکمہ ثقافت کا آفیسر ظاہر کر رہا تھا۔ اس نے باتوں باتوں میں ریڈ میڈوسا کا نام لیا۔ اور کہا کہ ریڈ میڈوسا ایک عریاں ڈانس کا نام ہے۔ وہ یہاں نہیں ہونا چاہیئے۔ اور جاتے ہوئے کہہ گیا کہ مادام فیونا کو پیغام دے دیں کہ ریڈ میڈوسا یہاں نہیں چلے گا" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ——— یہ بات ہے تو سنو تم اطمینان سے شو کرو اب میں وہاں نہیں آؤں گی۔ اگر کوئی پوچھے تو کہہ دینا کہ ایک ضروری کام کی وجہ سے مادام واپس اپنے ملک چلی گئی ہے۔ منیجر سے باقی بات چیت تم کر لینا۔ اب تم اس طائفے کی انچارج ہو۔ سمجھ گئیں" ——— مادام فیونا نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام جو آپ کا حکم" ——— دوسری طرف سے جواب

دیا گیا۔ اور مادام نے کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر گھمانے شروع کر دیئے
اس کے چہرے پہ گہری تشویش کے آثار نمایاں تھے۔
"کمرہ نمبر تین سو دس سے بات کراؤ" ـــــ مادام نے
رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔
"معاف کیجئے کمرہ نمبر تین سو دس میں رہنے والے مسٹر ہنری کو
پولیس بے ہوشی کر کے لے گئی ہے" ـــــ
دوسری طرف سے جواب ملا۔
"کیا مطلب ـــ کیا پولیس نے وہاں چھاپا مارا تھا" ـــــ
مادام کی آنکھیں حیرت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔
"تفصیل کا علم تو نہیں۔ البتہ یہ پتہ چلا ہے کہ سرمئی رنگ کے
سوٹ میں ملبوس آدمی مسٹر ہنری کو بے ہوشی کے عالم میں کاندھے
پہ اٹھائے لفٹ سے نیچے اترا۔ تو ایک ویٹر نے اسے روکنے کی کوشش
کی۔ مگر اس نے یہ کہہ کر ویٹر کو ہٹا دیا کہ پولیس کے کام میں مداخلت
نہ کرو" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور مادام نے
ریسیور کریڈل پہ پٹخ دیا۔
"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے" ـــــ مادام نے دانتوں سے
ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ ہر طرف بازی الٹی ہو رہی تھی۔ چند لمحے وہ
بیٹھی سوچتی رہی۔ اور پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا چپٹا سا ڈبہ
نکالا اور اس کے ایریل کو کھینچ کر چار منزل اوپر کر دیا۔
"ہیلو ـــ ریڈ میڈوسا سپیکنگ اوور" ـــــ
مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

"نمبر فور سپیکنگ میڈم اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک
بھرائی ہوئی آواز نکلی۔
"تمہیں نمبر فائیو کی نگرانی پہ لگایا گیا تھا۔ ابھی ابھی مجھے علم ہوا
ہے کہ اسے اغوا کر لیا گیا ہے اوور" ـــــ مادام نے انتہائی
سخت لہجے میں کہا۔
"یس مادام ـــ میں ہوٹل ہالی ڈے میں نمبر فائیو کی نگرانی کیلئے
موجود تھا کہ اچانک ایک آدمی نمبر فائیو کو بے ہوشی کے عالم میں
کاندھے پر اٹھائے لفٹ سے نیچے اترا۔ ویٹر نے اسے روکنا چاہا۔ تو
اس نے پولیس کا نام لے دیا۔ اور نمبر فائیو کو اٹھائے باہر کار میں
ڈال کر چل پڑا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تو وہ اسے مورگ روڈ پہ
ایک قلعہ نما عمارت میں لے گیا۔ میں نے آپ سے رابطہ قائم کرنے
کی کوشش کی۔ لیکن آپ سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ تو میں نے اپنے
طور پر عمارت کے اندر جانے کا منصوبہ بنایا اور پھر میں کار کو
دیوار کے ساتھ کھڑی کر کے عمارت کے اندر کود گیا۔ بہت وسیع و
عریض عمارت تھی۔ وہی کار جس میں نمبر فائیو کو لے جایا گیا تھا۔ وہاں
موجود تھی ـــ میں جس وقت کار کے قریب پہنچا تو میں نے ایک
دروازے سے اسی آدمی کو جس نے نمبر فائیو کو اغوا کیا تھا باہر نکلتے
دیکھا۔ اس نے ہاتھ میں ایک کاغذ پکڑا ہوا تھا ـــ میں نے اس
کی پشت میں سائیلنسر لگے ریوالور سے گولی مار دی۔ لیکن جب میں
اس کے قریب پہنچا تو اچانک میرے سر پہ قیامت ٹوٹ پڑی اور
میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک کمرے میں

بند تھا ـــــ میں نے کمرے سے نکلنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن
اس کا دروازہ بے حد مضبوط ہے اور ایسی ساخت کا ہے کہ نہ تو توڑا
جا سکتا ہے اور نہ ہی کھولا جا سکتا ہے۔ نمبر فائیو بھی اسی کمرے میں ہے۔
اس کی انتہائی بُری حالت ہے ـــــ اس کے تمام جسم پر آبلے پڑے
ہوئے ہیں۔ اور اس کی ذہنی کیفیت ماؤف ہے۔ بہرحال میں نے
کوشش کر کے پوچھا تو اس نے اتنا بتایا ہے کہ لانے والے نے
اس پر تشدد کر کے ریڈ میڈوسا کے متعلق پوچھا اور لیبارٹری سے
متعلق وہ کوڈ رپورٹ بھی اس کے پاس موجود ہے ـــــ نمبر فائیو
نے اس سے وہ کوڈ رپورٹ بھی ڈی کوڈ کرنے کا راز معلوم کر
لیا ہے اوور" ـــــ نمبر فور نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ویری بیڈ ـــــ اس کا مطلب ہے تم دونوں اسی عمارت
میں قید ہو" اوور" ـــــ مادام نے کہا۔

" یس میڈم ـــــ ہم دونوں اسی عمارت میں ہیں اوور" ـــــ
نمبر فور نے جواب دیا۔

" او۔کے ـــــ میں ابھی اس عمارت پر حملہ کرتی ہوں تم بے فکر
رہو۔ اوور اینڈ آل" ـــــ مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے ایریل دوبارہ تہہ کر دیا۔

" یہ عمارت جولیا کے مطابق سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔
اس کا مطلب ہے سیکرٹ سروس ہماری راہ پر چل نکلی ہے۔ اور
میں حیران ہوں کہ انہیں ریڈ میڈوسا کے متعلق کیسے معلومات مل گئیں۔
اور نہ صرف معلومات مل گئیں۔ بلکہ انہوں نے حیران کن تیزی سے

ہر طرف سے حملے شروع کر دیئے ہیں۔ پوائنٹ نمبر ون پر حملہ۔ موگان کا
قتل۔ نمبر فائیو کا اغوا۔ میرے ہوٹل پر پہنچ کر ریڈ میڈوسا کا ذکر کرنا۔
انتہائی حیرت انگیز ہے۔ واقعی یہ سیکرٹ سروس تو مافوق الفطرت
لگتی ہے۔ لیکن انہیں معلوم نہیں کہ ان کا مقابلہ کس سے ہے۔ میں اس
عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی" ـــــ مادام کا چہرہ غصے
کی شدت سے بگڑتا چلا جا رہا تھا۔

" واقعی انتہائی حیرت انگیز ہے سب کچھ" ـــــ
زارس نے کہا۔

" تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں اور کون کون سا اسلحہ ہے" ـــــ
مادام نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

" دس آدمی ہیں اور یہاں سٹور میں ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے" ـــــ
زارس نے جواب دیا۔

" بس ٹھیک ہے تم اپنے آدمیوں کو تیار کرو اور مجھے اسلحہ خانے
میں لے چلو۔ میں ابھی اس عمارت پر حملہ کرنا چاہتی ہوں" ـــــ
مادام نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" مگر مادام اس وقت تو دن ہے۔ وہاں ہجوم اکٹھا ہو جائے گا۔
پولیس آ جائے گی۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ رات کو حملہ کیا جائے" ـــــ
زارس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

" نہیں ـــــ میں اینٹ کا جواب فوری طور پر پتھر سے دینا چاہتی
ہوں تم تیاری کرو" ـــــ مادام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور
زارس نے ہاتھ انٹرکام کی طرف بڑھا دیا ظاہر ہے وہ مادام کے سامنے

مزید کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔

"ٹھہرو" ——— اچانک مادام فیونا نے کسی خیال کے تحت کہا۔ اور زارس کا ہاتھ انٹر کام کا بٹن دباتے دباتے رک گیا۔

اور مادام نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور وہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جو جولیا نے اُسے دانش منزل کے بتائے تھے۔ نمبر مکمل ہوتے ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس ایکسٹو سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جولیا سپیکنگ فرام دس اینڈ" ——— مادام فیونا نے جولیا کے لہجے اور آواز کی نقل کرتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"یس کیا بات ہے" ——— ایکسٹو نے بدستور اُسی لہجے میں پوچھا۔

"میں ریڈ میڈوسا کے قبضے سے نکل آئی ہوں۔ میرے پاس اس کا ایک ایسا راز ہے جو میں فوری طور پر آپ تک پہنچانا چاہتی ہوں" ——— مادام فیونا نے کہا۔

"ریڈ میڈوسا ——— ٹھیک ہے ——— آؤ" ——— ایکسٹو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اور مادام فیونا کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ سیکرٹ سروس کے سربراہ کا ریڈ میڈوسا کے نام پر چونکنے کا مطلب یہی تھا کہ اُسے ریڈ میڈوسا کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ موگان کو قتل کرنے والے کوئی اور تھے۔

اور اسی طرح گل دین کالونی پر حملہ بھی سیکرٹ سروس کی طرف سے نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً ایکسٹو کو اس کا علم ہوتا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اُسے یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اس عمارت میں نمبر فائیو کو لے جایا گیا ہے اور اس پر تشدد کر کے ریڈ میڈوسا کے بارے میں تفصیلات پوچھی گئیں۔ پھر نمبر فور نے عمارت میں داخل ہو کر لے جانے والے پر حملہ کیا اور اُسے گولی مار دی لیکن اُسے بھی بے ہوش کر کے قید کر دیا گیا۔ اس کے باوجود ایکسٹو ریڈ میڈوسا کے بارے میں لاعلم تھا۔ فوراً ہی اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا اور وہ سمجھ گئی کہ اصل چکر کیا چلا ہو گا۔ دراصل نمبر فائیو کو لے جانے والا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر ہو گا۔ جسے اتفاق سے ریڈ میڈوسا کے بارے میں معلومات مل گئیں ——— اور وہ نمبر فائیو کو ہیڈ کوارٹر میں اغوا کر کے لے گیا۔ اور اس پر تشدد کر کے اُس سے راز اگلوا لیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ یہ معلومات ایکسٹو تک پہنچاتا۔ اُسے نمبر فور نے قتل کر دیا۔ اس طرح یہ راز اس ایجنٹ کے سینے میں ہی دفن رہ گیا اور ایکسٹو اس سے لاعلم ہی رہا۔ یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس نے ریڈ میڈوسا کے نام پر حیرت کا اظہار کیا ہے ——— یہ سب کچھ اس نے ایک لمحے میں ہی سوچ لیا۔

"سر میں ابھی ہیڈ کوارٹر پہنچ رہی ہوں۔ چونکہ مجھ پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے اس لئے میرا ذہن سلامت نہیں ہے۔ آپ مجھے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر ہی مل لیں۔ اور مجھ سے وہ راز لے لیں" ———

مادام فیونا نے بات بناتے ہوئے کہا کیونکہ اُسے عمارت میں داخلے

کے طریق کار اور کوڈز وغیرہ کا علم نہیں تھا۔ اور وہ ایکسٹو سے اس بارے میں پوچھ بھی نہ سکتی تھی۔ کیونکہ اس طرح ایکس ٹو مشکوک بھی ہو سکتا تھا۔

" او۔ کے ___ تم آجاؤ " ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور مادام فیونا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر پھرتی سے جیب سے وہی چپٹا سا بکس نکالا اور اس کا ایریل تین منزلوں تک کھینچ لیا۔

" یس نمبر تھری سپیکنگ اوور " ___ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

" ریڈ میڈوسا اوور " ___ مادام فیونا نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس مادام فرمائیے اوور " ___ نمبر تھری نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

" تم مکھیوں کو لے کر فوراً مورگ روڈ پر ایک قلعہ نما عمارت کے سامنے پہنچ جاؤ۔ میں میک اپ میں تمہیں وہیں ملوں گی۔ کوڈ یہی ہوں گے۔ باقی ہدایات وہیں دوں گی اوور " ___ مادام فیونا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس مادام ___ میں دس منٹ میں وہاں پہنچ جاؤں گا اوور " نمبر تھری نے جواب دیا۔

" حملہ کرنے والا لوشن اور انٹی لوشن بھی اپنے ہمراہ لے آنا اوور " مادام فیونا نے کہا۔

" او۔ کے مادام اوور " ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوور اینڈ آل " ___ مادام نے کہا اور ایریل تہہ کر کے ڈبہ دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

" تم اپنے آدمیوں کو بموں اور مشین گنوں سے مسلح کر کے اس عمارت کے گرد پھیلا دو۔ میں نے اپنی حکمت عملی تبدیل کر لی ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے حملے کی ضرورت پڑ جائے۔ تم تھری ون ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ لے جانا۔ میں اس پر تمہیں کاشن دوں گی۔ کاشن ملتے ہی تم لوگوں نے حملے کا آغاز کر دینا ہے " ___ مادام نے زارسی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن مادام آپ اگر اس عمارت میں ہوئیں تو پھر " ___ زارسی نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

" تم ضرورت سے زیادہ احمق واقع ہوئے ہو۔ کیا میں اتنی ہی بے وقوف ہوں کہ بغیر اپنا بچاؤ کئے حملے کا حکم دے دوں گی " مادام نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سوری مادام ___ بس ویسے ہی خیال آگیا تھا " ___ زارسی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" میں باتھ روم میں جا رہی ہوں۔ مجھے میک اپ باکس وہیں پہنچا دو۔ جلد ہی تاکہ میں جولیا کا میک اپ کر سکوں۔ مجھے میک اپ باکس دے کر تم اپنے آدمیوں کو لے کر اس عمارت کی طرف چلے جاؤ۔ سپورٹس کار چھوڑتے جانا۔ میں اس کار میں وہاں پہنچ جاؤں گی " ___ مادام نے اسی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس پر ٹوائلٹ کا لفظ لکھا ہوا تھا۔

"میک اپ باکس ٹوائلٹ میں پہلے سے موجود ہے مادام۔ تیسری الماری کے نچلے خانے میں" ــــــ زارس نے جواب دیا۔

"اور کے ــــــ مختلف وگیں بھی ہیں وہاں" ــــــ مادام نے اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یس مادام ــــــ الماری میں مختلف لباس اور وگیں بھی موجود ہیں۔ ہر قسم کا میک اپ آسانی سے کیا جاسکتا ہے" ــــــ زارس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم وہاں جانے کی تیاری کرو۔ اور سنو تمہیں وہاں اس انداز میں چھپ کر رکنا ہوگا کہ کسی کو تم پر یا تمہارے آدمیوں پر شک نہ پڑے۔ وہ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ ہوسکتا ہے اس کی نگرانی کا بھی کوئی انتظام ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہارے آدمی مشکوک ہو جائیں اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے" ــــــ مادام نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادام" ــــــ زارس نے اسے اطمینان دلاتے ہوئے کہا اور مادام سر ہلاتی ہوئی ٹوائلٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

پھاٹک کی ذیلی کھڑکی سے اندر داخل ہوتے ہی عمران اور جوزف تیزی سے دائیں سمت کی دیوار کی طرف بھاگے۔ وہاں مہندی کی قد آدم باڑھ موجود تھی جو اصل عمارت تک چلی گئی تھی۔ اب یہ اتفاق ہی کہا جاسکتا ہے کہ جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو عمارت کے سامنے کے رخ پر کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا۔ اور وہ دونوں بخیر و عافیت مہندی کی باڑھ کے پیچھے چھپ گئے اور پھر جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ابھی وہ عمارت کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اچانک دو مسلح افراد برآمدے میں نمودار ہوئے۔ اب صورت حال یہ تھی کہ ان کی نظروں میں آئے بغیر وہ عمارت میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے عمران نے ٹامی گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ اور وہ دونوں کسی لٹو کی طرح گھوم کر فرش پر گرتے چلے گئے۔

"تم یہیں ٹھہر کر انہیں سنبھالو" ــــــ عمران نے اپنے پیچھے موجود جوزف سے کہا اور پھر خود تیزی سے اچھل کر مہندی کی باڑھ کے پیچھے سے نکلا اور بھاگتا ہوا مخالف سمت میں پورچ کے ایک ستون کی طرف

بڑھتا چلا گیا۔ اُسی لمحے اُسے اپنے پیچھے گولیوں کی تڑتڑاہٹ سنائی دی۔ اور عمران نے جمپ لگا کر ستون کی آڑ لے لی۔ یہ فائر جوزف کی طرف سے ہوئے تھے۔ اور اس کی گولیوں نے ایک آدمی کو جو سائیڈ کے کمرے سے نکل رہا تھا شکار کر لیا تھا۔ چند لمحے گھمبیر سی خاموشی طاری رہی اس کے بعد اچانک عمارت کے اندر سے گولیاں چلیں۔ یہ مختلف سائیڈوں سے چلائی جا رہی تھیں ——— اور پھر عمران اور جوزف نے بیک وقت فائر کھول دیا۔ اور ان کی گولیوں نے دو آدمیوں کو اوپر والی منزل کی کھڑکیوں سے نیچے اچھال دیا۔ عمران اچانک ستون کی آڑ سے نکلا۔ اور پھر گولیاں چلاتا ہوا عمارت میں داخل ہو گیا۔ اُسی لمحے اس پر راہداری کے آخری سرے سے گولیوں کی باڑ پڑی۔ لیکن عمران نے غوطہ لگایا۔ اور فرش پر کروٹیں بدلتا ہوا ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ البتہ اس کی ٹامی گن ایک لمحے کے لئے بھی خاموش نہ ہوئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود تو گولیوں کی اس باڑ سے بچ گیا لیکن آنے والے تینوں آدمیوں کو اس کی ٹامی گن نے چاٹ لیا ——— ادھر جوزف بھی اب مہندی کی باڑ سے نکل کر عمارت کے پورچ میں داخل ہو گیا تھا۔ اچانک سیڑھیوں پر سے ان پر فائرنگ کی گئی اور جوزف کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ ایک گولی نے اس کے بازو میں سوراخ کر دیا تھا ——— مگر عمران نے پھرتی سے مڑ کر ٹامی گن کا رخ سیڑھیوں کی طرف کیا۔ اور سیڑھیوں پر سے دو آدمی مردہ چھپکلیوں کی طرح الٹ کر نیچے آ گرے۔ جوزف لڑکھڑا کر سیدھا ہو گیا تھا۔ اس کے بازو سے خون ٹپک رہا تھا۔ لیکن اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا کہ اُسے اس زخم کی

ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے۔

ان آدمیوں کے مرنے کے بعد عمارت میں خاموشی طاری ہو گئی۔ لیکن عمران وقفے وقفے سے گولیاں چلائے جا رہا تھا۔ اور پھر وہ راہداری کے آخر تک دوڑتا چلا گیا تھا۔ راہداری میں تین کمروں کے دروازے کھلتے تھے۔

"تم اوپر چیک کرو۔ میں ان کمروں میں دیکھتا ہوں۔ جو نظر آئے مار گراؤ" ——— عمران نے چیخ کر جوزف سے کہا اور جوزف اچھل کر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ عمران نے کمرے کے دروازے دھکیل کر اندر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ لیکن تینوں کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ جب وہ تینوں کمرے چیک کر چکا تو ایک بار پھر راہداری میں آ گیا۔ اُسی لمحے جوزف بھی واپس آ گیا۔

"اوپر کوئی نہیں ہے" ——— جوزف نے کہا۔

"یہاں ضرور کوئی تہہ خانے ہوں گے" ——— عمران نے کہا اور اسی لمحے اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ راہداری کے ایک چھوٹے کمرے کی ہیئت اس کے ذہن میں ابھر آئی۔ یہ کمرہ ایسا تھا کہ اس کی بناوٹ ظاہر کر رہی تھی کہ وہ کسی لفٹ کی طرح کا ہو سکتا ہے۔ عمران ٹامی گن سنبھالے تیزی سے اس کمرے کی طرف دوڑا۔ مگر ابھی وہ دروازے تک پہنچا تھا کہ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے گولیوں کی تڑتڑاہٹ راہداری میں گونج اٹھی۔ عمران کمرے کے دروازے سے صرف ایک انچ کے فاصلے پر تھا۔ اس لئے سیدھ میں نکلنے والی گولیوں سے بچ گیا۔ اگر وہ ایک انچ بھی آگے ہوتا تو یقیناً

گولیاں اسے چاٹ جاتیں ۔ اس نے انتہائی پھرتی سے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف جھٹکا دیا اور اس طرح وہ دروازے کے قریب ہی اچانک رک جانے میں کامیاب ہو گیا ——— دوسرے لمحے ایک نقاب پوش اچھل کر باہر آیا ۔ اور عمران نے فائر کھول دیا اور نقاب پوش لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش پر جا گرا ۔ عمران نے دوسرے نقاب پوش کی جھلک بھی دیکھ لی تھی ۔ جو پہلے نقاب پوش سے ایک لمحہ بعد باہر کو نکلا تھا ۔ لیکن فائرنگ ہوتے ہی واپس اندر کو جھکا تھا ۔ لیکن عمران نے بغیر کوئی موقع دیئے ایک زوردار چھلانگ لگائی اور پھر اڑتا ہوا کھلے دروازے سے اندر کو بھاگتے ہوئے نقاب پوش پر جا گرا ۔ نقاب پوش نے اس کے حملے سے بچنے کے لئے پھرتی سے غوطہ لگایا ۔ لیکن عمران نے بغیر کوئی موقع دیئے ہوا میں ہی اپنے جسم کو موڑ لیا ۔ اور پلک جھپکنے میں وہ نقاب پوش کو دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لے کر تیزی سے مڑا ——— اور نقاب پوش اس کے دونوں ہاتھوں میں کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا ۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا ۔ اس کے سینے پر ٹامی گن کی نال رکھ دی ۔

"مم ——— مجھے مت مارو" ——— نقاب پوش نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"جلدی بولو وہ غیر ملکی لڑکی کہاں ہے جسے اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا ۔ اس کے لہجے میں زخمی بھیڑیئے جیسی غراہٹ تھی ۔

"وہ نیچے تہہ خانے میں ہے" ——— نقاب پوش نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ——— عمران نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور نقاب پوش تیزی سے اٹھا ۔

"اسے جکڑ لو جوزف" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو عمران کے پیچھے کمرے میں داخل ہو چکا تھا ۔

اور جوزف نے اس طرح اٹھتے ہوئے نقاب پوش کو جھپٹ لیا جیسے بھوکا عقاب کسی چڑیا پر جھپٹتا ہے ۔ اور اس نے ایک ہاتھ نقاب پوش کی گردن کے گرد اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گرد ڈال کر اسے سینے کے ساتھ جکڑ لیا ۔

"تہہ خانے میں لے چلو جلدی" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا ۔

"دروازہ بند کر کے سوئچ بورڈ پر سفید رنگ کا بٹن دبا دو" ——— نقاب پوش نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے جھپٹ کر دروازہ بند کیا اور بٹن دبا دیا ۔ بٹن دبتے ہی پورا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا ۔ جب کمرے کی حرکت رکی تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا ۔ اور عمران ٹامی گن سنبھالے پہلے باہر نکلا ۔ یہ بھی ایک چھوٹی سی راہداری تھی جو خالی پڑی ہوئی تھی ۔

"اس سامنے والے کمرے میں" ——— نقاب پوش نے ایک کمرے کی طرف سر کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا جوزف بھی نقاب پوش کو دھکا دیتا

ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

عمران نے دروازے کو لات مار کر کھولا اور پھر اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں غصّے کی شدت سے ابل کر باہر نکل آئیں۔ کمرہ خالی تھا لیکن درمیان میں ایک کرسی پر جولیا جکڑی ہوئی بیٹھی تھی۔ اس کا سر ایک طرف کو ڈھلکا ہوا تھا۔ دونوں گال جل گئے تھے اور جلی ہوئی چربی میں سے جبڑے کی ہڈیاں نمایاں نظر آ رہی تھیں۔ اور اس کا پیر بھی جل چکا تھا۔ تمام گوشت گل گیا تھا اور پیر کی ہڈیاں باہر نکل آئی تھیں۔ پیر کے نیچے تیزاب کا تالاب سا بنا ہوا تھا۔ اور ایک طرف تیزاب کی بوتل بھی پڑی ہوئی تھی جس میں سے تیزاب بہہ کر دیوار کے ساتھ اکٹھا ہو گیا تھا۔ جولیا کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی اور چہرہ ہلدی کی طرح زرد تھا۔

جولیا کی حالت دیکھ کر عمران کی کھوپڑی گھوم گئی۔ ایک نظر میں یہی محسوس ہو رہا تھا کہ جولیا غیر انسانی تشدد کے سامنے دم توڑ چکی ہے عمران جھپٹ کر جولیا کی طرف مڑا۔ اور اس نے اس کی نبض دیکھی۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر امید کے آثار ابھر آئے۔ جولیا کی بالکل دھیمی نبض اس کی زندگی کا پتہ بتا رہی تھی۔ مگر اس کی حالت اتنی مخدوش تھی کہ عمران جانتا تھا کہ اگر فوری طور پر اسے طبی امداد نہ دی گئی تو وہ یقیناً دم توڑ دے گی۔

"کس نے یہ تشدد کیا ہے"۔۔۔ عمران نے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے پلٹ کر نقاب پوش سے پوچھا۔

"مادام ریڈ میڈوسا نے"۔۔۔ نقاب پوش نے گھگھیائے

ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"وہ کہاں ہے"۔۔۔ عمران نے اس بری طرح دانتوں سے ہونٹ کاٹے کہ ہونٹوں سے خون کی لکیر باہر نکل آئی۔

"وہ تمہارے آنے کی اطلاع ملتے ہی نکل گئی ہے"۔

نقاب پوش شاید عمران کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہی لرز رہا تھا۔

"تم دونوں اس تشدد میں ریڈ میڈوسا کے ساتھ تھے"۔۔۔ عمران نے بھینچتے ہوئے کہا۔ اور نقاب پوش کو مجبوراً سر ہلانا پڑا۔

اور عمران نے آگے بڑھ کر نقاب پوش کا بازو پکڑا اور پھر اسے اس زور سے جھٹکا دیا کہ وہ جوزف کے بازوؤں سے نکل کر کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر کھڑا ہوتا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے کاندھے سے ٹامی گن اتاری اور دوسرے لمحے کمرہ گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔ دیوار سے ٹکرا کر اٹھتے ہوئے نقاب پوش پر گولیوں کی بارش سی ہو گئی اور عمران نے اس وقت ہاتھ روکا جب تک نقاب پوش کے ایک ایک ریشہ میں گولی نے سوراخ نہ بنا دیا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ٹامی گن دوبارہ کاندھے سے لٹکائی اور پھر وہ جھک کر کرسی کے پائے کو بار بار ٹٹولنے لگا۔ کیونکہ کرسی کی بناوٹ اور جس انداز میں لوہے کے پائیوں سے جولیا کے بازو اور پیر جکڑے ہوئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر تھا۔ کہ ان جکڑبندوں کا سسٹم کرسی کے پائے کے اندرونی طرف ہی ہونا چاہیئے۔ اور

پھر اُسے ایک پائے کے اندرونی طرف ایک چھوٹا سا بٹن محسوس ہوا۔ اس نے تیزی سے اس بٹن کو دبایا تو ہلکی سی سرر کی آواز سے لوہے کے جکڑ بند کرسی کے اندر ہی غائب ہو گئے۔ اب جولیا کرسی کی بندشوں سے آزاد ہو چکی تھی۔

"اسے اٹھاؤ جوزف اور تیزی سے واپس چلو جولیا کی حالت انتہائی خطرناک ہے" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف نے بغیر کوئی لفظ منہ سے نکالے آگے بڑھ کر بڑی احتیاط سے جولیا کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر عمران کے پیچھے چلتا ہوا لفٹ والے کمرے کے ذریعے اوپر راہداری میں آ گیا اور پھر راہداری سے نکل کر وہ جیسے ہی صحن میں پہنچے انہیں دور سے پولیس گاڑیوں کے تیز سائرن سنائی دیئے۔

"جلدی نکلو ورنہ پولیس انکوائری شروع کر دے گی۔ اور میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں سوال جواب کر کے جولیا کی زندگی ختم کرا دوں" ———

عمران نے کہا اور پھر اس نے انتہائی تیز قدموں سے پھاٹک کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ جوزف نے بھی قدم تیز کر لیئے۔ اور پھر جیسے ہی وہ پھاٹک کی ذیلی کھڑکی سے باہر نکلے۔ انہیں وہاں بے شمار افراد کار کے گرد کھڑے نظر آئے۔ وہ سب شاید گولیوں کی آوازیں سن کر وہاں اکٹھے ہو گئے تھے۔ ——— اور انہی میں سے کسی نے پولیس کو فون کیا تھا۔ لوگوں کے ہجوم میں کار تقریباً چھپی ہوئی تھی۔ انہوں نے جیسے ہی عمران اور جوزف کو باہر نکلتے دیکھا اور جوزف کے

کاندھے پر جولیا کو بے ہوشی کے عالم میں دیکھا تو ان سب نے یہی سمجھا کہ یہ لوگ کسی لڑکی کو جبراً اغوا کر کے لے جا رہے ہیں ——— چنانچہ ان میں سے بے شمار جوشیلے نوجوان انہیں پکڑنے کے لئے آگے کو لپکے لیکن عمران نے انتہائی پھرتی سے ٹامی گن کاندھے سے اتاری اور دوسرے لمحے اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔ اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ ابھرتے ہی مجمع کائی کی طرح پھٹتا چلا گیا اور لوگ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے یوں دوڑے جیسے موت ان کا پیچھا کر رہی ہو اور چند ہی لمحوں میں میدان صاف ہو گیا ——— عمران نے پھرتی سے کار کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جوزف نے بھی انتہائی پھرتی سے جولیا کو پچھلی سیٹ پر لٹایا۔ اور خود کونے میں سمٹ گیا۔ عمران نے اگنیشن میں چابی گھمائی اور جیسے ہی انجن جھرجھری لے کر جاگا اس نے گیر لگایا اور پھر کلچ چھوڑ کر فل ایکسیلیٹر دبا دیا۔ کار اچھل کر آگے بڑھی اور عمران نے انتہائی پھرتی سے موڑ کاٹا اور کار نیچے پڑے ہوئے نوجوان کی لاش کو ٹمی طرح روندتی ہوئی سڑک پر آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی چلی گئی۔ پولیس کاروں کے سائرن اب نزدیک آتے جا رہے تھے۔ اور پھر عمران نے انتہائی سپیڈ سے کار کو سائیڈ روڈ کی طرف کاٹا اور پھر کالونی کی مختلف کوٹھیوں کے درمیان سے ہوتا ہوا عقبی سڑک پر آ نکلا۔ اس طرح وہ پولیس سے آمنا سامنے ہونے سے بچ گیا۔

"باس مس جولیا کی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے" ——— اچانک جوزف نے بڑے رنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ امید ہے کہ جولیا بچ جائے گی۔ بہرحال جو بھی ہو میں اس ریڈ میڈوسا سے جولیا پر اس غیر انسانی تشدد کا ایسا انتقام لوں گا کہ پوری دنیا کے لئے وہ ہمیشہ کے لئے عبرت کا سامان بن جائے گی" ———

عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور کار کا ایکسیلیٹر مزید دبا دیا۔ اب کار اپنی پوری رفتار پر اڑتی چلی جا رہی تھی۔ اور ٹریفک خود بخود چھٹتی چلی جا رہی تھی۔ عمران بھی پوری مہارت سے کار چلا رہا تھا۔ اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے کار سیکرٹ سروس کے مخصوص ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں روک دی۔ یہ ہسپتال یوں تو ایک پرائیویٹ سا ہسپتال تھا۔ لیکن اس کا ایک مخصوص شعبہ صرف سیکرٹ سروس کے لئے مخصوص رہتا تھا اور یہاں ملک کے قابل ترین سرجن چند لمحوں کے نوٹس پر مہیا ہو سکتے تھے۔

عمران نے کار اس مخصوص شعبے کے گیٹ پر روکی۔ اور پھر جوزف کو اشارہ کر کے وہ تیزی سے اندر دوڑتا چلا گیا۔ دروازے کے قریب ہی کاؤنٹر پر ایک نوجوان لڑکی ٹیلی فون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی تھی اور جس وقت عمران وہاں پہنچا۔ تو وہ رسیور اٹھائے کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ عمران نے اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسیور ایک جھٹکے سے کھینچا اور اسے کریڈل پر پٹخ دیا۔

"کک — کک — کون ہو تم" ——— لڑکی نے گھبرائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"ایکسٹو ——— ایمرجنسی" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

اور لڑکی نے بوکھلا کر میز کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ اسی لمحے جوزف جولیا کو اٹھائے وہاں پہنچ گیا۔ لڑکی کے بٹن دباتے ہی پورے شعبے میں چیختے ہوئے بزر بج اٹھے۔ اور دوسرے لمحے وہاں بھاگ دوڑ مچ گئی۔ پلک جھپکنے میں وہاں کئی ڈاکٹر اور نرسیں اکٹھی ہو گئیں۔ اور پھر جولیا کو سٹریچر پر ڈال کر انتہائی تیز رفتاری سے آپریشن تھیٹر میں پہنچا دیا گیا۔ عمران آپریشن تھیٹر کے سامنے بڑی بے چینی کے عالم میں کھڑا تھا۔ کہ ایک سرجن دوڑتا ہوا وہاں آیا۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں کئی سرجن آپریشن تھیٹر میں پہنچ گئے۔ عمران چونکہ میک اپ میں تھا اس لئے اسے کوئی نہ پہچان سکا۔

آپریشن تھیٹر کا دروازہ بند ہوئے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور چیف سرجن کا انتہائی پریشان چہرہ نمودار ہوا اور عمران کا دل ڈوب گیا۔ اسے یقین ہو گیا کہ جولیا نے دم توڑ دیا ہو گا۔

"مس جولیا کے ساتھ تم آئے ہو" ——— چیف سرجن نے بغور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— مسٹر نقوی میرا نام علی عمران ہے" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— عمران صاحب جولیا کی حالت انتہائی نازک ہے۔ ہمیں فوراً نیگیٹو گروپ کے خون کی دو بوتلیں چاہئیں۔ اور اتفاق سے یہ خون سٹاک میں ختم ہے" ——— چیف سرجن نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

"میرا خون او نیگیٹو ہے آپ جلدی سے خون لے لیں۔ اس کی انکوائری بعد میں ہو گی کہ خون سٹاک میں کیوں نہیں رکھا گیا" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

چیف سرجن نے بغیر کوئی جواب دیئے عمران کو بازو سے پکڑ کر آپریشن روم کے اندر گھسیٹ لیا۔ اور پھر اس کے اشارے پر جولیا کے بیڈ کے ساتھ ہی دوسرا ایمرجنسی بیڈ بچھا دیا گیا اور چند ہی لمحوں میں عمران کا خون بوتل میں بھرنے کی کارروائی شروع ہو گئی۔ پہلی بوتل پوری ہوتے ہی دوسری بوتل لگا دی گئی اور پہلی بوتل تیزی سے سٹینڈ پر کس کر سرجنوں نے جولیا کا آپریشن شروع کر دیا۔ دوسری بوتل جب بھر گئی تو عمران پر ہلکی سی غنودگی طاری ہو گئی۔ اس کے اسٹریچر کو آہستگی سے آپریشن تھیٹر سے نکال کر ملحقہ کمرے میں لے جایا گیا۔ اور عمران کے بازو میں گلوکوز کی بوتل لگا دی گئی۔ تاکہ عمران کی توانائی فوراً ہی بحال ہو سکے۔ گلوکوز کی بوتل میں چند انجکشن شامل کر دیئے گئے۔

جب عمران کے ذہن سے غنودگی کی دھند چھٹی تو اس نے بڑی پھرتی سے گلوکوز کی سوئی باہر نکالی اور اچھل کر سٹریچر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ آرام کیجئے" ——— ایک نرس نے اسے اٹھتے دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جولیا کا کیا ہوا" ——— عمران نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"اس کی حالت خطرے سے باہر آ گئی ہے۔ لیکن آپریشن جاری ہے۔ اس کے جلے ہوئے گال اور پیر کی ڈریسنگ کی جا رہی ہے" ——— نرس نے جواب دیا۔

"اوہ ——— خدا کا شکر ہے" ——— عمران نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے آپریشن روم کا ملحقہ دروازہ کھلا اور چیف سرجن باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"مبارک ہو مسٹر عمران ——— مس جولیا بچ گئی ہیں۔ اگر انہیں چند لمحے بھی مزید دیر ہو جاتی یا آپ کا خون فوری طور پر مہیا نہ ہو جاتا۔ تو مس جولیا کو بچانا ناممکن ہو جاتا" ——— چیف سرجن نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"لیکن مسٹر نقوی آپ کو علم ہے کہ قانون کے مطابق اس شعبے میں ہر گروپ کا خون ہر وقت موجود رہنا چاہیئے۔ پھر یہ کمی کیوں ہوئی" ——— عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"آپ کی بات درست ہے مسٹر عمران ——— لیکن مس جولیا سے تھوڑی دیر پہلے آپ کے شعبے کے مسٹر طاہر کو بھی خون دیا گیا ہے۔ ان کی حالت جولیا سے بھی زیادہ خطرناک تھی۔ اور اتفاق سے ان کا بلڈ گروپ بھی او نیگیٹو ہی تھا" ——— مسٹر نقوی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ مسٹر طاہر......" ——— عمران کا دماغ طاہر یعنی بلیک زیرو کا نام سنتے ہی بھک سے اڑ گیا۔

"جی ہاں ۔۔۔ تھوڑی دیر پہلے دانش منزل سے ایکسٹو کا فون آیا کہ مسٹر طاہر کی پشت میں گولی لگی ہے۔ انہیں فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ہم نے ایمبولینس بھیج دی۔ اور جب مسٹر طاہر یہاں پہنچے تو وہ آخری سانسوں پہ تھے۔ گولی ان کی پشت میں لگی تھی۔ اور بس یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ دل سے آدھے انچ کے فاصلے پہ وہ رک گئی تھی۔ اگر وہ آدھا انچ اور آگے چلی جاتی تو مسٹر طاہر فوری طور پہ ہلاک ہو جاتے۔ بہرحال ان کی حالت بے حد نازک تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہماری جان توڑ محنت کام آگئی اور وہ خطرے سے باہر آگئے۔ لیکن ابھی تک وہ آکسیجن ٹینٹ میں ہیں"۔

چیف سرجن مسٹر نقوی نے مزید تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی الف لیلوی کہانی سن رہا ہو۔ دانش منزل میں بلیک زیرو کو پشت پہ گولی لگنے اور پھر فون بھی ایکسٹو کی طرف سے آنے اور ایمبولینس پہ بلیک زیرو کا دانش منزل سے یہاں آنا۔ ایسی عجیب بات تھی کہ اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی۔ اُسے اچھی طرح علم تھا کہ ایکسٹو کے لہجے میں بات کرنے والے دنیا میں صرف دو آدمی ہیں۔ ایک بلیک زیرو اور دوسرا وہ خود۔ پھر جب بلیک زیرو کو گولی لگ گئی اور وہ خود بھی دانش منزل میں موجود نہ تھا تو بطور ایکسٹو کس نے ہسپتال فون کیا اور بلیک زیرو کو یہاں بھجوایا۔ اور وہ ایسا آدمی تھا جسے اس مخصوص ہسپتال کے نمبر کا بھی علم تھا اور ایکسٹو کے لہجے کا بھی اور پھر جب ایمبولینس دانش منزل گئی ہو گی۔ تو دانش منزل کا گیٹ

کس نے کھولا ہو گا۔ کیونکہ کنٹرولنگ پینل کو سمجھے بغیر کوئی غیر آدمی گیٹ کھول ہی نہیں سکتا۔

"آپ کیا سوچنے لگے ہیں عمران صاحب"۔۔۔ مسٹر نقوی جو بغور عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ بدلتے ہوئے تاثرات دیکھ کر پوچھ ہی بیٹھا۔

"اوہ ۔۔۔ کچھ نہیں ۔۔۔ بہرحال آپ ان دونوں کا خیال رکھیے میں اب جا رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آگیا۔ برآمدے میں جوزف بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔

"کیا ہوا باس"۔۔۔ جوزف نے عمران کو دیکھتے ہی بڑی بے چینی سے پوچھا۔

"جولیا بڑی ڈھیٹ نکلی ہے ایسی حالت کے باوجود بچ نکلی ہے۔ اور خواہ مخواہ میرے خون کی دو بوتلیں ہضم کر گئی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف چل پڑا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا لیکن جولیا کے بچ جانے کی خبر سن کر اس کے دانت نکل آئے تھے۔

عمران کی دی ہوئی مرہم کے مستقل استعمال سے سلیمان
کی حالت اب بالکل درست ہو گئی تھی۔ اس کا چہرہ بحال ہو گیا تھا۔
لیکن ابھی تک سوجن موجود ہونے کی وجہ سے چہرے کا زاویہ بدلا بدلا
سا نظر آرہا تھا۔ ہونٹ اور ناک موٹے ہو گئے تھے۔ گالوں پہ گوشت
چڑھ آیا اور جس کی وجہ سے آنکھیں مزید چھوٹی ہو گئی تھیں۔ اب
سلیمان کو بطور سلیمان پہچانا نہ جا سکتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی
مخلوط نسل کا فرد ہو۔ لیکن مرہم کے استعمال سے مکھیوں کے کاٹنے
کے تمام نشانات غائب ہو گئے تھے۔ اور چہرہ صاف ہو گیا تھا۔
کمرے میں لیٹے لیٹے سلیمان اب تنگ آگیا تھا اس لئے اس نے
سوچا کہ کمرے سے باہر نکل کر ذرا گھوم پھر ہی لے۔ چونکہ وہ کئی
بار عمران کے ساتھ ہنگامی حالات میں دانش منزل میں رہ چکا تھا۔
اور عمران اور بلیک زیرو کی تمام باتیں وہ اچھی طرح جانتا تھا اس
لئے اس سے کسی قسم کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہ تھی۔ وہ دانش منزل
اور ایکسٹو کے سر راز سے واقف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے
کمرے کا پیچیدہ لاک آسانی سے کھول لیا اور پھر وہ جیسے ہی دروازہ

کھول کر باہر نکلا وہ ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ اس نے سامنے کھڑی کار
کے پیچھے ایک نوجوان کو ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور پکڑے چھپا ہوا
دیکھ لیا۔ سلیمان چونکہ کافی پیچھے تھا اور اس نوجوان کی اس کی طرف
پشت تھی اس لئے نوجوان اُسے چیک نہ کر سکا تھا۔ اور پھر اسی لمحے
سلیمان کی نظر سامنے برآمدے میں جاتے ہوئے بلیک زیرو پر پڑی
جو ایک کمرے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف
بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فل سکیپ کاغذ تھا۔ جسے
وہ چلنے کے دوران بار بار دیکھ رہا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ
بلیک زیرو کو آواز دے کر ہوشیار کرتا اس نے کار کے پیچھے چھپے
ہوئے نوجوان کا ہاتھ اٹھتے دیکھا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی ڈز کی آواز
سنائی دی اور اس نے بلیک زیرو کو جھٹکا کھا کر منہ کے بل فرش
پر گرتے دیکھا ——— بلیک زیرو کے گرتے ہی نوجوان تیزی سے
کار کے پیچھے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بلیک زیرو کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ سلیمان کے دماغ نے فوری طور پہ کام کیا اور اس نے
انتہائی پھرتی سے جیب سے رومال نکالا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال
کر چند سکے نکالے اور انہیں رومال کے کونے میں باندھ کر گانٹھ
لگا دی ——— اب وہ ایک خوف ناک ہتھیار سے مسلح ہو چکا
تھا۔ اس سارے عمل میں اُسے زیادہ سے زیادہ ایک منٹ لگا ہو
گا۔ اور پھر وہ انتہائی تیزی لیکن محتاط قدموں سے چلتا ہوا آگے بڑھتا
چلا گیا۔ نوجوان اتنی دیر میں بلیک زیرو کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اس
نے جھک کر ایک لمحے کے لئے بلیک زیرو کا فرش پہ پھیلا ہوا

بازو پکڑ کر دیکھا اور پھر اُسے چھوڑ کر وہ تیزی سے اس طرف لپکا جدھر بلیک زیرو کے ہاتھ سے کاغذ نکل کر جا گرا تھا۔ جب وہ نوجوان کاغذ اٹھا کر پلٹا تو سلیمان اس کے سر پر پہنچ چکا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ نوجوان اُسے دیکھ کر سنبھلتا۔ سلیمان کا وہ ہاتھ جس میں اس نے رومال پکڑ رکھا تھا۔ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور رومال کا وہ کونا جس میں سکے بندھے ہوئے تھے کسی بم کی طرح نوجوان کی کنپٹی پر پڑا۔ ایک ہی ضرب سے نوجوان لہرا کر فرش پر گر گیا۔ سلیمان نے جھک کر اس کے سر پر دوسرا وار کیا اور نوجوان بے حس و حرکت ہوتا چلا گیا۔

سلیمان اس کی طرف سے مطمئن ہوتے ہی انتہائی پھرتی سے بلیک زیرو کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کی نبض چیک کی تو اُسے احساس ہو گیا کہ بلیک زیرو کی حالت انتہائی خطرناک ہے۔ اس کی پشت میں جہاں گولی لگی تھی ابھی تک خون نکل رہا تھا۔ سلیمان نے بلیک زیرو کا بازو چھوڑا اور آندھی اور طوفان کی طرح بھاگتا ہوا آپریشن روم میں پہنچا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور اس کی انگلی نے برق رفتاری سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لیس سروس ہاسپٹل" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ـــــ فوراً ایک ایمبولینس دانش منزل بھیج دو۔ انتہائی جلدی۔ مسٹر طاہر شدید زخمی ہیں ان کی پشت میں گولی لگی ہے" ـــــ سلیمان نے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور سلیمان نے پھرتی سے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی تو اس میں وہ مخصوص نقاب پڑا ہوا تھا۔ جو بلیک زیرو بطور ایکسٹو خاص موقعوں پر پہنتا تھا۔ سلیمان نے جلدی سے نقاب چہرے پر لگا لیا اور پھر اس نے کرسی سنبھالی اور گیٹ کھولنے والا سسٹم آن کر دیا۔

اور پھر اسے گیٹ سکرین پر زیادہ سے زیادہ آٹھ منٹ بعد ایمبولینس دکھائی دی اور سلیمان نے گیٹ کھولنے والا بٹن دبا دیا۔ گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور ایمبولینس انتہائی تیز رفتاری سے اندر داخل ہوئی اور جہاں بلیک زیرو اور اجنبی نوجوان پڑا ہوا تھا وہاں آ کر رکی۔ سلیمان نے ایک اور بٹن دبا کر مائیک آن کر دیا۔

"چاکلیٹی سوٹ میں مسٹر طاہر پڑے ہوئے ہیں انہیں لے جائیے" سلیمان نے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس کی آواز ایمبولینس میں سوار افراد تک پہنچ رہی ہے۔

اور پھر ایمبولینس کے دروازے کھلے اور چار افراد تیزی سے اچھل کر باہر آ گئے ـــــ ان میں سے دو نے سٹریچر سنبھال رکھا تھا۔ انہوں نے انتہائی پھرتی سے بلیک زیرو کو اٹھا کر سٹریچر پر ڈالا۔ اور چند ہی لمحوں میں سٹریچر واپس ایمبولینس میں پہنچ گیا اور ایمبولینس تیزی سے مڑ کر گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ سلیمان نے بٹن دبا کر ایک بار پھر گیٹ کو جو ایمبولینس کے اندر آنے کے بعد خود بخود بند ہو گیا تھا کھول دیا اور ایمبولینس گیٹ کراس کر کے باہر نکلتی چلی گئی۔ جب ایمبولینس کے باہر جانے کے بعد گیٹ بند ہو گیا تو سلیمان

نے گیٹ کنٹرولنگ سسٹم آف کر دیا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن
روم سے باہر نکل آیا۔ وہ نوجوان جس نے بلیک زیرو کو گولی ماری
تھی ابھی تک وہیں بے ہوش پڑا تھا ــــــ اس کے ہاتھ میں وہ کاغذ
بدستور پکڑا ہوا تھا۔ جسے اس نے بلیک زیرو کے ہاتھ سے نکل جانے
کے بعد اٹھایا تھا۔ سلیمان نے سب سے پہلے اس کی انگلیوں سے
وہ کاغذ نکالا۔ اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے برا سا منہ بناتے
ہوئے اسے تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔ کیونکہ اس پر ٹیڑھی میڑھی
لکیروں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ پھر اس نے جھک کر بے ہوش
پڑے ہوئے نوجوان کو اٹھایا اور اسے لے کر اس کمرے کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ جہاں سے اس نے بلیک زیرو کو نکلتے ہوئے دیکھ
لیا تھا ــــــ اسے معلوم تھا کہ یہ وہ مخصوص کمرہ ہے جہاں کسی کو
قید میں رکھا جاتا ہے۔ اور بلیک زیرو کے اس کمرے سے باہر آنے
کا مطلب وہ سمجھتا تھا کہ وہاں ضرور کوئی قیدی موجود ہو گا۔
اس لئے اس نے بے ہوش نوجوان کو کاندھے پر ڈالنے کے ساتھ
ساتھ اس کا ریوالور بھی اٹھا لیا تھا ــــــ دروازے پر پہنچ کر
اس نے لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر وہ ریوالور سیدھا کئے
اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ کمرے
کے شیشے کی دیوار کی وجہ سے دو حصے ہو چکے تھے۔ شیشے کی دیوار
کی دوسری طرف اس نے ایک آدمی کو جس کے جسم پر صرف
انڈرویئر تھا۔ یوں فرش پر پڑا ہوا دیکھا جیسے اس کے جسم سے
جان نکل چکی ہو۔ سلیمان نے کاندھے پر پڑے ہوئے بے ہوش نوجوان

کو وہیں قالین پر پھینکا اور پھر الٹے قدموں سے باہر آگیا۔ دروازہ لاک
کر کے وہ تیزی سے دوبارہ آپریشن روم کی طرف چل پڑا۔ اس کا
خیال تھا کہ عمران ضرور رانا ہاؤس میں ہو گا۔ اس لئے وہ فوری طور پر
اس سے رابطہ قائم کر کے تمام حالات بتانا چاہتا تھا۔

آپریشن روم میں پہنچ کر اس نے رانا ہاؤس فون کیا۔ لیکن جب
بار بار گھنٹی بجنے کے باوجود وہاں سے کسی نے ریسیور نہ اٹھایا تو اس
نے فلیٹ کے نمبر ڈائل کئے لیکن وہاں سے بھی کوئی جواب نہ ملا تو اس
نے ریسیور دوبارہ کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران دونوں جگہوں پر موجود نہ
تھا۔ بھلا اب سوائے انتظار کرنے کے اور کوئی صورت نہ تھی۔

ریسیور رکھے ہوئے اسے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے۔ کہ
ٹیلی فون کی گھنٹی اچانک بج اٹھی۔ اور سلیمان نے چونک کر ریسیور
اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ــــــ سلیمان نے عقل استعمال کرتے ہوئے بجائے
اپنا نام لینے کے ایکسٹو کے لہجے اور نام میں کہا۔ کیونکہ وہ عمران اور
بلیک زیرو کا تمام کھیل جانتا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے
سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کا فون نہ ہو۔

"جولیا سپیکنگ فرام دس اینڈ" ــــــ

دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی اور سلیمان دل ہی دل
میں اپنی عقلمندی پر خود کو داد دینے لگا۔ کہ اس نے ایکسٹو کا نام
بروقت لیا تھا۔

"یس کیا بات ہے" ــــــ سلیمان نے لہجے کو مزید تحکمانہ

بناتے ہوئے پوچھا

"میں ریڈ میڈوسا کے قبضے سے نکل آئی ہوں۔ میرے پاس اس کا ایک ایسا راز ہے جو میں فوری طور پر آپ تک پہنچانا چاہتی ہوں" ـــــ جولیا نے کہا۔

اب سلیمان کے فرشتوں کو بھی علم نہ تھا کہ ریڈ میڈوسا کیا بلا ہے۔ وہ بُری طرح پھنس گیا تھا۔ وہ جولیا سے پوچھ بھی نہ سکتا تھا۔ اور اپنی اصلیت بھی نہ بتا سکتا تھا۔ اس لئے اس نے جواب میں چونک کر کہا۔

"ریڈ میڈوسا" اور پھر فوراً ہی اس نے اپنے آپ پر قابو پا لیا۔ اور سوائے ٹھیک ہے لے آؤ کے سوا اور کچھ کہہ بھی نہ سکا۔

"سر ـــــ میں ہیڈ کوارٹر پہنچ رہی ہوں چونکہ مجھ پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے اس لئے میرا ذہن سلامت نہیں ہے آپ مجھے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر ہی مل لیں اور مجھ سے وہ راز لے لیں" ـــــ جولیا نے دوسری طرف سے کہا۔

"او۔ کے" "تم آجاؤ" ـــــ

سلیمان حتی الوسع کوشش کر رہا تھا کہ ایسی بات کرے جس سے جولیا مشکوک نہ ہو جائے۔ اور جب دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اُسے اس بات کا علم نہ تھا کہ آیا طاہر یا عمران بطور ایکسٹو جولیا سے کیسے ملتے ہیں۔ اس لئے سوائے ہاں کرنے کے اور کچھ نہ کر سکا۔ پھر اس نے یہی سوچا کہ وہ نقاب پہن کر ہی گیٹ پر پہنچ جائے گا اور جولیا سے راز لے لے گا۔ اور جولیا کو فوراً واپس بھیج دے گا۔ ظاہر ہے

ایکسٹو نقاب پہن کر ہی جولیا سے ملتا ہو گا۔ اس لئے جولیا کو شک نہ گزرے گا۔ اس نے گیٹ کنٹرولنگ سکرین کھول دی تاکہ جیسے ہی جولیا گیٹ پر پہنچے اُسے علم ہو جائے اور وہ جولیا سے ملنے گیٹ پر پہنچ جائے۔ اور اب اس کی نظریں سکرین پر ہی جمی ہوئی تھیں اُسے جولیا کی آمد کا انتظار تھا۔
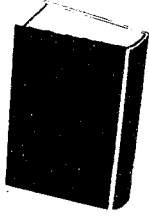
مادام فیونا نے سپورٹس کار دانش منزل سے تھوڑی دور پہلے ہی روک دی اور پھر وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ اس وقت وہ جولیا کے میک اپ میں تھی۔ اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو اُسے دور سرخ رنگ کی ایک کار نظر آئی۔ جس سے ٹیک لگا کر نمبر تھری کھڑا سگرٹ پی رہا تھا۔ جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی اس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ نمبر تھری اطمینان سے کھڑا تھا۔ اس نے سرسری انداز میں مادام فیونا کو دیکھا لیکن میک اپ کی وجہ سے پہچان نہ سکا۔

"ریڈ میڈوسا" ـــــ مادام نے اس کے قریب سے گزرتے

ہوئے آہستگی سے کہا اور نمبر تھری چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے سگرٹ پھینکا اور مادام کی طرف بڑھا۔

"مکھیاں لے آئے ہو" ——

مادام نے کار کی آڑ میں رک کر پوچھا۔

"یس میڈم —— کار کی ڈگی میں ڈبہ موجود ہے" ——

نمبر تھری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لوشن اور انٹی لوشن" ——

مادام نے پوچھا۔

"وہ بھی لے آیا ہوں" ——

نمبر تھری نے جیب سے دو چھوٹی چھوٹی شیشیاں نکالتے ہوئے کہا۔ ایک شیشی پر کراس کا نشان بنا ہوا تھا۔ یہ انٹی لوشن تھا۔ مادام نے دونوں شیشیاں لے کر جیب میں ڈال لیں۔

"سنو تم کار کو اس قلعے نما عمارت کی شمالی دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑی کر دو۔ اس طرف ٹریفک نہیں ہے۔ اس لئے وہاں کوئی تمہیں آسانی سے چیک نہ کر سکے گا۔ اور تھرٹی ون ٹرانسمیٹر آن کر لینا۔ میں جیسے ہی ٹرانسمیٹر پر اشارہ دوں تم نے مکھیوں کو آزاد کر کے مکھیوں کو عمارت کے اندر بھیج دینا ہے۔ اور جب تک میں اشارہ نہ کروں واپس نہیں بلانا" ——

مادام نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام —— آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی" ——

نمبر تھری نے جواب دیا۔ اور مادام نے انٹی لوشن کی شیشی جیب

سے نکال کر اس کا ڈھکن کھولا اور اس میں موجود سیال کے چند قطرے نکال کر اپنے لباس پر مل لئے۔ اس لوشن کی خوشبو ایسی تھی کہ قاتل مکھیاں اس سے دور بھاگتی تھیں۔ مادام نے شیشی کا ڈھکن بند کر کے اُسے دوبارہ جیب میں ڈالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی سڑک پار کر کے دانش منزل کے گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ گیٹ کے قریب پہنچتے ہی وہ یوں لڑکھڑانے لگی۔ جیسے اس کا توازن درست نہ ہو۔ پھاٹک کے قریب پہنچ کر رکی اور پھر یوں لڑکھڑا کر پھاٹک سے ٹکرائی جیسے وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ رہی ہو۔ لیکن دراصل وہ گیٹ پر کسی کال بیل کا بٹن تاڑ رہی تھی۔ مگر گیٹ سپاٹ تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ سیدھی ہوئی۔ گیٹ ایک جھٹکے سے خود بخود کھلنا شروع ہو گیا۔ مادام نے یوں جھولنا شروع کر دیا جیسے وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پائے ہوئے ہو۔ گیٹ جب پورا کھل گیا تو مادام نے لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں قدم اندر بڑھائے۔ اور پھر اُسے دور برآمدے سے ایک آدمی تیزی سے چلتا ہوا اپنی طرف بڑھتا نظر آیا۔ اس آدمی نے چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب پہن رکھا تھا۔ —— جولیا سمجھ گئی کہ یہی سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہے۔ اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ کہ جس پُراسرار سربراہ کو دنیا بھر کی سیکرٹ سروسز نہ تلاش کر سکیں۔ اُسے اس نے اپنی اداکاری اور عقل استعمال کر کے ٹریس کر لیا ہے —— جولیا کے اندر داخل ہوتے ہی گیٹ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ اور جولیا نے یوں لڑکھڑا کر قدم بڑھانے شروع کئے جیسے وہ کسی بھی لمحے بے ہوش ہو کر زمین

پر گر پڑے گی۔ مگر جلد ہی سلیمان اُس کے قریب پہنچ گیا۔

"باس ——— مم ——— میں ۔۔۔۔۔" ———

جیسے ہی سلیمان مادام کے قریب پہنچا۔ مادام لڑکھڑا کر اس کے سینے سے ٹکرائی اور پھر زمین پر گرتی چلی گئی۔

"جولیا ——— ہوش میں آؤ اب تم محفوظ ہو۔" ———

سلیمان نے بے چین لہجے میں کہا اور پھر اس نے مادام کو سہارا دے کر کھڑا کر دیا۔

"مم ——— میری حالت بہت خراب ہے۔ وہ راز مجھ سے سن لیں کہیں میں مر نہ جاؤں۔" ———

مادام نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"آؤ اندر چل کر اطمینان سے لیٹ جاؤ۔" ———

سلیمان نے اُسے بازو سے پکڑ کر سہارا دیتے ہوئے آپریشن روم کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ اور مادام لڑکھڑاتی ہوئی اس کے ساتھ ساتھ چلتی آپریشن روم میں داخل ہو گئی۔

"ادھر ساتھ والے کمرے میں" ——— سلیمان نے جو ایکٹو بنا ہوا تھا۔ ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مادام کی حالت دیکھ کر وہ بُری طرح گھبرا گیا تھا۔ اس لئے وہ حتی الوسع ہمدردی کر رہا تھا۔ مگر جیسے ہی وہ اسے لئے ہوئے دروازے کے قریب پہنچا۔ مادام کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا لیا اور پھر اس کی کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے سلیمان کی کنپٹی سے ٹکرائی اور سلیمان کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو وہ لہراتا

ہوا زمین پر جا گرا۔ چند لمحوں کے لئے اس کے ہاتھ پیر سمٹے پھیلے اور پھر وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

"ہوں ——— یہ ہے یہاں کی سیکرٹ سروس کا چیف بالکل بودا بے وقوف۔ کرنل زیڈ نے اسے یوں چڑھا رکھا تھا جیسے یہ کوئی مافوق الفطرت شے ہو۔" ——— مادام نے حقارت آمیز انداز میں ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اُس نے غور سے آپریشن روم کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ آپریشن روم کی دیوار پر مختلف سکرینیں نصب تھیں۔ اور پھر اُسے میز کے کناروں پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بٹن نظر آ گئے۔ اُس نے ایک بٹن دبایا تو ایک سکرین روشن ہو گئی اور سکرین پر گیٹ کا اندرونی اور بیرونی منظر صاف نظر آنے لگا۔ مادام مختلف بٹن دباتی رہی اور پھر ایک سکرین پر اُسے ایک کمرے میں نمبر فور اور فائیو بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ اور مادام کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے چند ہی لمحوں میں آپریشن روم کا تمام سسٹم اور دانش منزل کو کنٹرول کرنے کا سلسلہ سمجھ لیا۔

اور پھر وہ اطمینان سے آگے بڑھی۔ اس نے فرش پر پڑے ہوئے بے ہوش سلیمان کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا اور ادھر ادھر نظریں دوڑا کر اس کی تلاشی کرنی شروع کر دی۔ پھر اس نے پچھلی دیوار میں لگی ہوئی الماریاں کھول کر ان کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اور پھر ایک الماری میں اُسے رسی کا گچھا نظر آ گیا۔ اس نے رسی اٹھائی اور پھر سلیمان کو رسی کی مدد سے کرسی سے اس طرح جکڑ

دیا کہ سلیمان کے لئے حرکت کرنا ناممکن ہوگیا۔ اور پھر اس نے سب
سے پہلے اس کا نقاب اتار دیا۔ اب سلیمان اپنی اصل شکل میں نظر
آرہا تھا۔ مادام چند لمحے اُسے غور سے دیکھتی رہی۔ اُسے احساس
ہو رہا تھا کہ اس شخص کو یا اس سے ملتے جلتے شخص کو وہ پہلے بھی کہیں
دیکھ چکی ہے۔ لیکن اسے یاد نہ آرہا تھا۔ جب دماغ پر کافی زور
دینے کے باوجود اُسے یاد نہ آیا تو اس نے سر جھٹک دیا۔ اور پھر
آگے بڑھ کر اس نے ایک ہاتھ سے سلیمان کی ناک بند کی اور دوسرا
ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا۔ سانس بند ہو جانے کی وجہ سے سلیمان چند
ہی لمحوں میں ہوش آگیا۔ اور جب اس کی آنکھیں کھل گئیں تو
مادام نے ہاتھ ہٹا لیئے۔

"کیا حال ہے مسٹر ایکسٹو"۔۔۔۔ مادام نے بڑے طنزیہ لہجے
میں سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

سلیمان کو ہوش میں آتے ہی احساس ہوگیا کہ اس کے چہرے
سے نقاب اتر گیا ہے۔ اور پھر اُسے نقاب سامنے میز پر رکھا ہوا
نظر آگیا۔

"یہ تو ڈرامہ تھا مس جولیا۔ لیکن تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا
ہے"۔۔۔۔ سلیمان نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی یہ سب کچھ ڈرامہ تھا۔ دیکھی میری اداکاری۔ بڑے
سیکرٹ سروس کے چیف بنے پھرتے تھے"۔۔۔۔
مادام نے اس بار اپنی اصل آواز میں ہنستے ہوئے کہا۔
اس نے ڈرامے سے مطلب یہ لیا تھا کہ ایکسٹو اس کی اداکاری کو

ڈرامہ سمجھ رہا ہے جب کہ دوسری طرف سلیمان اپنے ایکسٹو بننے
کو ڈرامہ کہہ رہا تھا۔ اور اسے اس بات پر حیرت تھی کہ نقاب اترنے
کے باوجود جولیا نے اُسے کیوں باندھ لیا ہے۔ کیونکہ جولیا تو بحیثیت
سلیمان اُسے اچھی طرح پہچانتی تھی۔ لیکن مادام کے اصل لہجے میں بات
کرنے اور اُسے اب بھی ایکسٹو کہنے سے وہ فوراً ہی سمجھ گیا کہ اس
سے بھیانک غلطی ہوئی ہے۔ یہ عورت جولیا نہیں ہے بلکہ جولیا کے
میک اپ میں کوئی مجرمہ ہے۔ لیکن اب وہ کیا کر سکتا تھا غلطی تو ہو
ہی گئی تھی۔

"جولیا کہاں ہے"۔۔۔۔
سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جولیا تو ایک تہہ خانے میں پڑی اب تک مر بھی چکی ہوگی"۔
اب تم ایسا کرو کہ اپنے باقی ممبروں کو باری باری یہاں بلواؤ تاکہ
میں ان کا خاتمہ کر سکوں"۔۔۔۔
مادام نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو یہ تو بتاؤ"۔۔۔۔
سلیمان نے اب وقت ٹالنے کی سوچی کیونکہ اُسے یقین تھا کہ جلد ہی
عمران خود ہی آ نکلے گا۔ یا پھر اس کا فون آئے گا۔ اور اب یہی
صورت بچاؤ کی ہو سکتی ہے۔

"مجھے ریڈ میڈوسا کہتے ہیں کبھی نام سنا ہے"۔۔۔۔ مادام
نے بڑے تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔

"محترمہ ریڈ میڈوسا صاحبہ پہلی بات تو یہ سن لو کہ میں ایکسٹو نہیں

ہوں - اس لئے تمہاری خوشی بے کار ہے - اب بھی وقت ہے کہ تم اپنی جان بچا کر یہاں سے نکل جاؤ - ورنہ اصل ایکسٹو کے آنے کے بعد تمہیں سانس لینے کی بھی مہلت نہ ملے گی" ——— سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا -

"ہا ——— ہا ——— میں نے ایسے ڈرامے بہت دیکھے ہیں - جب بھی کوئی پھنستا ہے وہ فوراً ہی اپنی شناخت سے مکر جاتا ہے - بہر حال میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے تم بتاؤ کہ تم اپنے ممبران سے ٹیلی فون پہ بات کرتے ہو یا ٹرانسمیٹر پہ" ——— مادام نے ہنستے ہوئے کہا -

"دیکھو میں سچ کہہ رہا ہوں" ——— سلیمان نے کچھ کہنا چاہا -

"شٹ اپ ——— میں صرف سچ سننا چاہتی ہوں صرف سچ" مادام نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے سلیمان کو تھپڑ مارتے ہوئے چیخ کر کہا - تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ سلیمان کے منہ سے خون کی لکیر بہہ نکلی -

"مم ——— میں سچ کہہ ......" ——— سلیمان نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا مگر مادام کا ہاتھ ایک بار پھر لہرایا دوسرے زوردار تھپڑ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا - دوسرے تھپڑ کے بعد شاید سلیمان کی قوت برداشت جواب دے گئی - اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا وہ بے ہوش ہو چکا تھا -

"ہوں ——— بزدل دو تھپڑ بھی نہیں سہہ سکا اور سیکرٹ سروس

کا چیف بنا پھر رہا ہے" ——— مادام نے حقارت آمیز لہجے میں کہا وہ چند لمحے غور سے بے ہوش پڑے سلیمان کو دیکھتی رہی - پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا - اس نے اٹھ کر وہ بٹن دبایا جس کی سکرین پہ اسے نمبر فور اور فائیو نظر آئے تھے - بٹن دبتے ہی سکرین روشن ہو گئی - اور کمرے میں نمبر فور اور فائیو بیٹھے نظر آنے لگے - مادام نے اس بٹن کے ساتھ لگے ہوئے ڈائل کی گوٹی کو گھمایا تو سکرین پہ منظر تبدیل ہوتا چلا گیا - اور پھر اچانک اس کمرے کا بیرونی دروازہ سکرین پر نظر آنے لگا - مادام نے غور سے اس دروازے کو دیکھا اور اس نے بٹن آف کیا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی آپریشن روم سے باہر نکل آئی - اب اس نے وہ دروازہ پہچان لیا تھا - اس لئے چند ہی لمحوں میں وہ اس دروازے کے سامنے کھڑی تھی - اس نے دروازے کے باہر لگا ہوا لاک کھولا اور پھر موٹھ دبا کر دروازہ کھول دیا - دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی - ایک شخص اچانک اچھلا ہوا اس پہ حملہ آور ہو گیا - لیکن مادام نے تیزی سے غوطہ لگا کر اپنے آپ کو اس حملے سے بچا لیا - اور اس پہ حملہ کرنے والا دیوار سے جا ٹکرایا -

"ہوش میں آؤ نمبر فور ——— میں ریڈ میڈوسا ہوں" ——— مادام نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور دیوار سے ٹکرا کر دوبارہ مادام پہ حملہ کرنے کے لئے پر تولنے والا نمبر فور یکدم ٹھٹھک کر سیدھا ہو گیا -

"مم ——— تم ——— مادام آپ" ——— نمبر فور کی آواز میں

بے پناہ حیرت تھی ۔

"ہاں ——— میں نے اس عمارت پر قبضہ کر لیا ہے" ——— مادام نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا ۔

"مادام مجھے اس قید سے نجات دلاؤ ۔ سامنے سوئچ بورڈ پر اس شیشے کی دیوار ہٹانے کا کوئی بٹن ہے" ——— اچانک نمبر فائیو کی آواز سنائی دی جو شیشے کی دیوار سے دوسری طرف کھڑا نہ صرف ان کی باتیں سن رہا تھا بلکہ انہیں دیکھ بھی رہا تھا ۔

"اوہ" ——— مادام نے کہا اور پھر اس نے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے ۔

اور پھر ایک بٹن دبتے ہی سرر کی آواز سے شیشے کی دیوار درمیان سے غائب ہو گئی اور نمبر فائیو جو اس وقت تک کپڑے پہن چکا تھا بھاگتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا ۔

"تم دونوں فوراً اس عمارت کے ایسے کونوں میں چھپ جاؤ جہاں سے بوقت ضرورت تم کسی بھی آنے والے پر حملہ کر سکو" ——— مادام نے دروازہ کھول کر انہیں کمرے سے باہر نکالتے ہوئے کہا ۔

"مگر مادام ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے" ——— نمبر فور نے جھجکتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ——— تو پھر تم ایسا کرو کہ عمارت سے باہر چلے جاؤ ۔ میں بعد میں تم سے رابطہ قائم کر لوں گی" ——— مادام نے اپنا فیصلہ بدلتے ہوئے کہا ۔

"بہتر مادام" ——— دونوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر

وہ تیز تیز قدم اٹھاتے گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ جب کہ مادام تیزی سے واپس آپریشن روم میں پہنچ گئی ۔ اس نے بٹن دبا کر گیٹ کھولا اور جب وہ دونوں گیٹ سے باہر نکل گئے تو خودکار دروازہ خود بخود بند ہو گیا ۔ اس کے بعد اس نے جیب سے اس لوشن کی شیشی نکالی جو قاتل مکھیوں کو حملہ کرنے پر اکساتی تھی ۔ اور پھر اس نے شیشی میں سے لوشن کے چند قطرے نکال کر فرش پر چھڑک دیئے ——— اور پھر شیشی بند کر کے جیب میں ڈال لی ۔ اب وہ مطمئن تھی کہ قاتل مکھیاں عمارت کے اندر موجود آدمی پر حملہ کر دیں گی سوائے اس کے اپنے ۔ کیونکہ اس نے انٹی لوشن لگا رکھا تھا ۔

پھر وہ تیزی سے کرسی پر بے ہوش پڑے ہوئے سلیمان کی طرف بڑھی اور اس نے اس کی تلاشی لینی شروع کر دی ۔ اور پھر اس کی آنکھیں بری طرح چمک اٹھیں ۔ جب سلیمان کی جیب سے اسے وہ کاغذ مل گیا جس پر اٹامک لیبارٹری کے متعلق رپورٹ موجود تھی ۔ اس نے کاغذ کو میز پر رکھا اور پھر میز کی دراز سے بڑا ٹرانسمیٹر نکال کر باہر رکھ لیا ۔ یہ بڑا ٹرانسمیٹر وہ پہلے ہی دراز کھول کر دیکھ چکی تھی ۔ ٹرانسمیٹر بے حد طاقتور تھا ۔ اس لئے مادام نے پہلے ٹرانسمیٹر پر وہ فریکوئنسی سیٹ کی جو کہ اس نے زارس کو بتائی تھی ۔

"یس زارس سپیکنگ اوور" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے زارس کی آواز برآمد ہوئی ۔

"ریڈ میڈوسا اوور" ——— مادام ریڈ میڈوسا نے جواب دیا ۔

"یس مادام ـــــ حکم کیجئے اوور" ـــــ زارس نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"تم اس وقت کس پوزیشن میں ہو اوور" مادام نے پوچھا۔

"مادام آپ کے حکم کے مطابق ہم نے عمارت کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ اور ہم کسی بھی وقت عمارت پر بھرپور حملہ کرنے کے لئے تیار ہیں اوور" ـــــ زارس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے پوری طرح ہوشیار رہو۔ فی الحال حملے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر ضرورت پڑی تو تمہیں کاشن دے دیا جائے گا اوور" مادام نے کہا۔

"او۔ کے مادام ـــــ ہم آپ کے کاشن کے منتظر رہیں گے اوور" زارس نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ مادام نے کہا اور پھر اس نے ڈائل گھما کر تیزی سے فریکونسی تبدیل کرنا شروع کر دی۔ اور پھر جب مخصوص فریکونسی سیٹ ہوئی تو ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ـــــ ریڈ میڈوسا کالنگ اوور" ـــــ مادام نے مائیک میں بار بار یہ فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

"یس کرنل زیڈ سپیکنگ اوور" ـــــ

اچانک سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور کرنل زیڈ کی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"کرنل زیڈ میں تمہیں یہ خوشخبری سنانا چاہتی ہوں کہ تمہارے چہیتے علی عمران کا خاتمہ کرنے کے بعد میں نے یہاں کی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کی ایک ممبر جولیا کو میں نے ہلاک کر دیا ہے۔ اور سیکرٹ سروس کا پراسرار چیف ایکسٹو میرے سامنے کرسی پر بے ہوشی کے عالم میں بندھا پڑا ہے۔ میرے دو بھیڑوں نے اسے عالم ہوش سے بیگانہ کر دیا ہے۔ اور سب سے بڑی خوشخبری یہ ہے کہ اٹیمک لیبارٹری کے متعلق تفصیلی خفیہ رپورٹ مجھے مل گئی ہے۔ اور میرے سامنے پڑی ہوئی ہے۔ اور اس رپورٹ کے تحت میں بڑی آسانی سے اس لیبارٹری کو تباہ کر سکتی ہوں اوور" ـــــ مادام ریڈ میڈوسا نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم ہوش و حواس میں رہ کر یہ سب باتیں کر رہی ہو۔ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ۔ سیکرٹ سروس کا چیف تمہارے سامنے بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اتنی جلدی یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف کی تلاش میں تو سینکڑوں لوگ موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں اوور" ـــــ

کرنل زیڈ کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے اس نے مادام کی رپورٹ کی بجائے قیامت برپا ہونے کی خبر سن لی ہو۔

"کرنل زیڈ ـــــ تم نے آج تک ریڈ میڈوسا کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ یہ مشن ریڈ میڈوسا کے معیار کا نہیں ہے۔ لیکن تم نے خواہ مخواہ اس احمق علی عمران کی تعریفیں کر کے اور سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے قصیدے پڑھ پڑھ کر

مجھے حیران کر دیا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ اس پس ماندہ ملک میں نجانے یہ مافوق الفطرت لوگ کیسے پیدا ہو گئے ہیں۔ اب خود دیکھو۔ ریڈ میڈوسا کے مقابلے میں یہ سب لوگ بزدل چوہے ثابت ہوئے ہیں۔ عمران پہلے ہی حملے میں مارا گیا۔ اور اب سیکرٹ سروس کا تمہارا وہ پراسرار چیف تھپڑ کھا کر بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اور میں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ٹرانسمیٹر پر ہی تم سے باتیں کر رہی ہوں اوور" ـــــــ مادام کا انداز کرنل زیڈ کا مذاق اڑانے والا تھا۔

"اگر جو کچھ تم کہہ رہی ہو۔ ویسا ہی ہے تو مادام میں اپنے تمام الفاظ واپس لیتا ہوں۔ تمہارا مقابلہ دنیا کی کوئی تنظیم نہیں کر سکتی اوور" ـــــــ کرنل زیڈ نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں کرنل زیڈ تمہیں اپنے الفاظ واپس لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہماری ریڈ میڈوسا چند زرد مکھیاں پال کر خواہ مخواہ اکڑی جا رہی ہے۔ ابھی علی عمران زندہ ہے۔ اور جسے یہ سیکرٹ سروس کا چیف سمجھ رہی ہے وہ میرا باورچی سلیمان ہے" ـــــــ اچانک مادام کی پشت پر علی عمران کی آواز گونجی اور مادام تڑپ کر سیدھی ہوئی مگر اس کے سینے پر مشین گن کی نال ٹک گئی۔

عمران کے دل و دماغ میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ تمام باتیں اتنی عجیب و غریب تھیں کہ کسی طور پر بھی اس کے ذہن میں نہ بیٹھ رہی تھیں۔ بہر حال وہ تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب وہ دانش منزل کی کے گیٹ سے تھوڑی دور ہی پہنچا تھا۔ کہ اچانک اس نے دور سے ہی دانش منزل کا گیٹ کھلتے ہوئے دیکھا اور پھر دو آدمی گیٹ سے باہر نکل کر تیزی سے سڑک پار کر کے دائیں طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔ کیونکہ یہ دونوں اجنبی جس اطمینان اور سکون سے دانش منزل سے نکلے تھے ـــــــ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ دانش منزل ان کے نہ صرف قبضے میں ہے بلکہ وہ دانش منزل کو باقاعدہ کنٹرول بھی کر رہے ہیں۔ عمران تیزی سے ان کی طرف کار بڑھائے چلا گیا۔ اور اس نے تیزی سے کار آگے بڑھا کر روک دی اور جوزف کو نیچے اترنے کا اشارہ کر کے باہر آ گیا ـــــــ اور پھر وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے سامنے آتے ہوئے ان دونوں غیر ملکیوں کی طرف

بڑھے چلے آئے۔ عمران نے ذہنی طور پر اندازہ لگا لیا تھا کہ ان دونوں سے ٹکراؤ ایک بند گلی کے عین سامنے ہوگا۔

"جوزف ان میں سے ایک کو سنبھالو"۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے پیچھے آتے ہوئے جوزف سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور جوزف چوکنا ہو گیا۔

اور پھر جیسے ہی وہ دونوں آمنے سامنے ہوئے۔ عمران نے اچانک ایک غیر ملکی پر حملہ کر دیا۔ اس نے ایک ہاتھ غیر ملکی کے منہ پر اور دوسرا کمر میں ڈالا اور انتہائی تیزی سے اُسے گھسیٹتا ہوا گلی میں لیتا چلا گیا۔ دوسری طرف جوزف نے دوسرے غیر ملکی پر اچانک حملہ کر دیا۔ اور اس کا ہاتھ پوری قوت سے غیر ملکی کی کنپٹی پر پڑا اور وہ لہراتا ہوا نیچے جا گرا۔ جوزف کی بھرپور قوت سے ماری ہوئی ضرب نے اُسے دنیا و مافیہا سے بیگانہ کر دیا تھا۔ اور پھر جوزف بھی انتہائی تیزی سے اُسے گھسیٹتا ہوا گلی میں لیتا چلا گیا۔ یہ گلی دو مخالف عمارتوں کی پشت تھی جہاں ان عمارتوں کا کاٹھ کباڑ پھینکا جاتا تھا۔ یہاں کاٹھ کباڑ کے لئے بڑے بڑے ڈرم پڑے ہوئے تھے۔ عمران اس غیر ملکی کو گھسیٹتا ہوا ایک ڈرم کی آڑ میں لے گیا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے اس غیر ملکی کی گردن میں دونوں ہاتھوں سے قینچی ڈال دی۔

"خبردار اگر آواز نکلی تو گردن توڑ دوں گا"۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ہاتھوں کو ذرا سا جھٹکا دیا تو اس غیر ملکی کی آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔

"جوزف دوسرے غیر ملکی کو ڈرم کے پیچھے ڈال دو اور کار لا کر گلی کے سامنے کھڑی کر دو"۔۔۔۔۔ عمران نے جوزف کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

جوزف نے تیزی سے عمران کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

"تم تباؤ اسی عمارت میں جہاں سے ابھی ابھی نکلے ہو کیا کر رہے تھے"۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا۔

اس نے کچھ اس انداز میں اس غیر ملکی کی گردن کو جکڑا ہوا تھا۔ کہ اگر وہ اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے حرکت کرتا تو اس کی گردن یقیناً ٹوٹ جاتی۔ اس لئے وہ بے بس ہو گیا تھا۔

"ہمیں اس عمارت میں قید کر دیا گیا تھا۔ جہاں سے مادام نے ہمیں چھڑایا ہے"۔۔۔۔۔ غیر ملکی نے گھٹے گھٹے لہجے میں جواب دیا۔

"مادام ریڈ میڈوسا"۔۔۔۔۔ عمران نے ایک زوردار جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ مم۔۔۔ مگر تمہیں کیسے معلوم"۔۔۔۔۔ غیر ملکی کے لہجے میں گھبراہٹ کے ساتھ حیرت بھی تھی۔ مگر عمران نے جواب دینے کی بجائے ہاتھوں کو زوردار جھٹکا دیا اور چیخ کی آواز کے ساتھ ہی غیر ملکی کی گردن ٹوٹتی چلی گئی۔ اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کا سر ڈھلک گیا۔ جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ عمران نے اُسے ڈرم کے پیچھے اچھال دیا کیونکہ عمران جانتا تھا کہ وہ ختم ہو چکا ہے۔

اس کے بعد وہ تیزی سے اس غیر ملکی کی طرف بڑھا جسے جوزف نے
بے ہوش کر کے ڈرم کے پیچھے پھینکا تھا۔ اس کے جسم میں ہلکی سی
کسمساہٹ ہو رہی تھی۔ وہ شاید ہوش میں آرہا تھا۔ عمران نے
جھک کر اس کے سر کو دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور پھر ایک پیر اس
کے سینے پر رکھ کر سر کو پوری قوت سے ایک طرف گھما دیا۔ اور
غیر ملکی کی گردن بھی ایک ہی جھٹکے سے ٹوٹتی چلی گئی۔ اور وہ عالم
بے ہوشی میں ہی عالم بالا کی طرف روانہ ہو گیا۔

عمران کے چہرے پر بے پناہ وحشت تھی۔ اس کے ذہن میں جولیا
کی حالت گھوم رہی تھی۔ اور وہ ریڈ میڈوسا کے کسی ساتھی کو ایک
لمحے کے لئے بھی زندہ رکھنے پر تیار نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے دونوں
غیر ملکیوں کو بے پناہ درندگی سے ہلاک کر دیا تھا۔

اُسی لمحے جوزف کار گلی کے سامنے روک کر نیچے اترا۔ مگر اتنی
دیر میں عمران دونوں کو ختم کر کے فارغ ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ تیزی
سے کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دانش منزل پر ریڈ میڈوسا
نے قبضہ کر لیا ہے۔ لیکن وہاں بطور ایکسٹو کون کام کر رہا تھا۔ ابھی
تک یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن اب وہ اس بارے میں سوچنا
چھوڑ چکا تھا۔ اس نے دانش منزل میں گھسنے اور ریڈ میڈوسا کو
انتہائی عبرت ناک سزا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی
اس کے ذہن میں یہ بات بھی موجود تھی کہ ریڈ میڈوسا نے یقیناً اپنے
آدمیوں کو عمارت میں پھیلا دیا ہو گا۔ اور ساتھ ہی وہ قاتل مکھیوں
والا ڈبہ بھی اس کے ذہن میں تھا۔ اس لئے اس نے کار کو تیزی سے

آگے بڑھایا اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس نے کار ایک میڈیکل سنٹر کے سامنے
روک دی۔ وہ تیزی سے نیچے اترا اور پھر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔ کاؤنٹر پر پڑا ہوا پیڈ اٹھا کر اس نے جیب سے پین نکالا۔ اور
انتہائی تیزی سے کاغذ پر تین دوائیوں کے نام گھسیٹے اور کاؤنٹر مین کے
سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

" انہیں ملا کر شیشی میں ڈال دو۔ ساتھ ہی عمران نے جیب سے ایک
بڑا سا نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

کاؤنٹر مین نے کاغذ پر لکھی ہوئی ادویات کا نام پڑھا اور پھر سر ملاتا
ہوا پیچھے بنی ہوئی لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ
ایک چھوٹی سی شیشی اٹھائے واپس آیا جس میں کاہی رنگ کا محلول
موجود تھا۔ عمران نے ڈھکن کھول کر محلول کو سونگھا اور پھر مطمئن ہو کر
اس نے شیشی بند کر کے جیب میں ڈال لی۔ کاؤنٹر مین نے اس دوران
ادویات کی قیمت کاٹ کر باقی رقم کاؤنٹر پر رکھ دی۔ عمران نے
بغیر گنے رقم اٹھا کر جیب میں ڈالی اور پھر تیزی سے دکان سے باہر
آگیا۔ قاتل مکھیوں سے بچاؤ کا اس نے بندوبست کر لیا تھا۔ یہ
انٹی لوشن تھا۔ جس کی خوشبو سے یہ مکھیاں دور بھاگتی تھیں۔ عمران
نے مکھیوں کے متعلق کتاب میں اس کا نسخہ دیکھ لیا تھا۔

کار کے قریب پہنچ کر اس نے شیشی کھولی اور اس کے محلول کے
چند قطرے اپنے اور جوزف کے لباس پر مل دیئے۔ اور شیشی بند کر کے
جیب میں ڈال لی۔ اب وہ دونوں ان قاتل مکھیوں کے حملے سے
بچ گئے تھے۔ اس محلول کی خوشبو جب تک لباس میں رہتی مکھیاں

ان کے نزدیک نہ آسکتی تھیں۔

"چلو جوزف اب ذرا اس ریڈ میڈوسا سے بھی نپٹ لیں جس نے جولیا کو اس حال تک پہنچایا ہے"۔۔۔۔

عمران نے سٹیرنگ سنبھالتے ہوئے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا پھرتی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"باس ۔۔۔ اس آدمی کو میرے حوالے کر دینا میں اس سے مس جولیا کا ایسا انتقام لوں گا۔ کہ اس کی آئندہ نسلیں بھی آسمان پر صدیوں تک خوف سے کانپتی رہیں گی"۔۔۔۔

جوزف کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی۔

"یہ آدمی نہیں عورت ہے"

"جو کچھ بھی ہے"۔۔۔۔ جوزف نے خلاف معمول جواب دیا۔ حالانکہ عام حالات میں وہ کسی عورت پر ہاتھ اٹھانا اپنی مردانگی کے خلاف سمجھتا تھا۔ لیکن جولیا کی حالت کا تصور اس کے ذہن میں تھا اس لئے وہ ہر قیمت پر اس کا انتقام لینا چاہتا تھا۔

عمران نے کار دانش منزل کی سائیڈ والی روڈ پر روکی تو اسے دانش منزل کی دیوار کے ساتھ سرخ رنگ کی ایک کار کھڑی نظر آئی۔ اور جب عمران اس کے قریب سے گزرا۔ تو اس نے غور سے کار میں بیٹھے ہوئے آدمی کو دیکھا وہ غیر ملکی تھا۔ عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ جب تک دانش منزل پر اپنا قبضہ بحال نہ کر لیتا۔ کسی کو نہ چھیڑنا چاہتا تھا۔

دانش منزل کے اختتام کے بعد ایک اور عمارت شروع ہو جاتی تھی۔ یہ عمارت بھی دراصل دانش منزل سے ہی متعلقہ تھی لیکن یہ خالی رہتی تھی۔ عمران نے اس عمارت کے گیٹ پر کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے گیٹ کی دہلیز پر ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور عمران کار اندر لیتا چلا گیا۔ اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر جوزف کو اشارہ کرتے ہوئے نیچے اتر آیا۔ اس عمارت سے دانش منزل کے آپریشن روم میں ایک خفیہ راستہ جاتا تھا۔ جس کا علم صرف عمران اور بلیک زیرو کو ہی تھا۔ اور عمران اسی راستے سے اندر داخل ہونا چاہتا تھا۔ کار سے نیچے اتر کر عمران تیزی سے عمارت کے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اور پھر اس نے اس کے سوئچ بورڈ کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرے کی دیوار کا ایک مخصوص حصہ کسی سکرین کی طرح روشن ہو گیا ۔۔۔۔ اور پھر سکرین پر آپریشن روم کا منظر ابھر آیا۔ سکرین پر منظر دیکھتے ہی عمران چونک پڑا۔ کیونکہ آپریشن روم کی مخصوص کرسی پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے ایک ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ جبکہ ساتھ والی کرسی پر سلیمان بندھا ہوا تھا۔ اور اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔۔۔۔ عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کیونکہ اب ایکسٹو والا مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ اُسے خیال ہی نہ آیا تھا کہ سلیمان بھی دانش منزل میں موجود ہے۔ ظاہر ہے سلیمان دانش منزل کے ہر راز سے واقف تھا۔ یقیناً اس نے بطور ایکسٹو ہسپتال ٹیلی فون کیا ہو گا۔ اور بلیک زیرو کو ہسپتال پہنچا دیا ہو گا۔ اور جولیا سمجھ کر ریڈ میڈوسا کو دانش منزل میں گھسنے کی اجازت دی ہو گی۔

اور پھر ریڈ میڈوسا نے اُسے بے ہوش کر کے دانش منزل پر قبضہ کر لیا ہو گا۔

"جوزف کار کی سیٹ کے نیچے سے دو مشین گنیں نکال لاؤ۔ جلدی کرو"۔۔۔۔۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو سکرین پر جولیا کو بیٹھے دیکھ کر آنکھیں پھاڑے کھڑا تھا۔

"مم ۔۔۔۔ مگر باس یہ مس جولیا"۔۔۔۔۔ جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بے وقوف ۔۔۔۔ یہ جولیا نہیں بلکہ جولیا کے میک اپ میں ریڈ میڈوسا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ بات ہے"۔۔۔۔ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے باہر دوڑتا چلا گیا۔ عمران نے ایک اور بٹن دبایا تو آپریشن روم میں پیدا ہونے والی آواز اس کے کانوں میں پہنچنے لگی۔ ریڈ میڈوسا کسی زارس سے بات کر رہی تھی اور پھر ان کی بات چیت سے عمران کو پتہ چل گیا کہ مسلح افراد نے دانش منزل کو گھیرے میں لے رکھا ہے اُسی لمحے جوزف دو مشین گنیں اٹھائے واپس آ گیا۔ اور ان میں سے ایک مشین گن عمران نے سنبھال لی۔ عمران نے سکرین والا بٹن آف کیا۔ اور پھر اس نے سوئچ بورڈ کی ایک سائیڈ کو دبایا تو سوئچ بورڈ کا اوپر والا حصہ کسی ڈھکن کی طرح اٹھتا چلا گیا۔ اندر ایک اور بٹن تھا۔ عمران نے وہ بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی کمرے کی شمالی دیوار درمیان میں سے بے آواز انداز میں ہٹتی چلی گئی۔ اور اب

دانش منزل کا آپریشن روم ان کی نظروں کے سامنے تھا۔ جس جگہ سے دیوار ہٹی تھی اس طرف ریڈ میڈوسا کی پشت تھی اور وہ ویسے بھی ٹرانسمیٹر پر بات کرنے میں مصروف تھی اس لئے اسے اس خلا کا احساس تک نہ ہو سکا۔ عمران نے منہ پر انگلی رکھ کر جوزف کو خاموش اور محتاط رہنے کا اشارہ کیا اور پھر بڑی احتیاط سے قدم اٹھاتا اس خلا میں سے گزر کر ریڈ میڈوسا کی پشت پر پہنچ گیا۔ جوزف نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر جیسے ہی ان دونوں نے دیوار پار کی دیوار دوبارہ بے آواز طور پر برابر ہو گئی۔ اب وہ دونوں ریڈ میڈوسا کی پشت پر موجود تھے۔ ریڈ میڈوسا کرنل زیڈ سے باتیں کرنے اور علی عمران اور سیکرٹ سروس کے خاتمے کا بڑے فاخرانہ انداز میں اعلان کرنے میں مصروف تھی۔ جب کرنل زیڈ نے اپنے الفاظ واپس لینے کے لئے کہا۔ تو عمران سے نہ رہا گیا اور وہ بول پڑا۔

"نہیں کرنل زیڈ تمہیں اپنے الفاظ واپس لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بے چاری ریڈ میڈوسا چند زرد مکھیاں پال کر خواہ مخواہ اکڑتی جا رہی ہے۔ ابھی علی عمران زندہ ہے۔ اور جسے یہ سیکرٹ سروس کا چیف سمجھ رہی ہے وہ میرا باورچی سلیمان ہے"۔۔۔۔۔ عمران کی آواز کمرے میں گونجی۔ اور اس کی آواز سن کر ریڈ میڈوسا بجلی کی طرح تڑپ کر سیدھی ہوئی مگر عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کی نال اس کے سینے پر جما دی۔

علی عمران کی آواز اچانک اپنی پشت پر سن کر مادام فیونا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔ وہ تڑپ کر سیدھی ہوئی مگر دوسرے لمحے علی عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کی نال اس کے سینے پر جم گئی۔

"کیوں مادام ریڈ میڈوسا تمہارا کیا خیال تھا کہ تمہاری مکھیاں مجھے اور سلیمان کو ڈھانچہ بنا کر چھوڑ گئی ہیں۔ میں بھی تمہارے سامنے کھڑا ہوں اور وہ جو الگ باندھ کے رکھا ہے وہ سلیمان ہے" —— عمران کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم عمران ہو۔ مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرو اور سنو یہ بلڈنگ میرے آدمیوں کے گھیرے میں ہے۔ میں جب چاہوں اسے راکھ کا ڈھیر بنا دوں" —— مادام نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے شاید سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو یتیم خانہ سمجھ رکھا ہے۔ تمہارے آدمیوں کے پاس ایٹم بم بھی ہوں تب بھی اس

بلڈنگ کا کچھ نہیں بگڑ سکتا" —— عمران نے مشین گن کی نال کو قدرے دباتے ہوئے کہا۔ اور پھر عمران کو بھی اس بات کی سمجھ نہ آئی کہ مادام فیونا نے آخر کیا کیا۔ بس اُسے اتنا محسوس ہوا کہ بجلی سی چمکی تھی اور نہ صرف مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکلی چلی گئی بلکہ اس کے سینے پر اتنی قوت سے ضرب لگی کہ وہ اپنے پیچھے کھڑے ہوئے جوزف سے ٹکرا کر پچھلی دیوار سے جا لگا۔ جوزف بھی اس اچانک افتاد سے بوکھلا گیا اور عمران اور جوزف دونوں فرش پر جا گرے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں سنبھلتے۔ مادام نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن دبا دیا۔ مگر اس سے زیادہ اُسے مہلت نہ مل سکی۔ کیونکہ عمران نے زمین پر سے ہی چھلانگ لگائی اور اس کا جسم بندوق میں سے نکلی ہوئی گولی کی طرح مادام سے جا ٹکرایا۔ اور اس بار دیوار سے ٹکرا کر گرنے کی باری مادام کی تھی۔

"باس —— تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ مجھے اس کتیا کی دُم مروڑنے دو" اچانک جوزف نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔

"اچھا سنبھالو اسے" —— عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

اور شاید جوزف نے آگے بڑھ کر زمین سے اٹھتی ہوئی مادام کی جھک کر گردن پکڑنی چاہی تھی۔ کیونکہ عمران نے اُسے جھکتے ہوئے ضرور دیکھا تھا۔ لیکن پھر عمران نے جوزف کے حلق سے نکلنے والی چیخ ہی سنی اور وہ پشت کے بل زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اس کے

دونوں ہاتھ ناف سے ذرا نیچے رکھے ہوئے تھے۔ اور وہ لوٹن کبوتر کی
طرح فرش پر قلابازیاں کھا رہا تھا۔ مادام نے شاید پوری قوت سے
جوزف کی ناف کے نیچے سر کی ٹکر ماری تھی۔

"مادام" جوزف کو ٹکر مار کر اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر دوسرے
لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور دکھائی دیا۔ ___

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو میں گولیوں سے چھلنی کر دوں گی"۔ ___
مادام نے چیختے ہوئے کہا۔

مگر جواب میں عمران کی لات حرکت میں آئی اور مادام کے ہاتھ سے
ریوالور نکل کر دور دیوار سے جا ٹکرایا۔ مادام کو ٹریگر دبانے کی بھی مہلت
نہ مل سکی تھی۔ ہاتھ پر لات کھاتے ہی مادام نے تیزی سے پینترہ بدلا
اور اس نے اچھل کر عمران پر زوزو کا خطرناک ترین داؤ استعمال کرنا
چاہا۔ لیکن اتنی دیر میں جوزف اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔ چنانچہ
جیسے ہی مادام کا جسم فضا میں اچھلا جوزف بجلی کی سی تیزی سے اٹھتا
چلا گیا۔ اور اس نے مادام کو فضا میں ہی دونوں ہاتھوں پر نہ صرف
سنبھال لیا۔ بلکہ اس نے اُسے پوری قوت سے گھما کر دیوار سے دے
مارا۔ مادام کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

اُسی لمحے عمران نے زرد مکھیوں کی نداں نداں کی مخصوص آوازیں
سنیں۔ مکھیاں تیزی سے کمرے میں بھرتی چلی جا رہی تھیں۔ عمران نے
بڑی پھرتی سے جیب سے وہ انٹی لوشن والی شیشی نکالی اور اس کا
ڈھکن کھول کر اس نے محلول کو کرسی سے بندھے ہوئے سلیمان پر اچھال
دیا۔ مادام کو شاید دیوار سے ٹکرا کر خاصی چوٹ آ گئی تھی کیونکہ اس نے

ایک لمحے کے لئے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بے حس و
حرکت ہو کر نیچے گر گئی۔

ادھر کمرہ زرد مکھیوں سے بھر گیا تھا لیکن مکھیاں ان چاروں میں
سے کسی پر بھی حملہ آور نہ ہو رہی تھیں۔

"سلیمان کو کھول کر نیچے لٹا دو اور اس ریڈ میڈوسا کو اسی کرسی
پر باندھ دو"۔ ___ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور
جوزف بے ہوش پڑی ہوئی مادام کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم سب کچھ سن رہے ہو کرنل ریڈ ___ تمہاری ریڈ میڈوسا
نے سیکرٹ سروس کی ایک ممبر پر انتہائی غیر انسانی تشدد کیا ہے۔
اور میں اس کا اس ریڈ میڈوسا سے ایسا انتقام لوں گا کہ اس کی
روح بھی عالم بالا میں صدیوں تک کانپتی رہے گی۔ بہر حال عنقریب
تمہیں ریڈ میڈوسا کا تحفہ پہنچ جائے گا۔
اوور اینڈ آل"۔ ___

عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر
کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا اور اس
نے اس کی نچلی دراز کھول کر اس کے اندر ایک خفیہ بٹن دبا دیا۔ اس
بٹن کے دبتے ہی دانش منزل غیر مرئی شعاعوں کے حصار میں آ گئی۔ ان
شعاعوں میں سے لوہے کی بنی ہوئی کوئی چیز نہیں گزر سکتی تھی۔ اس طرح
اب دانش منزل ہر قسم کے حملے سے محفوظ ہو گئی تھی۔

مکھیاں ابھی تک کمرے میں چکراتی پھر رہی تھیں۔ عمران غور سے
ان مکھیوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے منہ سے عجیب سی سیٹی کی آواز نکالی

یہ وہی سیٹی تھی جو اس نے فلیٹ کے باہر سے سنی تھی اور اس سیٹی کی آواز سنتے ہی مکھیاں غائب ہوگئی تھیں۔ اور اس بار بھی سیٹی بجانے کا یہی نتیجہ نکلا کہ مکھیاں انتہائی تیزی سے کمرے سے غائب ہونا شروع ہوگئیں۔

"اب اس کا کیا کرنا ہے" ____ جوزف نے مادام کو کرسی سے باندھنے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اس کا اچار ڈالنا ہے تم اس کا خیال رکھو میں ابھی آرہا ہوں" ____ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے ذہن میں وہ سرخ رنگ کی کار کھٹک رہی تھی جو اس نے دانش منزل کی شمالی دیوار کے ساتھ کھڑی دیکھی تھی۔ دانش منزل کا صحن پار کر کے وہ تیزی سے شمالی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب وہ دیوار کے قریب پہنچا تو اس نے دیوار کی دوسری طرف سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنی۔ اور پھر اُسے مکھیوں کا غول دیوار کی دوسری طرف سے ابھر کر دانش منزل کے اندر آتا دکھائی دیا۔ مکھیاں انتہائی تیزی سے آپریشن روم کی طرف بڑھتی چلی جارہی تھیں۔

"ہیلو ____ میں ریڈ میڈوسا بول رہی ہوں۔ جلدی سے دیوار پھاند کر اندر آجاؤ" ____

اچانک عمران کے حلق سے ریڈ میڈوسا کی آواز نکلی۔ اور وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہوگیا۔

"مم ____ مم ____ مادام ____ آپ مجھ سے مخاطب ہیں" ____ اچانک دیوار کی دوسری سے ایک گھبرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"ہاں ____ جلدی اندر آجاؤ۔ مکھیاں حملہ نہیں کر رہی ہیں تم خود انہیں سنبھالو" ____ عمران نے ریڈ میڈوسا کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ایک سایہ سا دیوار پر نظر آیا اور پھر ہلکے سے دھماکے سے وہ اندر کود گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ عمران جو دیوار کے ساتھ لگا اُسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اس پر ٹوٹ پڑا۔ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اندر آنے والے کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا اور وہ لہراتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ اس کے ہاتھ پیر چند لمحوں کے لئے تیزی سے سمٹتے پھیلتے رہے۔ پھر وہ بے حس و حرکت ہوگیا۔ عمران نے جھک کر اُسے اٹھایا اور پھر اُسے لئے ہوئے واپس آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب وہ آپریشن روم کے دروازے تک پہنچا تو اچانک آپریشن روم کے دروازے سے ایک سایہ نکلا اور پوری قوت سے عمران سے ٹکرا گیا۔ عمران اس اچانک ٹکر سے اس آدمی سمیت پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ وہ سایہ اس پر چھا سا گیا۔ یہ سایہ مادام فیونا کا تھا وہ نجانے کس طرح کرسی کی بندشوں سے آزاد ہو کر باہر آگئی تھی۔ مادام نے نیچے گرے ہوئے عمران کے سینے پر دل کی جگہ دونوں گھٹنے پوری قوت سے مارے مگر اس سے پہلے کہ اس کے گھٹنے عمران کے سینے پر پڑتے عمران نے دونوں گھٹنے تیزی سے سمیٹ لیے اور مادام فضا میں ہی اچھل کر دور جا گری۔ اور پھر وہ دونوں ہی بیک وقت اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔

"تم نے ریڈ میڈوسا کے متعلق غلط اندازہ لگایا ہے۔ میں تمہاری

بوٹیاں نوچ ڈالوں گی "۔۔۔۔
مادام نے اٹھتے ہی انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
" مجھے تو تم کسی سرکس کی مسخری نظر آتی ہو "۔۔۔۔
عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔
ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ اچانک مادام نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ مادام کے جسم میں یوں لگتا تھا جیسے خون کی بجائے پارہ دوڑ رہا ہو۔ اور اس کا حملہ کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ لڑائی بھڑائی کے فن میں مہارت کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر اس کے مقابل عمران تھا۔ مجسم پارہ۔ مادام نے اپنے طور پر فضا میں ہی عمران کو ڈاج دے کر چھاپنے کی کوشش کی مگر عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں ڈاج میں آنے والا تھا۔ اس نے تیزی سے پہلو بدلا اور پھر اس کی لات نیم دائرے کی صورت میں فضا میں گھومی اور مادام چیختی ہوئی برآمدے کے فرش پر جا گری۔ پھر اس سے پہلے کہ مادام اٹھ کر کھڑی ہوتی۔ عمران نے چھلانگ لگائی۔ اور اس کے دونوں پیر مادام کے پیٹ پر پوری قوت سے پڑے اور مادام کا جسم یوں پھڑکنے لگا جیسے مچھلی کو پانی سے نکال کر پھینک دیا گیا ہو۔ عمران ضرب لگا کر فضا میں ہی قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا اور پھر اس نے جھک کر مادام کی ٹانگ پکڑی اور اسے گھسیٹتا ہوا۔ آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مادام کا جسم ابھی تک پھڑک رہا تھا۔ اس کے حلق سے سسکاریاں نکل رہی تھیں۔
" تم ابھی سے سسک رہی ہو مادام ۔۔۔۔ ابھی تو تمہارا انجام نزدیک نہیں آیا "۔۔۔۔ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی

اُسے جھٹکا دے کر ایک طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ مادام کسی گیند کی طرح دیوار سے جا ٹکرائی۔ اور پھر اس کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔
عمران نے دیکھا کہ جوزف فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ اور کرسی پر رسیوں کے ٹکڑے پھیلے ہوئے تھے۔
" اٹھو ۔۔۔۔ ہوش میں آؤ جوزف ۔۔۔۔ عورت سے مار کھا گئے ہو "۔۔۔۔ عمران نے بھرپور انداز میں جوزف کے چہرے پر تھپڑ مارتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔
ضرب کھا کر جوزف کا جسم اچانک پھڑکا اور پھر اس کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔
" کیا ہو گیا تھا تجھے "۔۔۔۔
عمران کا لہجہ بدستور تلخ تھا۔
" یہ بندشیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں نے بندشوں کو اور مضبوط کرنا چاہا۔ مگر اچانک میرا جسم فضا میں اچھل گیا اس نے دونوں پیر میری ٹانگوں میں ڈال کر مجھے اچھال دیا تھا۔ اور پھر میرا سر دیوار سے ٹکرایا اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا "۔۔۔۔ جوزف نے ندامت بھرے لہجے میں جواب دیا۔
کمرے میں زرد مکھیاں چھت کے ساتھ مسلسل گردش کر رہی تھیں۔ لیکن وہ نیچے اتر کر کسی پر حملہ نہ کر رہی تھیں۔ بس صرف چھت کے ساتھ ساتھ اڑنے میں مصروف تھیں۔

"باہر ایک آدمی بے ہوش پڑا ہے۔ اُسے اٹھا کر اندر لے آؤ۔
میں اس سلیمان کو ہوش میں لے آؤں۔ اس نے تو بے ہوشی کے ساتھ
شرط باندھ رکھی ہے"۔ ——
عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور خود سلیمان کی طرف بڑھا۔
"ارے ارے —— میں ہوش میں ہوں۔ مجھے جوزف کی طرح
ہوش میں لے آنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ —— سلیمان شاید پہلے
سے ہوش میں تھا۔ لیکن جان بوجھ کر آنکھیں بند کیئے پڑا تھا۔ تیزی
سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔
اُسی لمحے جوزف بے ہوش پڑے ہوئے نمبر تھری کو اٹھا کر اندر
کمرے میں لے آیا۔ اور عمران ایک بار پھر مادام کی طرف بڑھ گیا۔ مگر
اس سے پہلے کہ وہ مادام کے پاس پہنچتا۔ مادام نے جھرجھری لے کر خود بخود
آنکھیں کھول دیں۔ اور پھر کمرے میں ایک خوفناک چیخ بلند ہوئی۔
اور عمران چیخ سن کر تیزی سے پلٹا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت
سے پھٹ گئیں۔ کیونکہ مکھیوں نے جو چھت کے ساتھ گردش کر رہی
تھیں اچانک نمبر تھری پر حملہ کر دیا تھا۔ اور ان کے حملے سے ہی نمبر تھری
ہوش میں آ گیا تھا۔ اور یہ چیخ اسی کے حلق سے نکلی تھی۔ نمبر تھری نے چیخ
مار کر اپنے آپ کو مکھیوں سے بچانا چاہا مگر مکھیاں اس سے اس بری طرح
لپٹی ہوئی تھیں کہ اس کا پورا جسم مکھیوں سے ڈھک گیا تھا۔ اور پھر
کمرہ نمبر تھری کی دردناک چیخوں سے گونجتا رہا۔ اس نے سیٹی بجا کر مکھیوں
کو باہر بھیجنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ مکھیاں اس کے منہ میں گھس چکی
تھیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس کی چیخیں مدھم پڑتی چلی گئیں۔ عمران

جو حیرت سے یہ منظر کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اچانک پلٹا۔ مگر دوسرے لمحے
اُسے حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔ کیونکہ مادام اپنی جگہ سے غائب ہو
چکی تھی۔
"یہ کہاں گئی"۔ —— عمران نے جوزف اور سلیمان سے مخاطب ہو
کر پوچھا جو خود بھی مکھیوں کے حملے کا منظر دیکھ رہے تھے۔
"کون کہاں گئی"۔ —— ان دونوں نے بیک وقت حیران ہو کر جواب
دیا۔ اور عمران تیزی سے دروازے کی طرف دوڑا۔ اس کا خیال تھا
کہ شاید مادام ان کی بے خبری میں دروازے سے باہر نکل گئی ہے۔
لیکن اُسی لمحے اُسے کمرے کے جنوبی حصے کی طرف سے مادام کے
ہذیانی قہقہے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران تیزی سے پلٹ پڑا۔
اور پھر اس کی نظریں جنوبی دیوار میں موجود کھلے ہوئے دروازے پر
جم گئیں۔ یہ دروازہ آپریشن روم سے ملحقہ اسلحہ خانے میں کھلتا تھا۔
اور پھر عمران سمجھ گیا کہ مادام نے ان کی بے خبری سے فائدہ اٹھا کر دیوار
کے ساتھ لگ کر باہر نکلنے کی کوشش کی ہو گی اور خفیہ دروازے کا
دیوار کے ساتھ لگا ہوا بٹن اس کے جسم کی رگڑ سے دب گیا اور اس
طرح اسلحہ خانے کا دروازہ کھل گیا اور پھر مادام اندر جانے میں
کامیاب ہو گئی۔ اسلحہ خانہ بے شمار بارودی سرنگوں، ٹائم بم، دھماکے
سے پھٹنے والے اور طاقتور ہینڈ گرنیڈوں سے بھرا ہوا تھا۔ مادام نے
ہاتھ میں ایک طاقتور ہینڈ گرنیڈ پکڑا ہوا تھا۔ اور اس نے انگوٹھے
سے اس کی پن دبا رکھی تھی۔
"ہٹ جاؤ —— مجھے باہر جانے دو۔ ورنہ میں یہ پن چھوڑ دوں

گی اور یہ پورا اسلحہ خانہ اڑ جائے گا"۔۔۔۔۔۔
مادام نے چیختے ہوئے کہا۔

اور عمران کا دماغ قلابازیاں کھانے لگا۔ صورت حال اس کے تصور سے کہیں نازک ہو گئی تھی۔ اگر مادام پن چھوڑ دیتی تو یقیناً بم پھٹ پڑتا۔ اور نتیجہ یہ کہ پورا اسلحہ خانہ بھک سے اڑ جاتا۔ اور ظاہر ہے اتنے بڑے اسلحہ خانے کے پھٹنے سے پوری بلڈنگ ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر جاتی۔

"یہ کمرہ بم پروف ہے محترمہ اسلحہ خانہ پھٹنے سے صرف تمہارے ہی پرزے اڑیں گے اور کچھ نہیں ہو گا"۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"میں کچھ نہیں جانتی۔ میری موت تم سب کی موت ہو گی۔ میں صرف تین تک گنوں گی اگر تم سب کمرے سے باہر نہ نکل گئے تو میں پن چھوڑ دوں گی"۔۔۔۔۔
مادام نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"آؤ جوزف اور سلیمان ۔۔۔۔ باہر آجاؤ"۔۔۔۔ عمران نے مادام کی آنکھوں میں چھائی ہوئی وحشت دیکھ کر کہا۔ اور پھر وہ تینوں تیزی سے چلتے ہوئے آپریشن روم سے باہر نکل آئے۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ مادام کے دماغ پر موت سوار ہو گئی ہے۔ اور اگر فوری طور پر اس کا کہنا نہ مانا تو وہ واقعی بم پھاڑ دے گی۔

جیسے ہی وہ تینوں آپریشن روم سے باہر نکلے۔ کمرے میں تیز دوڑنے کی آواز سنائی دیں۔ اور پھر کمرے کا دروازہ ایک

دھماکے سے بند ہو گیا۔ عمران نے جیسے ہی دروازہ بند ہوتے دیکھا وہ تیزی سے دوڑتا ہوا ملحقہ میٹنگ روم کے دروازے میں گھستا چلا گیا۔ پھر میٹنگ روم کے فرش پر بچھے ہوئے قالین کا ایک کونہ اٹھا کر اس نے زور سے فرش کی ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا۔ پیر مارتے ہی فرش اس کونے سے ہٹتا چلا گیا۔ اب وہاں نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا اس کمرے کی دیوار کے ساتھ پیلے رنگ کا ایک بڑا سا سلنڈر رکھا تھا۔ عمران نے اس سلنڈر کی سائیڈ میں سے لگے ہوئے ہینڈل کو جھٹکا دے کر کھینچا اور پھر اسے زور سے اندر کی طرف دبا دیا۔ ہینڈل کے اندر کی طرف دبتے ہی سلنڈر میں سے سوں سوں کی تیز آوازیں نکلنی شروع ہو گئیں۔ سلنڈر کے اوپر لگے ہوئے ٹرانسپیرنٹ پائپ میں پیلے رنگ کی گیس سی بھرتی چلی گئی۔ یہ پائپ چھت میں غائب ہو رہا تھا۔ دو منٹ بعد عمران نے ہینڈل کو جھٹکے سے باہر کو کھینچا اور اسے دوبارہ اپنی جگہ پر فٹ کر دیا۔ ٹرانسپیرنٹ پائپ اب خالی ہو چکا تھا۔ عمران واپس پلٹا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر میٹنگ روم میں آگیا۔ اس نے فرش برابر کیا اور چند لمحوں بعد وہ دوبارہ آپریشن روم کے بند دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی تار نکال کر تالے کے سوراخ میں ڈالی اور اسے مخصوص انداز میں ادھر ادھر گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کلک کی آواز ابھری اور عمران نے تار واپس کھینچ لی۔

"ایک طرف ہٹ جاؤ دور ہٹ جاؤ"۔۔۔۔۔ عمران نے قریب

کھڑے جوزف اور سلیمان سے کہا اور پھر اس نے لات مار کر دروازہ کھولا اور خود بھی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی پیلے رنگ کی گیس کا بھبکا سا باہر نکلا اور فضا میں پھیلتا چلا گیا۔ گیس تیزی سے باہر نکل کر کھلی فضا میں غائب ہوتی جا رہی تھی۔ جب گیس کا اخراج قطعاً بند ہو گیا۔ تو عمران سانس روک کر اندر گھستا چلا گیا۔ اس نے مادام کو میز کے قریب ہی فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا دیکھا۔ پورے فرش پر زرد رنگ کی مکھیاں بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھیں۔ اور بمبر تھری کے جسم سے گوشت غائب ہو چکا تھا۔ میز کے اوپر وہی ہینڈ گرنیڈ پڑا ہوا تھا۔ شاید مادام ہینڈ گرنیڈ رکھ کر وہاں سے بھاگنے کی کوئی ترکیب سوچ رہی تھی کہ تیز اثر بے ہوش کر دینے والی گیس نے اچانک اُسے بے ہوش کر دیا تھا۔ مکھیاں بھی اُسی گیس کے اثر کی وجہ سے مفلوج ہو گئی تھیں۔

"سلیمان" ——— عمران نے اندر سے ہانک لگائی۔

"کیا بات ہے" ———

سلیمان نے ڈرے ڈرے انداز میں اندر جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"برش لے کر ان مکھیوں کو اکٹھا کرو۔ اور انہیں برقی بھٹی میں ڈال دو" ——— عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مم ——— مگر میں کوئی جمعدار . . . . . .

سلیمان نے شاید اعتراض کرنا چاہا تھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا اور سلیمان کان دبائے ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا تا کہ وہاں

سے برش اٹھا کر مکھیاں اکٹھی کرے۔

عمران نے جھک کر بے ہوش مادام فیونا کو اٹھایا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا آیا۔

"آؤ جوزف میرے ساتھ میں اسے بتاؤں کہ جولیا پر تشدد کیسے کیا جاتا ہے" ———

عمران کے لہجے میں زخمی بھیڑیئے کی سی غراہٹ تھی۔ اور جوزف خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ عمران مادام کو لئے ہوئے ایک کمرے کے دروازے پر پہنچا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کے ہینڈل کو مخصوص انداز میں گھمایا اور دروازہ کو دھکا دے کر کھول دیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں لوہے کی ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ جس کے پائے فرش میں نصب تھے۔ کمرے کی دیواروں کے ساتھ پرانے زمانے کے ٹیڑھے میڑھے خنجر اور تلواریں لٹک رہی تھیں۔

عمران نے بے ہوش مادام کو اس کرسی پر بٹھایا اور پھر واپس سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے ایک بٹن کو جیسے ہی دبایا۔ کرسی کے بازوں میں سے لوہے کی کڑیاں نکلیں اور انہوں نے مادام کے بازوؤں کو جکڑ لیا۔ یہی حشر اس کی ٹانگوں کا ہوا اب مادام اس کرسی پر لوہے کے پھندوں میں جکڑی ہوئی تھی۔

"اسے تھپڑ مار کر ہوش میں لے آؤ" ———

عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف تیزی سے مادام کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت

میں آ گئے۔ اور مادام کے چہرے پر تھپیڑوں کی بارش شروع ہو گئی۔ دس بارہ تھپیڑ کھانے کے بعد مادام نے آنکھیں کھول دیں۔

"سنو ——— الماری سے الیکٹرک کاویہ نکالو اور پلگ لگا کر تیار ہو جاؤ"۔ ——— عمران نے مادام کو ہوش میں آتے دیکھ کر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جوزف پیچھے ہٹ کر کمرے کی ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تت ——— تم کیا کرنا چاہتے ہو ——— تم جو پوچھو میں بتانے کے لئے تیار ہوں"۔ ——— مادام نے کسمساتے ہوئے قدرے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"اب پوچھنے اور بتانے کا وقت گزر گیا ہے۔ تم نے جولیا پر جس غیر انسانی انداز میں تشدد کیا ہے۔ وہی سلوک میں تم سے کروں گا"۔ عمران کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"مم ——— مگر میں نے تو جولیا کو کچھ نہیں کہا وہ تو نارس کے آدمیوں نے اس پر تشدد کیا تھا"۔ ——— مادام فیونا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں بھی تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ سلوک میرے آدمی ہی تم سے کریں گے"۔ ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اتنی دیر میں جوزف الیکٹرک کاویہ کا پلگ لگا کر تیار ہو چکا تھا۔

"کاویہ اس کے گال پر جما دو اور اس وقت تک نہ ہٹانا جب تک اس کے جبڑے کی ہڈی نہ باہر نکل آئے"۔ ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں جوزف کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور جوزف

کاویہ سنبھالے مادام کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"رک جاؤ ——— رک جاؤ ——— میں مر جاؤں گی۔ یہ غیر انسانی فعل ہے"۔ مادام نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے جوزف نے کاویہ کا سرا مادام کے گال پر لگا کر دبا دیا۔ اور مادام کے حلق سے دردناک چیخ نکلی اس نے سر جھٹک کر کاویہ ہٹانا چاہا مگر جوزف کی گرفت خاصی سخت تھی۔ اور کمرے میں گوشت جلنے کی بو پھیلتی چلی گئی۔ مادام کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں اور جب جوزف نے ایک جھٹکے سے کاویہ ہٹایا تو مادام کا گال جل چکا تھا۔ اور اس سوراخ میں سے جبڑے کی ہڈی جھانک رہی تھی۔ مادام بے ہوش ہو چکی تھی۔ عمران نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر وہ مادام کی طرف بڑھا اور پھر اس نے شیشی کا ڈھکن کھول کر شیشی مادام کی ناک سے لگا دی۔ اور مادام کو ایک زوردار چھینک آئی اور وہ دوبارہ ہوش میں آ گئی۔ عمران نے شیشی بند کر دی۔

"اب دوسرے گال پر یہی عمل دہراؤ"۔ ——— عمران کا لہجہ بالکل سپاٹ تھا۔

"تم ظالم ہو ——— کمینے ہو ——— عورت پر ظلم کرتے ہو"۔ ——— مادام نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"تم عورت نہیں چڑیل ہو ——— ڈائن ہو ——— تمہیں جولیا پر یہی تشدد کرتے ہوئے اس بات کا خیال نہیں آیا تھا۔ کہ وہ بھی عورت ہے"۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے جوزف نے کاویہ مادام کے دوسرے گال پر جما دیا۔

اور مادام کے حلق سے ایک بار پھر چیخیں نکلنے لگیں۔ اور کمرے میں گوشت جلنے کی سرانڈ پھیلتی چلی گئی۔ اس بار بھی جوزف نے کاویہ اس وقت ہٹایا جب مادام کے دوسرے گال میں سوراخ ہو چکا تھا۔ بالکل اُسی انداز کا سوراخ جیسے جولیا کے گال میں تھا۔ مادام ایک بار پھر بے ہوش ہو چکی تھی۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شیشی کا ڈھکن ایک بار پھر کھولا اور شیشی مادام کی ناک سے لگا دی۔ ایک بار پھر چھینک مار کر مادام ہوش میں آگئی۔ ہوش میں آتے ہی اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا۔ آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔ پورا جسم پسینے سے بھیگ گیا تھا۔

"الماری سے تیزاب کی بوتل نکالو اور اس کے دائیں پیر پر انڈیل دو۔" عمران نے جوزف کو حکم دیتے ہوئے کہا اور جوزف نے کاویہ کا پلگ نکالا اور مڑ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"مجھ پر رحم کرو۔ تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ مجھ پر رحم کرو۔" ——— مادام نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"رحم اس پر کھایا جاتا ہے جو دوسروں پر رحم کھاتے۔ تم جیسے بے رحم عفریتوں پر رحم کھانا رحم کی توہین ہے۔" ——— عمران کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"میں مر جاؤں گی میں مر جاؤں گی مجھے مت مارو تم جو کہو میں کرنے کو تیار ہوں۔" ——— مادام نے چیختے ہوئے ہذیانی انداز میں کہا۔

"میں تو ابھی صرف وہی کچھ دہرا رہا ہوں جو کچھ تم نے جولیا کے ساتھ کیا تھا۔" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اتنی دیر میں جوزف تیزاب کی بوتل کا ڈھکن کھول چکا تھا۔

"اس کے پیر پر انڈیل دو پوری بوتل انڈیل دو۔" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اور جوزف نے بوتل مادام کے پیر پر انڈیل دی۔ مادام کے حلق سے ایسی چیخیں نکلیں کہ کمرے کی دیواریں لرز اٹھیں۔ اس کا جسم ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح پھڑک رہا تھا۔ اور تیزاب نے اس کے پیر کے گوشت کو گلا دیا تھا۔ چند ہی لمحوں میں مادام کے پیر کی ہڈیاں نظر آنے لگ گئیں اور مادام کے حلق سے نکلنے والی چیخیں آہستہ آہستہ مدھم پڑتی چلی گئیں۔ اور پھر اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اور پھر قریب پہنچ کر وہ ٹھٹھک گیا۔ مادام کا جسم بالکل ساکت ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کی نبض چیک کی مگر بے سود۔ مادام اس ہولناک تشدد کو برداشت نہ کر سکی تھی اور ختم ہو چکی تھی۔

"ہوں ——— یہ تو جولیا سے بھی کمزور نکلی۔ جولیا تو یہ تشدد برداشت کر کے بھی زندہ رہی اور یہ دنیا سے ہی بھاگ نکلی۔ بزدل۔" ——— عمران نے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور واپس مڑ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ عمارت کے باہر موجود مسلح افراد کا بندوبست کرنا چاہتا تھا۔ اس نے نہ صرف جولیا پر غیر انسانی تشدد کا بھرپور انتقام لے لیا تھا بلکہ دنیا کی خطرناک ترین عورت ریڈ میڈوسا کو بھی اس کے انجام تک پہنچا دیا تھا۔ وہی ریڈ میڈوسا جو عمران کو کوئی اہمیت ہی نہ دیتی تھی۔ آخر کار عمران کے ہاتھوں ہی موت کی اندھیری وادی میں ڈوب گئی۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

ختم شد

مظہر کلیم ایم اے